

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226429

UNIVERSAL
LIBRARY

وَجَادِلْهُمْ لَتَبْلُغَ أَخْسِنَ

تاریخ

صحف سماوی

جمین

تورات انجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب و حفاظت کا تاریخی موازنہ تحریف غلطی
و معنوی کی بحث اور علمایہ یورپ کے قرآن مجید پر اعتراضات و رنگے مدلل و درست جوابات کو مبین

مؤلفہ

اسید نواب علی ایم۔ اے پروفیسر ٹرودہ کالج لاہور

حسب فرمائش مصنفہ بابتہام کیسری داس سیٹھ پرنٹرز

مطبوعہ نولکش و واقع لکھنؤ میچے

فہرست مضامین تاریخ صحف سماوی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	عہد عتیق کے قدیم نسخے	۲-۱	دیباچہ
۱۹	وجہ اختلاف	۳	تمہید
۲۰	لطیفہ		باب اول
۲۱	تصحیحات اجبار		عہد عتیق
۲۱	عبرت		صحیفے جو معدوم ہو گئے
۲۲	مورائیان یعنی رُواۃ یہود	۵	کتب یہود کی بربادی کے اسباب
۲۲	ترگم	۷	تسلیم دین
۲۳	غیر زبانوں میں ترجمے	۸	دوسم کی وحی
۲۳	نسخہ بیعینہ کے اختلافات	۹	تالمود
۲۶	تحریفات تورات	۱۰	تالمود کا اثر ہماری تفاسیر پر
	مثال اول	۱۱	”اپوکریفہ“ یعنی پوشیدہ مکتوب
۲۶	حضرت داؤد اور قصہ اُوریا	۱۲	اپوکریفہ کتابوں کی تفصیل
۲۷	تبصرہ تورات کی شہادت پر		جمع و تحریر عہد عتیق
۳۰	قرآن مجید کی شہادت		خط بنی
۳۱	دُنبیوں کا قصہ اور ہمارے مفسرین	۱۵	خط مثال
۳۳	امام رازی کی تقریر کا ملخص		قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں
۳۵	واقعہ کی اصلیت	۱۷	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	نیقہ کی کونسل	۳۶	مثال دوم حضرت سلیمان اور بت پرستی
۵۷	نقشہ یہود و جننا المیز اور ان کا اثر	۳۷	توریت کی کتاب ملوک اور تاریخ الایام
۶	دین عیسوی پر	۳۸	پر تبصرہ
۵۸	مبتدع فرقوں کے عقائد	۳۹	کلام مجید کی شہادت
۵۹	موجودہ فرقہ تغلیثیہ	۴۰	تالمود کا قصہ سلیمان اور شاہ دیوان
۶۰	جمع و ترتیب عہد جدید	۴۱	(فٹ نوٹ) بعض مفسرین نے ان
۶۱	اناجیل کی فہرست	۴۲	اکاذیب باطلہ کو نقل کیا مگر غلطی کھل گئی
۶۲	اناجیل اربعہ	۴۳	مثال سوم حضرت ہارون اور گوسالہ پرستی
۶۳	عیسائیوں کے تین گروہ	۴۴	تبصرہ تورات کی ابتدائی پانچ کتابوں پر
۶۴	قدیم نسخے	۴۵	کلام مجید کی شہادت
۶۵	اختلافات اناجیل	۴۶	تحقیق ساری
۶۶	دوجہ اربعہ	۴۷	
۶۷	اناجیل اربعہ اور ولادت مسیح	۴۸	
۶۸	یونانی قصص	۴۹	
۶۹	مہاجرات کا قصہ	۵۰	
۷۰	(فٹ نوٹ) تعلیم مسیحی	۵۱	
۷۱	الانقوا	۵۲	باب دوم عہد جدید
۷۲	باب سوم	۵۳	حواریوں کی تعلیم
۷۳	قرآن مجید	۵۴	پال کا اختلاف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۳	چند اعتراض اور انکے جواب	۸۱	نزول قرآن
۱۰۴	حضرت ابن مسعودؓ اور معوذتین	۸۲	حفظ
۱۰۵	دعائے فنوت	۸۵	روح محفوظ
۱۰۶	عقائد متعلق کلام مجید	۸۶	تحریر و کتابت
۱۱۱	سورتوں کی ترتیب	۸۷	عربی رسم الخط کی مختصر تاریخ
۱۱۱	ترتیب عثمانی و ترتیب ابن مسعودؓ	۸۷	خط مسند
۱۱۲	لطائف ترتیب سورہائے قرآنی	۸۶	خط خطی
۱۱۳	سورہ فاتحہ	۸۸	عربی رسم الخط
۱۱۵	سورۃ البقرہ	۸۸	مؤرخین اسلام کے روایات
۱۱۶	مقاصد تورات	۸۹	نقشہ خطوط
۱۲۵	سورہ آل عمران	۹۲	نقشہ کی تشریح
۱۲۵	عہد رسول اللہؐ میں انصار کے	۹۳	کتابت کلام مجید کی شہادت
۱۲۵	کے عقائد	۹۳	کلام مجید سے
۱۲۸	آسمانی باب کی تاویل	۹۵	نکتہ
۱۳۶	قرآن مجید کے قدیم نسخے	۹۶	جمع و ترتیب کلام مجید
۱۳۸	اصلاح رسم الخط	۹۸	خلافت حضرت ابو بکرؓ میں کلام مجید
۱۳۹	ابو الاسود دہلی اور نقطے	۱۰۰	کا جمع کیا جانا ایک مجلد میں
۱۴۰	خطوط لمصاحف	۱۰۱	سبعہ احرف کی تفصیل
			حضرت عثمانؓ اور قرآن مجید

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۰	مارگولیتھ	۱۴۱	حضرت امام موسیٰ الرضاؑ کے دربار میں
۱۵۱	سر ولیم میور	۱۴۲	ایک لکھا ہوا نسخہ قرآن مجید اور اسکے ایک
۱۵۲	نولدکی کے اعتراض اور انکے جواب	۱۴۳	درق کا نوٹ
۱۵۳	اعتراض اول متعلق تاریخ	۱۴۴	اس نسخہ کے خصوصیات
۱۵۴	تحقیق ہامان	۱۴۵	اختلاف قرات
۱۵۵	اخت ہارون	۱۴۶	ہفت قراء
۱۵۶	نزول مادہ	۱۴۷	اختلاف قرات کی مثالیں
۱۶۰	اعتراض دوم متعلق ترتیب تعلیم	۱۴۸	ابو الہذیل کا جواب
۱۶۱	سورہ یوسف کا موازنہ توریت	۱۴۹	یورپ اور قرآن مجید
۱۶۲	کے قصہ یوسف سے	۱۵۰	قرآن مجید کے ترجمے یورپین زبانوں میں
۲۲۲	نولدکی کے بقیہ اعتراض کے جواب	۱۵۱	مراکشی کا ترجمہ
۲۲۳	قرآن مجید صحیفہ سماوی کا "مہمین"	۱۵۲	لو تھکا کا متاثر ہوتا
۲۲۴	ہے	۱۵۳	ہجاء سبیل کا ترجمہ - دی تاسی اور فلو جل
۲۲۵	خاتمہ	۱۵۴	کے ترجمے
۲۲۶		۱۵۵	کارلائل



دنیا کو سال ۱۹۴۷ء خاص طور سے یاد رہیگا۔ اس سال مہذب یورپ باوصف دعویٰ تہذیب و شائستگی پھر وہی خونخوار وحشی ہو گیا اور مسیح ناصری کی میمنے کی کھال اُتار کر بُت پرست رومہ کا بھٹیٹا بن گیا۔ اسی سال ایک زبردست مستشرق ڈاکٹر منگانا باجو دیکہ مستشرقین یورپ تحقیق و انصاف پسندی کا دعویٰ نہایت بلند آہنگی سے کرتے ہیں قرآن مجید کو محض ثابت کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی خبر اسی زمانے میں اردو اخباروں نے لے لی تھی اور ماڈرن ریویوین مشرک کس نے بمصدق ”کراہن بہ آہن تو ان کرد نرم“ انکی پوری قلعی کھول دی تھی لیکن ڈاکٹر صاحب کی یہ ناشدنی کوشش اس کتاب کی تالیف کے حق میں ”سبب خیر“ ثابت ہوئی۔

اس کتاب میں تو رات۔ اناجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور حفاظت کا تاریخی موازنہ ہے اور تحریف لفظی و معنوی کو مثالوں سے ثابت کیا ہے۔ آخر میں مستر آن مجید پر

۵۷ دیکھ علامہ شبلی کا مضمون دیکسٹل مورخہ ۳۔ جون ۱۹۴۷ء اور روزنامہ زمیندار
بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۷ء ۲

زمانہ حال کے مستشرقین یورپ نے جو اعتراض کیے ہیں اُن کو دفع کیا ہے اور توریت کے قصہ یوسف اور قرآن مجید کے سورہ یوسف کا پورا موازنہ لکھ کر دکھایا ہے کہ کلام الہی اپنی اصلی حالت میں آیا مقدس بائبل میں محفوظ ہے یا قرآن مجید میں۔

ہنر ہائے مہاراجہ صاحبِ ٹوڈہ کا جنکی علم دوستی اور روشنیانی زبان زدِ خلایق ہے خاص طور سے مہتمون ہوں جنھوں نے دورانِ تحریر میں موازنہ مذاہب کی ایک شاخ کالج میں کھول دی اور فراہمی کتب مذہبی کے لیے ایک معقول رقم عطا فرمائی۔

اس شاخ کے ناظم فلسفہ کے پروفیسر البان جی جی ایم۔ اے ایک انگریز عالم ہیں جنھوں نے پیرس اور جینا (واقع جرمنی) کی یونیورسٹیوں میں الہیات کی تکمیل کی ہے اور ہسٹنگز کی انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اور مہرٹ جنرل کے مضمون نگار ہیں پروفیسر مدوح کی عنایت کا مشکور ہوں کہ انھوں نے کتب یہود و نصاریٰ کے معتبر ماخذوں سے مجھے اطلاع دی اور یورپ سے اُن کتابوں کو منگوادیا اور نیز اپنی پرائیویٹ کتابیں بھی مطالعہ کو دین۔

اس کتاب کے شغل تالیف کے باعث معارج الدین حصہ دوم کی تحریر ملتوی رہی لیکن ناظرین کو اب انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے گا فقط

نواب علی

ٹوڈہ - جامع مسجد

۲۴ - فروری ۱۹۱۸ء



قُلْ أَمَّا بِلِلّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا تَفْرَقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَتَحْسَبُ لَهُمْ مَسَلَمُونَ ۝

(سورہ آل عمران)

قرآن مجید کو جس طرح ہم کلام الہی مانتے ہیں اسی طرح توریت۔ انجیل۔ زبور اور نبیوں کے صحیفوں کو منزل من اللہ یقین کرتے ہیں لیکن چونکہ مختلف وجوہات سے جنکو ہم تفصیل اس کتاب میں بیان کریں گے یہ صحف سماوی بجز کلام مجید کے اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہے اس لیے ہم مجبور ہیں کہ بحالت موجودہ ان کو خدا کا کلام جس حیثیت سے کہ وہ نازل ہوا تھا نہ مانیں لیکن اجمالاً ان کو مقدس مانکر ان کی عظمت کریں۔

انبیاء سے بنی اسرائیل پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں انکو علیا سے سچی نے بائبل یعنی کتاب کا لقب دیکر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

اول۔ عہد عتیق یعنی حضرت عیسیٰ کے قبل جس قدر کتابیں بنی اسرائیل کے انبیاء پر نازل ہوئیں۔

دوم۔ عہد جدید یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ حواریین کے اعمال خطوط اور کائنات بھی شامل ہیں۔

اب ہم پہلے عہد عتیق کے متعلق بحث کرتے ہیں۔

باب اوّل

عہدِ عتیق

مروجہ عہدِ عتیق میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں لیکن علماء یہود نے اُنکو ۴۴ کتابوں میں شمار کر کے تین سلسلوں میں منسلک کیا ہے۔

سلسلہ اوّل۔ تورہ جسکو قانون بھی کہتے ہیں۔ اس میں پانچ اسفار یعنی کتابیں شامل ہیں تلوٰثین یا پیدائش۔ خروج۔ اجتار۔ اعداد۔ توریت شنی۔
سلسلہ دوم۔ نبیم جنہیں یوشع۔ قضاہ۔ صموئیل اول و دوم۔ ملوک اول و دوم یعنی یارثیاہ۔ حزقیل اور بارہ چھوٹے پیغمبر شامل ہیں۔

سلسلہ سوم کتبیم انہیں زبور۔ امثال۔ تیلمان۔ ایوب۔ رعوٰت۔ نوحہ یرمیاہ۔ واعظ اشیر۔ دانیال۔ عزرا۔ نحیاہ یا ام اول و دوم

عہدِ عتیق کے موجودہ مجموعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی چند کتب سادہ یعنی جو معدوم ہو گئیں لیکن صرف انکا حوالہ عہدِ عتیق میں موجود ہے جیسا کہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

صحفِ ج
معدوم ہو گئے

نام کتاب	حوالہ عہدِ عتیق
عہد نامہ موسیٰ	خروج ۲۴ ”اور اُسے (موسیٰ نے) عہد نامہ کی کتاب لیکر مجمع میں پڑھی اور حاضرین کہنے لگے خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے ہم اُس پر عمل کرینگے اور زمانہ برادر رہیں گے“
جنگ نامہ خداوند	اعداد ۲۱ ”چنانچہ جنگ نامہ خداوند میں یہ طور ہے کہ اُس نے بحرِ قلزم اور ارنن کے چشموں کی کیا“

نام کتاب	حوالہ عمدتینق
کتاب یسیر	یوشع ۱۱ ”اور آفتاب اور ماہتاب ٹھہر گئے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے لیا۔ کیا یہ واقعہ کتاب یسیر میں نہیں لکھا ہے“
کتاب ناتن بنی و احیم و مکاشفات یعد و کاہن	ایام دوم ۹ ”سلیمان کے بقیہ اعمال اول سے آخر تک کیا ناتن نبی کی کتاب اور اچیم شلونی کی پیشین گوئی اور مکاشفات یعد و کاہن بمقابلہ یروبعام ابن نباطمین مندرج نہیں ہیں“
کتاب یاہو بن حنانی کتاب اشعیان بن عموص	ایام دوم ۲۲ و ۲۶ ”یوشافاط کے بقیہ اعمال ازاول تا آخر کتاب یاہو بن حنانی میں تحریر ہیں“۔ ”بادشاہ عوزیا کے بقیہ اعمال ازاول تا آخر اشعیان بن عموص نے تحریر کیے“
امثال و نعمات سلیمان و کتاب خواص نباتات و حیوانات و اعمال سلیمان	ملوک اول ۱۱ و ۱۲ ”اور سلیمان نے تین ہزار امثال تعلیم دیے اور اُسکے نعمات کا شمار ایک ہزار پانچ ہے اور اُس نے لبنان کے تمام شجر کا شاہ بلوط سے لیکر دیوار پر اُگنے والی بیل تک کا ذکر کیا اور اُس نے حیوانات طیور اور حشرات الارض و راہی کے تذکرات کیے“ ”اور بقیہ اعمال سلیمان اور اُسکے افعال و حکم آیا یہ سب اعمال سلیمان میں درج نہیں ہیں“
یہود کی کتب سماوی کی بربادی کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان	بنا اسرائیل اور ہزاروں عورتیں

کے بعد پے درپے واقع ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد ہی بنی اسرائیل کے اسباط میں تفرقہ پڑ گیا اور اُن کی دوجہ گانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھیں قائم ہو گئیں دو اسباط یعنی یہود اور بنیامین نے رجوع ام ابن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے اور شمال کی جانب ساریہ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا اور خداوند یہوہ کی عبادت کے ساتھ سونے کے بچھڑوں کی بھی پرستش کرنے لگے۔ آخر ۲۲۰ء قبل مسیح میں اسیریا والون نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا پکڑے گئے۔ اس طور سے دس اسباط فنا ہو گئے یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر یہود سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو گئے۔

دوسری سلطنت کو بھی ۸۶۰ء ق م میں نخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جہان حضرت سلیمان نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ کیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور جہد بنی اسرائیل قتل سے بچے اُن کو گرفتار کر کے بابل لیگیا۔ پچاس برس کے قورش شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی لیکن کچھ عرصہ تک تعمیر ساریہ والون کی عداوت سے جنھوں نے بیت المقدس کے معتابلہ میں کوہ جزیم پر اپنا معبد علیہ قائم کر لیا تھا ملتوی رہی۔ آخر ۳۳۰ء ق م میں عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے تورہ یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سر نو جمع کر کے واقعات کو مورخانہ حیثیت سے قلمبند کیا۔ پھر نحمیا نے نبیم یعنی سلسلہ دوم کی کتابوں کو مع زبور داود جمع کیا لیکن دوسو برس کے بعد یونانیوں کے فتوحات کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی۔ سکندر اور اُسکے جانشینوں کے زمانہ میں یہود کی سلطنت کی نیم آزادی حیثیت قائم رہی لیکن ۱۷۰ء ق م میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ آنتونیس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں یونانی دیوتا زئیس کا مندر بنوا دیا۔ مقدس صحیفوں کو جلا دیا اور توریت کی تلاوت محکمہ بند کر کے شعائر یہود کی ممانعت کر دی

لیکن بہت جلد یہود اقمابانی کی ہمت مردانہ نے اس فتنہ کو فرو کیا۔ شاہ انطاکیہ منہزم ہوا اور بیت المقدس پھر ناپاکین سے پاک کیا گیا اور مقدس صحیفے جمع کر کے محفوظ کیے گئے اور سلسلہ روم یعنی کتبیم کی کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ لیکن یہود کا پیمانہ حکومت لبریز ہو چکا تھا۔ یکا یک رومیوں کی تلوار چلکی۔ پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجہ سے نجات دلانی گئی لیکن ”خود گرگ بودی“ کی مثل آخر صادق آئی۔ ٹائٹس رومی نے ۷۰ ستمبر ۷۰ء کو بیت المقدس فتح کر کے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر رومہ کے محل میں بطور یادگار فتح لیگیا۔ یہود جلا وطن کر دیے گئے اور یروشلم کے گرد غیر یہودی آبادیان قائم کر دی گئیں۔ ۶۰ سالہ عین قیصر بڑا رین کے زمانہ میں یہود نے پھر حرکت مذہبی کی اور جابجا سے جمع ہو کر آخری جان توڑ مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور قریب پانچ لاکھ کے قتل ہوئے۔ اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے دوران کھنڈر دین بھی آنے کی اجازت موقوف کر دی صرف سال میں ایک دن جس روز ٹائٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا اجازت ملتی تھی کہ خداوند یہوہ کی پیادوں کے بربخت ناخلف آئین اور قدس کی زمین کو خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔ اُف

حلم حق باتو مواسا ہا کند	چونکہ از حد بگذر در سوا کند
--------------------------	-----------------------------

مذکورہ بالا حوادث کے سبب سے اگرچہ اصل تو رات اور صعف انبیاء ضائع ہو گئے لیکن انکی تعلیمات کا سلسلہ روایت بالمعنی کی طور پر جاری رہا جس کی صورت یہ ہوئی کہ بابل کی اسیری کے زمانہ میں علماء یہود نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ سبت کے دن لوگوں کو جمع کر کے غم و الم کے ساتھ یاد دہندگان کو تازہ کرتے تھے اور توریت کی آیات سے مجلس وعظ کو گرم کر کے شکستہ دلون کو تسلی دیتے تھے۔ یہ سیم بابل سے واپس آکر اور بیت المقدس کے دوبارہ تعمیر ہونے کے بعد بھی جاری ہی اور جابجا ایسے مکانات تعمیر ہو گئے جہاں اس قسم کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ان مکانات کو کنیسہ کہتے تھے۔ ہر کنیسہ میں تورات کی نقلیں صندوقون میں رکھی جاتی تھیں اور سامنے ایک شمع

روشن رہتی تھی۔ ہر دوشنبہ پنجشنبہ اور شنبہ کو لوگ اپنے اپنے کنیسون میں جمع ہوتے تھے لیکن بڑے کینے نماز کے اوقات ثلاثہ کے وقت ہر روز کھلے رہتے تھے۔ طریق عبادت یہ تھا کہ ”سفیریم“ یعنی اجار پہلے چند آیات توریت جو قدیم عبرانی زبان میں ہوتی تھیں پڑھتے تھے پھر ان کی تفسیر ارامی زبان میں جو بال کی اسیری کے بعد سے یہود کی مادری زبان ہو گئی تھی لوگوں کے سمجھانے کے واسطے بیان کرتے تھے۔ ہر شنبہ کو صبح کے وقت خاص اہتمام ہوتا تھا اور لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے نماز میں آیات توریت پڑھی جاتی تھیں اور حاضرین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کھڑے رہتے تھے پھر چوتھامات توریت اس دن کے واسطے مخصوص ہوتے تھے ان کی تفسیر بیان کر کے وعظ ہوتا تھا۔ اجار نے حضرت موسیٰ کی پانچون کتابوں یعنی تورہ کو (۱۵۴) ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا اور یہ التزام تھا کہ ہر تیسرے سال پورے تورات کا دور تمام ہو جائے انٹونیس شاہ انطاکیہ کے زمانہ میں جبکہ توریت کی تلاوت حکماً بند کر دی گئی تو اجار صحف انبیاء کے ۱۵۴ ٹکڑے کر کے کنیسون میں پڑھنے لگے لیکن یہ وہ دامقابی نے جب پھر آزادی حاصل کی تو توریت کی تلاوت بھی جاری ہوئی لیکن اب یہودین دو فریق ہو گئے ایک شدوقی جنھوں نے ساریہ والدین کی طرح سلسلہ اول یعنی تورہ کی پانچ کتابوں پر اکتفا کیا اور باقی صحف کو خارج کر دیا۔ دوسرے فریقی جنھوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلہ دوم و سوم کی کتابوں کو بھی اصول دین میں شامل کر لیا انہیں یہ روایت شہور ہوئی کہ حضرت عیسیٰ پر دو قسم کی وحی نازل ہوئی (۱) ”تورہ شکتب“ یعنی وحی مکتوبی۔ (۲) ”تورہ شعلفہ“ یعنی وحی لسانی جو حضرت ہارون اور آپ کی اولاد کی وساطت سے سینہ یسینہ عزرا کا تب تک پہنچی۔ عزرائے کنیسہ عظمیٰ کے ممبروں کو جن کی تعداد ۱۲۰ تھی سکھایا۔ پھوٹھائی سو برس تک یہ وہی ممبروں کی اولاد و احفاد میں محفوظ رہی شمعون عادل (المثنوی سنت ۱۴۱ م) اس جماعت کا آخری ممبر تھا۔ شمعون سے پھر جماعت ”سفیریم“ (کاتبان وحی) نے اور ان سے

دوسری قسم کی

گروہ "تسائم" (علماء) نے سیکھا جسکا زمانہ ششم سے سترہ تک رہا پھر اس گروہ سے آجبار و ربیتین نے سیکھا اور اس طور سے یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس عقیدہ نے آجبار و ربیتین کے اقوال کو وحی الہی کا ہم پایہ بنا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف روایات اور افسانوں کا انبار لگ گیا بلکہ تورہ کی آیات پر بھی پردہ پڑ گیا۔ یہاں تک کہ جب مقایسوں کی آزاد حکومت رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی تو پھر یہ بلا عام طور سے پھیل گئی۔ دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہودا نے ان اقوال کو جمع کیا جسکا نام مشابہ جو گویا تورات کی تفسیر ہے پھر اس تفسیر کی تفسیر جمع کی گئی اور اسکا نام حمرارکھا گیا۔ اس کل ضخیم مجموعہ کو تالمود کا لقب دیا گیا۔

تالمود دو ذہین ایک تالمود شامی دوسری تالمود بابلی جو سترہ و عین جمع ہوئی ہر تالمود بجا نائض مضامین اس طور سے منقسم ہے۔

اول ہلکہ یعنی خالص احکام و شریعہ۔ چھ "تورہ" ادا مردنواہی۔ پھر انکی جزئی تفصیل۔ احرام و حلال کی مونگافیان اور صغائر اور کبائر کی باریکیاں غرض کہ تورات کے احکام کے مقابلہ میں گویا ایک دوسری شریعت قائم ہو گئی جسکی پابندیوں اور سختیوں نے مذہب یہود کو آجبار اور ربیتین کے اعمال ظاہر کا گورکھ دھندا بنا دیا اور یہ حالت ہو گئی کہ ایک طرف عوام کو رانہ تقلید اور جمل مرکب کے سبب سے آجبار کے اقوال کو خدا کا کلام سمجھ کر ان کی ویسی ہی عظمت کرنے لگے۔

لَا تَخْذُوا حَبَا دَهُمْ وَسَاهِبَا نَفْسُ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ دوسری طرف آجبار کا یہ حال ہو گیا کہ فریب نفس اور جاہ پسندی کے باعث تورات کو اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ دیتے تھے یَحْبِرُ فِتْنَةٌ مِّنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

دوم مجدد یعنی روایات و سیر آثار و قصص۔ یہ ایک عجیب و غریب عجون مرکب ہے جس میں کہیں تو انبیاء کے رموز اور ملک اور ملکوت کے اسرار درج ہیں اور کہیں خدا اور اُس کے برگزیدہ انبیاء و رسل کی طرف لغو اور بہودہ افعال منسوب ہیں۔ کہیں زمین و آسمان کے عجائبات تحریر ہیں اور کہیں اجنبی اور اراج غیبیہ کی خوش فعلیان۔ جادو اور طلسمات کے کرشمے۔ تعویذ گنڈے۔ غرض کہ یہ مجموعہ عام طور سے مقبول ہو گیا اور مذہب مسخ ہو کر مجموعہ اوہام و رگیا۔

انتباہ افسوس ہے کہ ان کتابوں کا زہر ملا اثر ہمارے یہاں کی تفاسیر میں بھی سراپا کر گیا اور مشہور مفسرین نے بھی اہل کتاب کی ان روایات کو اپنی تفاسیر میں مجسّمہ نقل کر کے صحابہ کرام اور رسول صلعم تک انکا سلسلہ روایت ملا دیا۔ اسکی ابتداء یوں ہوئی کہ عبداللہ عمرو بن عاص کو اہل کتاب کی کتابوں کا ایک بار شتر پر تھک گیا چنانچہ انھوں نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود کو اس کثرت سے بیان کیا کہ ان کی حدیثوں کی تعداد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثوں سے بھی بڑھ گئی۔ حاشیہ تجلّٰہ الفکر میں ابوالامداد ابراہیم لکھتے ہیں :-

ومثال لصحابہ لذلّٰی لم یأخذ عن الانبیاء	اور ان صحابہ میں جنھوں نے اسرائیلیات سے اخذ
ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ومن اخذھا	نہیں کیا ابوبکر اور عمر و عثمان اور علی ہیں جنھوں نے
عبداللہ بن سلام وقیل عبداللہ عمرو بن	اخذ کیا ابن سلام ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو
عاص فانہ لما فتح الشام اخذ حمل بعیر من	بن عاص ہیں انھوں نے جب ملک شام فتح ہوا تو
کتب اھل کتاب وكان یحدث منها۔	ایک بار شتر پر تھک کتاب کا لیا اور اسے روایت کرنے لگے۔

شرح الشرع تجلّٰہ الفکر میں ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے اور جنگ یرموک میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان روایات کا نام کتب احادیث میں اسرائیلیات ہے۔ اور ان کا سلسلہ آنحضرت صلعم تک منقطع ہے لیکن غلطی سے لوگ ان کو احادیث نبوی سمجھتے ہیں بمقابلہ بن سلمان

المورد کا اثر
ہماری تفاسیر

سہی۔ کلبی وغیرہ نے ان روایات کو کثرت سے نقل کیا اور پھر ان سے بعد کے مفسرین نے اس طور سے یہ فاسد مادہ منتقل ہوتا گیا۔ لیکن محققین اسلام نے ان حضرات کی قلعی خوب کھول دی ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں مقاتل بن سلیمان کے متعلق لکھتے ہیں (دیکھو جلد دوم صفحہ ۵۰۰)

قتال ابن حبان کان یاخذ عن الیہود والنصارى من علم القرآن ما یوافق کتبہم وکان یکذب بالحدیث۔	ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل یہود اور نصاریٰ سے جو کچھ علم القرآن سے اُن کی کتابوں کے موافق ہوتا تھا افزا کرتا تھا اور جھوٹی حدیث بیان کرتا تھا۔
---	--

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ مقاتل جو خراسان کا باشندہ تھا کذب میں مشہور تھا سہلہ مین وفات پائی۔ یہی حال ابو نصر محمد بن سائب کلبی (المتوفی ۲۷۲ھ) اور محمد بن مروان سہی (المتوفی ۲۸۲ھ) کا ہے ذہبی۔ ابن حجر اور سیوطی کے نزدیک یہ کاذب تھے اور ان سے جو اسرائیلیات منقول ہیں اور انکو حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب کیا ہے موضوع اور غلط ہیں۔

”اپوکرلیفہ“ یعنی پوشیدہ مکتوب	عمر اکاتب کی نسبت مشہور تھا کہ بابل کی اسیری سے واپس ہو کر جب اُسے تورات کو از سر نو ترتیب دیکر تحریر کیا تو شستر محفّی ملفوظات بھی قلمبند کیے جو اگرچہ عام طور پر رائج نہ تھے لیکن خواص کو پوشیدہ
-------------------------------	--

تعلیم ہوتی تھی۔ ان کتب کو ان کی اصطلاح میں ”سفریم جنوزیم“ کہتے ہیں جنوزیم کے معنی قیمتی چیزوں کو محفوظ رکھنا۔ عربی میں اسکا مترادف کفر محفّی ہے۔ یہ تو روایت ہے لیکن واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر کے جانشینوں کے عہد میں جب ایک طرف یہود اپنی آزادی قائم رکھنے کے لیے جدوجہد کرتے تھے اور دوسری طرف آپس ہی میں صدوتیوں فریسیوں اور دیگر فرقوں کے مابین مناظرے اور مجادلے ہو رہے تھے لوگوں نے اپنے مطلب

۱۔ میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۴۴۳۔ ۲۔ اتقان نیر ۸۰۔ ۳۔ کتاب عمر انبیر ۲۱۲۔

کے مطابق کتابیں تصنیف کیں اور ان کو انبیاء سے مابقی کے نام سے منسوب کرنے لگے۔ یہ سلسلہ دو سو برس قبل مسیح سے سو برس بعد مسیح تک زور و شور سے جاری رہا اور یہود کی طرح نصاریٰ نے بھی اختیار کیا۔ یہ کتابیں زیادہ تر اخبار آئندہ اور مسیحا کے ورود کی پیشین گوئیوں سے بھری ہوئی تھیں اور ہر فرقہ اپنے مطلب کے مطابق عبارت گڑھ دیتا تھا۔ عام طور سے ان کتابوں کا چرچا ہو گیا مگر اسکے ساتھ ہی اختلاف بھی بڑھتا گیا کسی نے کسی کتاب کو معتبر قرار دیا تو دوسرے نے اسکو جعلی ٹھہرایا اسطور سے ان کتب کو اپوکریفہ (جعلی) کہنے لگے۔ غرضکہ اس رد و قبول سے جسکی بناء نفسانیت اور جہل پر تھی اصلیت پر پردہ پڑ گیا۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكِتَابَ بَايِدًا بِهِمْ مَقُودُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشَدَّ أَوَابُ السَّمَاءِ فَلْيُلْهِكُوا لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ

اب ہم ان کتابوں کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں :-

اپوکریفہ
کتابوں
کی تفصیل

۱	کتاب اسد اس اول و دوم	یہ سب کتابیں محمد ختیش کے یونانی ترجمہ نبیہ میں موجود ہیں اور اب تک یونانی اور رومی کلیسا میں مقدس کتابوں میں شامل ہیں اور بعض کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔
۲	توبت	
۳	یودت	
۴	بقیہ ابواب اسر	
۵	دائے یلمان	
۶	کتاب اوعظیا یا "اکلی ریشکس"	
۷	باروق	
۸	تین معصوم بچوں کا نغمہ	
۹	تاریخ بسینا	
۱۰	تاریخ بربادی بل و درگن	
۱۱	دعائے نیسیس شاہ یہودیہ	
۱۲	کتاب مقابیان اول و دوم	

۱۳۔ ہم نے یہ حال معارج الدین حصہ اول باب چہارم میں لکھا ہے تحت عنوان "تحقیق مسیحا" ۱۲

۱۳	کتاب سوم مقابیان	۲۰	صحیفہ اول و دوم ادریس	۲۶	کتاب چہارم مقابیان
۱۴	سراق	۲۱	کتاب دوم و سوم باروق	۲۸	صحائف سبعہ شیت
۱۵	نامہ یومی	۲۲	عمد نامہ بارہ پیمبروں کا	۲۹	کتاب پیدائش صغیر
۱۶	صحیفہ آدم و حوا	۲۳	سبلی لائن پیشین گوئیاں	۳۰	صحائف قیاس و وصیت
۱۷	کتاب جوبلی	۲۴	مشاہدات موسیٰ ؑ	۳۱	دس سرار و معراج موسیٰ ؑ
۱۸	نامہ ارسطیس	۲۵	کتاب چہارم عزرا	۳۲	معراج اشعیا
۱۹	شہادت نامہ شعیبا	۲۶	زبور سلیمان	۳۵	ملفوظات حقوق

ان کتابوں کے علاوہ چند اور کتابیں تھیں جو اسی زمانہ میں معدوم ہو گئی تھیں مگر انکا حوالہ ان کتب میں پایا جاتا ہے مثلاً تاریخ ”یوحنا ہرکنیس“ جسکا حوالہ کتاب اول مقابیان میں موجود ہے۔ اور کتاب ”یوسف و اسینٹ“ وغیرہا۔ اگرچہ ان سب کتابوں کو ”پوکریفہ“ کا لقب دیا گیا ہے لیکن زمانہ حال کے علمائے یورپ اب ان کی اہمیت تسلیم کرتے جاتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ سے تین سو برس پیشتر اور دو سو برس بعد کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ اسکے تو رات اور آنا جیل کے درمیان یہ کتابیں برزخ کے طور پر کام دیتی ہیں اور صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح ”رہیجا“ کے متعلق پیشین گوئیوں نے فضا کی کے عقائد کی بنیاد قائم کی۔ ان کتابوں میں ایسے بھی مضامین ہیں جو کلام مجید میں مذکور ہیں مگر جن کو مروجہ عہد عتیق کی کتابوں سے یا خارج کر دیا ہے یا مبہم طور پر بیان کیا ہے مگر خود مروجہ عہد عتیق کی کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں انکا ذکر آگے آتا ہے۔

۱۵ ماخوذ از دیباچہ پوکریفہ جلد اول مؤلفہ چارلس مطبوعہ آکسفورڈ پریس ۱۹۱۳ء ص ۱۲
 ۱۶ مثلاً حضرت ابراہیم کا مناظرہ اپنے باپ آزر سے سورہ انعام میں مذکور ہے لیکن تورات کتاب پیدائش میں اسکا کچھ ذکر نہیں حالانکہ کتاب جوبلی آیت میں یہ مناظرہ بکفہ مذکور ہے (دیکھو پوکریفہ جلد دوم صفحہ ۳۰ و ۳۱) ۱۷

جمع و تحریر عبدعزیز

• روایت یہود کے مطابق حضرت عزرائل نے تورات کی تعلیم و تلقین تحریر و تفسیر کے واسطے ۱۲۰ علماء یہود کی ایک مجلس ترتیب دی تھی جو زمانہ مابعد میں ”کنیسہ عظمیٰ“ کے نام سے مشہور ہوئی۔ احبار جو اس مجلس کے رکن ہوتے تھے ان کے فرائض میں منجملہ تصفیہ مہات امور دین اجزائے تورات کی نقل و کتابت قرأت و روایت بھی داخل تھی۔

قدیم رسم الخط | یہود میں لکھنے کا دستور قدیم سے ہے۔ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ کا اصلی وطن ”اورکلہ انیان“ تھا جہاں ایک قدیم خط رائج تھا۔ ارض سوس میں جو پتھر کی سلین ۱۹۰۰ء میں زمین کھودتے وقت ملی ہیں اُن پر رکلہ انیون کے قدیم بادشاہ حمورابی (عبد سلطنت دوم ۱۷۷۰ برس قبل مسیح ۶) کا قانون جہن ۲۸۳ دفعات مندرج ہیں اور جن سے اُس زمانہ کی تہذیب کا نقشہ کھینچ جاتا ہے منقوش پایا گیا۔ اسی طرح آشور اور بابل کے آثار قدیمہ۔ تخت جمشید اور نقش رستم کے کتبے جو گذشتہ صدی میں دریافت ہوئے اُن سب پر ایک ہی رسم الخط کا پتہ چلتا ہے۔ اس خط کا نام اصطلاح میں کُنی فارم یا خط میخی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حروف پیکان یا میخ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ ۱۸۶۷ء میں ایک جرمنی عالم اسپیگل نے ایران کا سفر کیا اور صخرہ کے دھموت اور دیوانوں میں پڑائے کتبوں کو پڑھا اور پھر ایک کتاب میں اس خط میخی کے حروف تہجی۔ اُن کے پڑھنے کا طریقہ اور اُن کتبوں کا ترجمہ تحریر کیا۔ خط میخی میں ۲۱ حرف ہیں لیکن ایک ہی حرف کو اکثر دو تین طرح پر لکھا ہے اس لیے ۳۲ شکلیں پیدا ہو گئیں۔ ذیل میں ایک کتبہ نوٹہ درج ہے۔ یہ کتبہ مشہد مادرِ سلیمان میں جو شیراز سے ۲۰ فرسخ دور ہے پایا گیا۔ اس پر

یعنی

لقب ملا مقہر کئے گئے۔ انھیں اشارات کو سائن کر کے اہل فنیقیہ نے ۲۲ حروف تہجی ایجاد کیے جن سے عبرانی اور یونانی خط ماخوذ ہے۔ ذیل کے نقشہ سے ان چاروں خطوط کا نمونہ معلوم ہو جائے گا۔

نام حروف	مصری ہیر گلیفک	مصری کرسیو	فنیقی	یونانی	عبری
دال					
واو					
راء مہملہ					
لام					
شین					

(ماخوذ از "اتھروپولوجی" مصنفہ ڈاکٹر صفر ۱۹۰۶ء)

حضرت موسیٰ نے چونکہ فرعون کے محل میں پرورش پائی تھی اس لیے قیاس کیا جاتا ہے کہ توریت کے احکام عشرہ جو آپ پر نازل ہوئے تھے آپ نے مصری خط میں تحریر فرمائے تھے لیکن حوادث ایام میں یہ الواح اور صحف انبیاء جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس میں محفوظ کیے تھے ضائع ہو گئے اور اب اُن تبرکات کا پتہ نہیں۔ سب سے پرانی تحریر جو اب تک دریافت ہوئی ہے وہ ایک پتھر کا کتبہ ہے جو سنگ متوالی کے نام سے مشہور ہے اور جو نو سو برس قبل مسیح یعنی حضرت سلیمان کے بعد کا لکھا ہوا ہے اس پر قدیم عبرانی حروف نقش ہیں

قید بابل سے رہائی کے بعد حضرت عزرائیل نے قدیم رسم الخط کو صاف کیا اور پھر اُسی خط میں احبار مقدس صحیفوں کو لکھنے لگے۔

قدیم تحریرات کس چیز پر لکھی جاتی تھیں اور ان پر ایک قسم کا رنگ پھیر کر آگ میں پکا لیتے تھے اور پھر اُن پر لکھتے تھے۔ گزشتہ صدی میں جب کالڈیہ۔ بابل اور

نینوا کے آثار قدیمہ برآمد ہوئے تو ہزاروں اس قسم کے الواح مدفون پائے گئے جن پر مختلف علوم و فنون شاہی فرمان قوانین سلطنت اور آداب معاشرت منقوش ہیں۔ یہ مصر میں بھی تل عمارنہ کے کھودنے سے ایسے ہی الواح پائے گئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری بھی انھیں الواح کا استعمال کرتے تھے لیکن انھوں نے ایک قسم کا کاغذ بھی ایجاد کیا تھا جسکو ”پاپائرس“ کہتے تھے وادی نیل کے نیستان سے ایک خاص قسم کے نئے کو کاٹ کر اس کے اندر کا مغز نکال کر پھیلاتے تھے اور پھر اوپر دوسرا مغز اس طور سے چپان کرتے تھے کہ زاویہ قائمہ بن کر اجڑا پائرس میں مل جاتا تھا۔ بعد ازاں سریش سے چپکاتے تھے اور جب خشک ہو جاتا تھا تو اُس پر بے تکلف لکھتے تھے۔ یہ کاغذ مصر و شام اور یونان میں بہت مستعمل تھا اور اسی پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ لیکن مصریوں نے جب پاپائرس کا داخلہ غیر ممالک میں بند کر دیا تو شہر پرگوس واقع ایشیائے کوچک میں چمڑے کو صاف کر کے اُس پر لکھنے لگے۔ اس قسم کے چمڑے کو ”پارچمنٹ“ کہتے تھے قرآن مجید میں جہان ساقی مَسْنُوس فرمایا ہے وہاں ”رق“ سے یہی پارچمنٹ مراد ہے بن عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چمڑی کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا احبار صحف کو اسی پر لکھتے تھے لیکن چونکہ یہ کاغذ قیمتی ہوتا تھا اس لیے جب کوئی جدید نسخہ تحریر کرنا منظور ہوتا تھا تو اکثر قدیم تحریر کو یا پھیل ڈالتے تھے یا پُرانی روشنائی کو خوب دھو کر پھر لکھتے تھے صحف کے ایسے نسخے اب بھی موجود ہیں جن پر یہ عمل

صاف نظر آتا ہے۔ پاپائرس چونکہ کثرت استعمال سے جلد بوسیدہ ہو جاتا تھا اس لیے بہت سے قلمی نسخے جو اس کا غذیر لکھے گئے (خاص کر اناجیل کے) وہ اکثر ضائع ہو گئے۔

عہد عتیق کے قدیم نسخے بیت المقدس کی آخری تباہی کے بعد جب یہودیت کا شیرازہ بکھر گیا تو احبار نے دوسری صدی عیسوی میں ۲۴-مروجہ کتابوں کو جو عیسائیوں میں عہد عتیق کے نام سے مشہور ہوئیں ترتیب دیکر یکجا لکھنا شروع کیا ان قدیم تحریرات کے متعلق ریورنڈ ہارن اپنی کتاب دیباچہ علوم بائبل جلد ۱ حصہ اول باب فصل اول میں لکھتے ہیں :-

”عہد عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں ہی لکھی گئی تھیں وہ دونا مون سے پکاری جاتی ہیں ایک آٹو گرافس یعنی وہ کتابیں جن کو خود الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا انہیں کے سب نسخے ناپید ہو گئے کوئی بھی موجود نہیں ہے دوسرے ایو گرافس یعنی وہ نسخے جو اصلی نسخوں سے نقل ہوئے تھے اور جو مکرار اور سر کر نقل ہوتے ہوئے بہت کثرت سے پھیل گئے تھے۔ یہ پچھلے نسخے بھی دو قسم کے تھے۔ (۱) پرانے جو یہودیوں میں بہت معتبر اور سدی گئے جاتے تھے مگر یہ نسخے بھی مدت سے معدوم ہو گئے ہیں۔ (۲) نئے جو سرکاری کتب خانوں میں یا لوگوں کے پاس موجود ہیں اور یہ بھی دو قسم کے ہیں اول رول یعنی قلمی صحیفے جو معاہدین کام آتے ہیں دویم اسکویرینوسکریپس یعنی وہ قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکھے ہیں اور عام لوگوں کے کام میں آتے ہیں“

عہد عتیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہیں ہوا تھا اس وجہ سے نقلوں میں سخت اختلاف ہوتا تھا اور یہ اختلاف روز بروز نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔

وجہ اختلاف | اختلافات کے چند وجوہ تھے اول عبرانی رسم الخط میں حروف علت

بالکل نہ تھے صرف ۲۲ حروف صحیح متعل تھے اور ان میں بھی بعض حرف ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اس لیے ذرا سی بے احتیاطی میں عبارت کچھ سے کچھ ہو جاتی تھی مثلاً کتابا دل صموئیل باب ۱۸ آیت ۱۸ میں لکھا ہے

”اور طالوت نے اچھا سے کہا کہ تابوت کو یہاں لایا کیونکہ تابوت اُس وقت بنی اسرائیل کے پاس تھا“

لیکن محقق ہے کہ تابوت اُس وقت بنی اسرائیل کے پاس نہ تھا بلکہ کوسوں دور اُن کے دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور اچھا کے عوض اس وقت آلیا زکراہن تھا اس لیے مفسرین تورات نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مشابہ حروف کی وجہ سے التباس ہو گیا ہے۔ زمانہ حال کے مشاہیر علمائے توریت و لٹرائن۔ کوئن۔ ریوزنڈکرک پیٹرک اور ڈاکٹر اسمتھ بالاتفاق لکھتے ہیں کہ چونکہ آتو (1666) یعنی جُبہ اور آرؤن (1666) یعنی تابوت کے حروف مشابہ ہیں اس لیے غلطی ہو گئی۔ اصل میں آیت یون ہوگی۔

”اور طالوت نے اچھا سے کہا کہ جُبہ یہاں لایا کیونکہ اُسے اُس وقت جُبہ کو پہنا“
دوم۔ عبرانی حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور چونکہ لفظوں کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہیں ہوتی تھی اور نہ جگہ چھوڑ کر لکھتے تھے اس لیے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ سے کچھ ہو جاتے تھے جیسا کہ مثلاً زبور باب ۱۳۷ میں اختلاف ہو گیا۔
اسی طرح توریت میں بکثرت ایسے مقامات پائے جاتے ہیں۔

لطیفہ اودھ کے نواب سعادت علی خان نے شاہ ایران کو ایک خط بھیجا۔ کاتب نے نواب کو ”پیر و مرشد برحق“ لکھ دیا اسپر دربار ایران سے اعتراض ہوا کہ یہ لقب خاص جناب امیر علیہ السلام کا ہے اس لیے ایک شیعہ مومن سے ایسی بے ادبی کیسے جائز ہو سکتی ہے

۱۔ عبرانی حروف کا نقشہ باب سوم میں درج ہے ۲۔ صفحہ ۳۰۹ ”دیر یوم زرنس بائبل“ ۱۲
۳۔ صفحہ ۱۲۲ بائبل مذکورہ ۱۲

نواب سعادت علی خان نے جبوقت یہ جواب پڑھا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور دربار کے میز پر
احسان اللہ ممتاز کی طرف خط بڑھا کر کہا کہ اسکا جواب دو۔ ممتاز نے برجستہ عرض کیا
جہاں پناہ ایرانی اہل زبان ہیں لیکن آج اُن کی سخن فہمی معلوم ہو گئی۔ یہ پیرو مرشد برحق
نہیں ہے بلکہ یون ہے پیرو۔ مرشد برحق یعنی مرشد برحق (علی مرتضیٰ) کا پیرو۔ نواب
بھڑک گئے اور ممتاز کا منہ زرو جواہر سے بھر دیا۔

”تصحیحات اجبار“ | ان وجوہ کے علاوہ اجبار نے تورات کے متعدد مقامات کو جہاں اُن کے
مروجہ عقائد کے خلاف کوئی بات پائی گئی بدل دیا۔ ریورٹ میں اس
اپنی کتاب ”ہسٹری آف دی انگلش بائبل“ صفحہ ۱۴۱ میں لکھتے ہیں کہ اجبار نے اٹھارہ
مقامات میں متن تورات کو بدل دیا جو اب تصحیحات اجبار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ
دوسرے مقامات پر انھوں نے اس قدر نشان کر دینے پر اکتفا کیا کہ یہ حسن ہے اور اس امر کو
انھوں نے بطور روایت بیان کیا جو بعد کو حاشیہ پر قلمبند ہونے لگا۔ مذکورہ بالا اٹھارہ
مقامات کو انھوں نے پوشیدہ نہیں رکھا اور وہ اب تک عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں
انہیں۔ سب اکثر مقامات تو ایسے ہیں جہاں اجبار کی رائے میں خدا کو بطور انسان (تجسیم)
بیان کرنا خلاف ادب تھا یا اسکی طرف ایسے افعال مذکور تھے جو عقائد یہود کے مطابق ذات
باری تعالیٰ کی طرف منسوب نہ ہونا چاہیے۔ مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۱۲ میں اہل عبرانی
متن یون تھا ”ہیواہ ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا“ چونکہ یہ مضمون خلاف ادب تھا اس لیے
اجبار نے یون تصحیح کی ”ابراہیم ہیواہ کے سامنے کھڑا ہوا“

پادری صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ میں پھر لکھتے ہیں۔
”لیکن کتاب قاضیان باب ۱۰ آیت ۳۰ کے متن میں قصد التحریف ہوئی کیونکہ یہ متن کو
جو مرتد ہو کر قوم دان کا کہن بنا منستہ کا پوتا لکھا ہے حالانکہ وہ موسیٰ کا پوتا تھا لیکن اجبار
نے حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے یہ مناسب نہ جانا کہ آپ کا پوتا مرتد مشہور ہو اس لیے

آپ کے نام کے عوض منسہ لکھ دیا۔
 ڈیئر یوزر م بابل کے صفحہ ۲۸۵ کتاب قاضیان کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ”جملہ نقاد و فن
 بالاتفاق اس تحریف کے قائل ہیں“ اگرچہ ان تحریفات کو حق بجانب ثابت کرنے کی بہت
 کوشش ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

عبرت
 کلام مجید میں ابولہب کی بدکرداریوں اور جہنمی ہونے کا اعلان ہوتا ہے
 کرو ردن سلمان تیرہ سو برس سے تبت ید ابا لہب پڑھتے ہیں اور
 جانتے ہیں کہ یہ ابولہب حضرت خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین کا حقیقی چچا ہے لیکن نہ کسی خلیفہ نہ
 امام نہ سلطان نہ پادشاہ نہ مجتہد نہ محدث نہ فقیہ نہ مکمل کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ ابولہب کو
 مثلاً ابوجہل سے بدل دیتا لیکن یہ اجبار یہود ہی کی ”دلادری“ ہے کہ ”بکف چراغ دارد“
 کے مصداق ہیں!

موراتیان یعنی رواۃ یہود
 اجبار کے اقوال اور روایات کو جس گروہ نے سب سے پہلے جمع
 کر کے تحریر کیا وہ موراتیان کے نام سے مشہور ہے۔ مسورہ کے
 لفظی معنی روایت ہے اس لیے موراتیان یہود کے رواۃ ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے دسویں
 صدی عیسوی تک یعنی آن حضرت صلعم کے عہد رسالت سے خلیفہ عباسی القادر باللہ کے زمانہ
 تک یہود کے دو مشہور مدرسے ایک بابل میں اور دوسرا ٹائیرس واقع ملک شام میں قائم
 تھے جہاں کتب مقدسہ کثرت سے نقل کی جاتی تھیں۔ بابل میں جو نسخے تحریر ہوئے اُن کو
 مشرقی نسخے اور ٹائیرس والوں کو مغربی نسخے کہتے ہیں۔ موراتیان نے سب سے پہلے روایات
 اجبار کو جمع کر کے حوشتی اور تعلیقات مرتب کیے لیکن جب اختلافات کو جمع کیا تو معلوم ہوا
 کہ یہ تعداد ۱۳۱۴ تک پہنچ گئی۔ یہ اختلافات مع حوشتی و تعلیقات اب تک عبرانی توریت
 میں نقل کیے جاتے ہیں جن سے صاف نظر آتا ہے کہ اصل توریت اور صحف انبیاء کما تک
 قابل وثوق ہیں۔

بہر حال اس وقت تک جس قدر تحریفات ہوئیں وہ ہوئیں لیکن مسورتیان نے یہ بڑا کام کیا کہ قرآن مجید کی صحت قرأت و کتابت (جکا ذکر آئندہ عنوان میں کیا جائیگا) سے متاثر ہو کر انھوں نے بھی عبرانی رسم الخط کے نقائص کو دور کر کے نقطے وغیرہ لگا کر متن تورات کی صحیح قرأت کی بنیاد مستحکم کر دی۔ ابتدا سے گیارہویں صدی عیسوی میں عرن بن عشر مدیر مدرسہ طائبریس اور یعقوب بن نفتالی مدیر مدرسہ بابل نے مشرقی اور مغربی نسخوں کا مقابلہ کر کے ایک متن تیار کیا جو اب تک مروج ہے۔

اختلافات جس قدر پائے گئے وہ اب حاشیہ پر درج ہوتے ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں پہلی مرتبہ عہد عتیق کی کتابیں چھاپی گئیں لیکن جب وائڈر ہون نے ۱۸۷۷ء میں طبع ثانی کا اہتمام کیا تو بارہ ہزار جگہ طبع اول سے اختلاف کرنا پڑا لیکن یہ اختلاف زیادہ تر قرأت کے اختلاف ہیں۔

ترجمہ | ترجمہ کے لفظی معنی مفصل ترجمہ ہیں۔ قدیم عبرانی زبان حبشہ تورات نازل ہوئی تھی قید بابل کے زمانے سے یہود میں متروک ہو گئی تھی اور اسکی جگہ کالڈی یا آرامک زبان نے لیلی تھی۔ حضرت عزرا کے زمانے سے یہ دستور ہو گیا تھا کہ چونکہ یہود عام طور سے عبرانی کو نہیں سمجھتے تھے اسلئے اجار تورات کی اصل آیات کا مفصل ترجمہ سنایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ کنیسوں میں تورات اسی طریقہ سے پڑھی جانے لگی اور ان ترجموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی اور عہد مسیح میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے ان سب کی تعداد قریب دس کے ہے۔ سب میں مشہور وہ تارگم ہے جو انکیلاس کی طرف منسوب ہے۔ اسکے مصنف کا حال محقق نہیں ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسکا لکھنے والا ایک بابلی تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا۔ بہر حال یہ تارگم اپنی موجودہ صورت میں تیسری صدی عیسوی کے آخر کا مرقبہ کیا ہوا ہے۔

غیر زبانوں میں ترجمہ | عہد عتیق کا ترجمہ سب سے پہلے یونانی زبان میں ہوا جس کو

سپٹو ایجٹ یعنی نسخہ سبعینہ کہتے ہیں۔ مشہور مورخ یہود جو سی فس اپنی کتاب "اینٹی کوریز" (یا دسلٹ) کے باب ۱۲ میں لکھتا ہے کہ بادشاہ مصر بطلمیوس فلا دلفیوس (عہد حکومت ۳۳۵ء سے ۲۸۲ ق م) اپنے مشہور کتب خانہ اسکندریہ کے لیے یہود کی کتب مقدسہ کی ایک نقل چاہت تھا جس کے واسطے اُس نے ایک کثیر رقم خرچ کی اور بہت سے یہودی غلاموں کو آزادی دیکر ایک وفد یروشلم کے سردار کا ہنان کے پاس بھیجا چنانچہ ستر علماء یہود منتخب ہو کر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے انکو جزیرہ قروس میں علیحدہ علیحدہ ٹکڑا کر ترجمہ کا حکم دیا انھوں نے ۷۲ دنوں میں ترجمہ پورا کر دیا۔ جب سب کے ترجمے ملائے گئے تو معلوم ہوا کہ ہر ترجمہ کا ترجمہ لفظ بلفظ یکساں ہے اور کسی قسم کا فرق نہیں ہے اس لیے سب کو یقین ہو گیا کہ بے شک یہ ترجمہ الہامی ہے۔ یونانی زبان بولنے والے یہود میں یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا اور صدیوں تک عبادت خانوں میں عبرانی توریت کے عوض اسی کی تلاوت جاری رہی حضرت عیسیٰ کے حواری جب انکو غیر یہود میں اشاعت دین کو نکلے تو انھوں نے اسی ترجمہ کو غنیمت سمجھ کر مستشہاد کرنا شروع کیا۔ انجیل میں جہاں تواریت کی عبارت کا حوالہ دیا ہے وہاں یہی ترجمہ نقل کیا ہے یسریٰ کلیسا میں اب تک یہی ترجمہ گرجاؤں میں پڑھا جاتا ہے۔

لیکن مروجہ عبرانی متن سے یہ ترجمہ چند باتوں میں مختلف ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔
(۱) انبیاء کی مدت عمر اور واقعات کی تاریخوں میں سخت باہمی اختلاف ہے مثلاً تخلیق آدم سے طوفان نوح تک عبرانی توریت میں ۱۶۵۶ سال درج ہیں لیکن اس ترجمہ میں ۶۲۲ سال تحریر ہیں۔ وغیرہما۔

(۲) اپوکریفل یعنی وہ "جعلی کتابیں" جن کو یہود و نصاریٰ نے مروجہ عہد عتیق سے خارج کر دیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

(۳) امثال سلیمان۔ یرمیاہ اور زبور کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔ زبور میں ایک نغمہ کا اور اضافہ کیا ہے۔

(۴) ترجمہ لفظی نہیں ہے بعض مقامات میں فاش غلطیاں ہیں چنانچہ کتاب دانیال اسقدر لغو ترجمہ ہوئی تھی کہ اسکی جگہ جدید ترجمہ شامل کیا گیا۔

(۵) بہت سے مقامات میں تصرف کیا ہے خاصکر ان مقامات میں جہاں خدا کو انسانی صفات اور جذبات رکھنے والا بیان کیا ہے تاکہ غیر ہیود کو خدا کی عظمت اور روحانیت میں کچھ شبہ نہ ہو مثلاً کتاب پیدائش باب ۱ کی اصل عبرانی میں یوں لکھا ہے ”وہاں خداوند خفا نہ ہونا میں عرض کرتا ہوں“ لیکن یہاں اس ترجمہ میں یوں بدل دیا ہے ”خداوند کیا یہ ایسی بات نہیں کہ میں کچھ عرض کروں“ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ قوم کو طوطے کے واسطے سفارش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر اس قوم میں بچاس ایمان والے موجود ہوں تب بھی عذاب آئیگا ارشاد ہوتا ہے اس صورت میں عذاب ٹل جائیگا۔ یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ اگر بچاس میں پانچ کم نکلے ارشاد ہوتا ہے کچھ مضائقہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ پھر دس دس کم کرتے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ خداوند تعالیٰ انکو مطمئن دلاتا ہے آخر دس پر حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے:-

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَ جَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُحِبُّ إِلْنَارُفِ قَوْمِهِ لُوطُ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۝	پھر جب ابراہیم سے ڈرجاتا رہا اور اسکو بشارت ملی تو قوم لوط کے مقدمے میں ہم سے جھگڑنے لگا بیشک ابراہیمؑ بردبار نرم دل خدا سے دل لگانے والا تھا۔ (سورہ ہود)
--	--

حضرت ابراہیمؑ مقام رضا میں شان جمالی کا نظارہ کرتے ہوئے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ اس نماز گفتگو کی حقیقت ظاہر میں کیا سمجھتے اور اسلیے انھوں نے اپنے قصور و غم کو چھپا کر

عجب ہے کہ پھر کیونکر سبب پال نے مسیح کو ابن اللہ کہا۔ ہم نے اسکی تشریح معارج المین حصہ اول صفحہ ۱۰۳ د ۱۰۴ میں کی ہے وہاں دیکھنا چاہیے ۱۱

تجسیم کی بحث چھیڑ کر عبارت کو بدل دیا۔

الغرض دوسری صدی عیسوی تک یہ ترجمہ بہت مقبول رہا لیکن تیسری صدی میں جب دین عیسوی قسطنطین رومی کے عہد حکومت میں شاہی مذہب ہو گیا تو پاپا سے روم و ماسوس نے سترہ^{۱۷} مین سینٹ جروم کو مقرر کیا کہ تورات اور اناجیل کا ایک مستند ترجمہ رومی زبان میں مرتب کرے۔ جروم نے مذکورہ بالا یونانی ترجمہ کو ناقص سمجھ کر ارادہ کیا کہ رومی ترجمہ اصل عبرانی تورات سے ہو۔ چنانچہ اُس نے شام کا سفر کیا اور ۱۲ سال تک بیت اللحم کے ایک غار میں قیام کر کے مختلف عبرانی نسخوں اور اجار یہودی کی اعانت سے ۳۹۲ء میں اپنا مشہور رومی ترجمہ جو ولگٹ کے نام سے مشہور ہوا طیار کیا۔ ابتداء کلیساؤں نے اس ترجمہ کو معتبر نہ سمجھا۔ لیکن رفتہ رفتہ کلیسا سے روم نے اسی ترجمہ کو قبولیت کی سزا عطا کی۔ پھر تو یہ حال ہو گیا کہ قرونِ ظلمہ سے پندرھویں صدی عیسوی تک اسی ترجمہ پر مدار تھا حتیٰ کہ ۱۲۱۲ء میں جب کارڈنل انس نے پالی گلاٹ نسخہ اس طور سے شائع کیا کہ ہر صفحہ پر بیچ میں رومی ترجمہ اور دونوں طرف اصل عبرانی اور یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ تحریر ہوا تو رومی ترجمہ کے قبول عام کے باعث سے خاص و عام میں یہ فقرہ چست ہونے لگا کہ حضرت مسیحؑ کو دو ڈاکوؤں کے بیچ میں سولی دی گئی ہے۔ پادری ٹائسن لکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں اگرچہ جروم کے ترجمے کی نظر ثانی ہوئی لیکن اسکا ترجمہ ناقص ہی رہا۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ جروم کو اگرچہ پُرانے صحیفے دستیاب ہوئے لیکن پھر بھی پوری صحت نہ ہو سکی۔

ان دو مشہور ترجموں کے علاوہ شامی قبطی حبشی اور آرامی زبانوں میں بھی عہدِ عتیق کے ترجمے ہوئے لیکن یہی دونوں مذکورہ بالا ترجمے زیادہ مشہور ہیں۔^{۱۸}
کیا عجیب بات ہے کہ صدیوں تک تمام عیسائی انجمن ناقص و مشکوک ترجموں کو وحی والہام سمجھتے رہے اور انجمن کو اپنا رہبر بنایا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کی جلد دوم طبع جدید میں

”بائبل“ پر جو عالمانہ اور مبسوط مضمون تحریر کیا گیا ہے اسکے ایک مقام میں لکھا ہے:-
 ”عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم
 رہا۔ یہود و محض اُس عبرانی نسخہ کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً
 دوسری صدی عیسوی میں جمع کیا گیا اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا۔
 لیکن اُس نسخے میں چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو اب صاف نظر آتی ہیں اور
 غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جنکی
 شاید اب یا کبھی پورے طور سے قلعی نہ کھل سکے یہ عیسائی (اور اسکندریہ
 کے یہود علماء کی حالت اس سے بھی بدتر تھی کیونکہ پانچویں صدی عیسوی تک
 شاذ و نادر استثنائے ساتھ اور پانچویں صدی سے چند رھویں صدی تک بلا استثناء
 ان بزرگوں نے تمام ترجموں پر اکتفا کیا ہے۔“

تحقیقات جدیدہ کی رو سے انصاف پسند علماء یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور ان کو
 تحریفات کا علم ہوتا جاتا ہے لیکن تیرہ سو برس ہوئے قرآن مجید نے ان تحریفات کی پہلے ہی
 قلعی کھول دی تھی۔ ذیل میں ہم چند مثالیں اہل کتاب کی ہدایت کے واسطے پیش کرتے ہیں۔

مثال اوّل

حضرت داؤد اور قصّہ اوپر یا

کتاب مزموریل ۱۲۳-۱۲۴ میں لکھا ہے کہ ”ایک دن داؤد نبی اپنے ایک فوجی افسر اور یا
 کی مجہدین عورت بتشیع کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے۔ فوراً اسکو محل میں بلوا بھیجا۔ عورت
 کو محل رکھیا تب آپ نے عیب چھپانے کی غرض سے اور یا کو میدان جنگ سے بلوا بھیجا لیکن

۱۲۳ عبادت کو ہم نے جلی کر دیا ہے ۱۲

وہ جہاد کے جوش میں اپنی عورت سے ملقت نہوا۔ تب آپ نے اسکو لڑائی کی صف اول میں اپنے سپہ سالار سے خفیہ کھلا کر تعین کر دیا جو بان اور یا نہایت جاننازی سے لڑ کر مارا گیا۔ تب آپ نے اسکی عورت سے شادی کر لی۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ آجہا نے اٹھارہ مقامات پر متن تورات کو عہدا بدل دیا۔ کتاب قاضیان میں موسیٰ کے عوض منسہ بنا دیا تاکہ حضرت موسیٰ کے گمراہ پوتے کی وجہ سے خود آپکی غلطی میں فرق نہ آئے۔ یہ سب کچھ ہوا اور پھر اس اہتمام کے ساتھ کہ سلسلہ سلسلہ تصحیحات کی روایات مسورا تیان تک پہنچیں اور آج تک بیان کی جاتی ہیں لیکن کیا عجیب بات ہے کہ مذکورہ بالا قصہ کی صحت کی طرف آجہا نے بالکل توجہ نہ کی حالانکہ داؤد کو یہود اولوالعزم پیغمبر صاحب زبور مانتے ہیں اور آج تک نظر نہیں کہ مسیح موعود آپ ہی کی نسل سے پیدا ہوگا پھر کیا نہ اور قتل عمر سے جو شریعت موسوی میں بھی گناہ کبیرہ میں نبوت اور عظمت داؤدی میں کچھ فرق نہیں آتا؟

اگر ذرا بھی اصول درایت سے کام لیا جاتا تو خود تورات سے اس یہودہ قصہ کا ابطال ہو جاتا۔ حضرت داؤد کی سیرت تورات کی تین مختلف کتابوں میں مذکور ہے کتاب دوم صموئیل۔ کتاب اول ملوک۔ کتاب اول تاریخ الایام مذکورہ بالا قصہ کتاب دوم صموئیل میں تحریر ہے لیکن کتاب اول ملوک میں چند ایسے مقامات موجود ہیں جن سے یہ قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

اول۔ باب ۱۴ میں خلدو ندی وہاں حضرت سلیمان سے یون خطاب نہ باتا ہے۔ اور اگر تو میرے طریق پر عمل کرے گا اور میرے احکام اور شائع کو بجالائے گا جس طرح تیرا باپ داؤد بجالاتا تھا تو میں تجھے طول حیات عطا کر دینگا۔

دوم۔ باب ۵ میں جب حضرت سلیمان بیت المقدس کی تعمیر کو ختم کر چکے تو خداوند یہوواہ دوبارہ تجلی فرماتا ہے اور یون خطاب ہوتا ہے۔

تیسرے
کی نشا

”اور اگر تو میرے سامنے اسطور سے چلیگا جس طرح تیرا باپ داؤد صفا سے قلباً و تقویٰ کے ساتھ چلتا تھا....“

خداوند سیواہ حضرت داؤد کی پابندی احکام شریعت اور تقویٰ اور طہارت کی خود شہادت دیتا ہے اور ان کو بطور ایک اعلیٰ نمونہ کے پیش کرتا ہے۔ پھر کیا خدا سے پاک کے مقابلہ میں کسی اور کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے؟

سوم باب درس ۲۴ میں لکھا ہے کہ آجیا کاہن یروبعام ابن نباط کو ایک کھیت میں تنہا پا کر اُس سے یوں کہتا ہے:-

”خداوند فرماتا ہے کہ میں سلیمان کی سلطنت کو بارہ بارہ کر کے تجھے دس اسباط بنی اسرائیل پر حاکم بناؤں گا۔ لیکن میں سلیمان کے ہاتھ سے کل سلطنت نہ چھینوں گا بلکہ اسکی زندگی بھر اُسکو حاکم رکھوں گا طفیل اپنے خادم داؤد کے جگو میں نے پسند کر کے چُن لیا کیونکہ اُس نے میرے احکام اور شرائط کی پابندی کی۔“

یروبعام وہ شخص ہے جو آل داؤد کا سخت دشمن تھا۔ اس نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے زمانہ میں بغاوت کر کے دس اسباط بنی اسرائیل کو توڑ لیا اور بیت المقدس کے مقابلہ میں دو بُتخانے تعمیر کیے جہاں سونے کے پتھر دن کی پرستش جاری کی۔ اچھا وہ کاہن ہے جو درپردہ یروبعام کو بھڑکاتا ہے لیکن بائین ہمہ حضرت داؤد کو برگزیدہ آئی اور پابند احکام بتاتا ہے۔

چہارم باب درس ۸ میں لکھا ہے یروبعام کا بیٹا سخت علیل ہوا وہ اپنی بیوی کو آجیا کاہن کے پاس فال کھلوانے بھیجتا ہے۔ آجیا کہتا ہے:-

”جا یروبعام سے کہدے کہ اسرائیل کا خدا کہتا ہے کہ میں نے تجھے لوگوں میں سر بلند کیا اور اپنے بندوں اسرائیل پر حاکم بنایا اور داؤد کے خاندان سے

سلطنت کو ٹکڑے کر کے تجھے عطا کی لیکن پھر بھی تو میرے بندے داؤد کی طرح ثابت ہوا جس نے میرے احکام پر عمل کیا اور جس نے دل سے میری پیروی کی تاکہ اُس سے دہی فعل سرزد ہو جو میرے حضور میں صواب ہے۔
تعب ہے کہ اس کھلی ہوئی شہادت سے بھی اجار کی آنکھیں نہ کھلیں۔
اب دیکھنا چاہیے کہ تیسری کتاب جہن حضرت داؤد کی سیرت تحریر ہے یعنی کتاب تاریخ الایام اول میں کیا لکھا ہے۔ اول سے آخر تک اس کتاب کو پڑھ جاؤ کہیں بھی یہ یہود اور لغو قصہ تحریر نہیں ہے۔

باب ۵ میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ ”یروشلیم میں داؤد کے جو بیٹے پیدا ہوئے وہ یہ ہیں شمعٹا۔ شوباب۔ نانائان۔ سلیمان۔ یہ چاروں بت شوع بنت عیال سے پیدا ہوئے عجیب بات ہے کہ یہاں عورت کا نام بت شوع بنت عیال ہے اور اسکا اور یا کی بوی ہونا مذکور نہیں لیکن کتاب دوم صموئیل میں جہاں یہ قصہ نقل کیا ہے وہاں بت شوع بنت الیم نزد آویا درج ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ کتاب دوم صموئیل میں قصہ زنا اسطور سے بیان ہوا ہے۔
”اور ایسا ہوا کہ ایک شام کو داؤد..... الخ“

یعنی یہ واقعہ جبر کی حیثیت سے بیان ہوا ہے اور خبر میں کذب کا احتمال ہو سکتا ہے برعکس اسکے کتاب اول ملوک سے جو چار مقامات ہم نے اوپر نقل کیے ہیں وہاں حضرت داؤد کا برگزیدہ آئی اور متقی اور پرہیزگار ہونا امر مسلمہ کے طور پر بیان ہوا ہے پس خبر اور امر مسلمہ میں جو فرق بین ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ فکر پڑ۔

اصل یہ ہے کہ کتاب صموئیل کے مصنفین اس قدر متضاد اور مبہم ہیں کہ زمانہ حال کے علماء یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ صموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحاقی ہیں مثلاً ڈاکٹر سمتھ اور رپورٹرز کپٹیک کے نزدیک کتاب اول صموئیل باب ۱۲ لغایت ۳۱ و ۵۰ و ۵۵ لغایت ۵۸

جان کیٹو نے ان کتابوں کی مشکوک صحت سے پریشان ہو کر آخر قرار کر لیا کہ ”ہی کافی نہیں کہ جن مقاموں کو ہم غلط سمجھیں انھیں کو الحاقی مابین اور باقی کو بلالک و کاست صمیح جانین بلکہ مکن ہے کہ جنھوں نے الحاق کیا ہے انھوں نے باقی حصوں میں بھی تصرف کیا ہو“ (انسائیکلو پیڈیا کیٹو کی)۔

بیشک ابی حصہ بن مین بھی تصرف ہو سہ ماوراس قضہ اور یاسین تو قطعاً تصرف ثابت ہہ
آب دیکھو کہ کلام مجی بن حضرت داؤد کے متعلق کیا تحریر سہہ۔ حق تعالیٰ ارشاد
فرماتا سہہ۔

قرآن مجید
کی شہادت

اور بیشک ہم داؤد کو بزرگی دے چکے ہیں اسے
پہاڑوں پر بندو تم داؤد کے ساتھ تسبیح کیا کرو
اور ہم نے لوہا اُس کے لیے نرم کر دیا تھا۔ پورے
بدن کی زرہیں بنا اور کربان انوازے سے جوڑ اور
نیک کام کرتے رہو کیونکہ میں تمہارے کاموں کو
دیکھ رہا ہوں۔

(سورۃ سبا)

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو زور والا تھا۔
بیشک وہ رجوع رہتا تھا۔ ہم نے یہاں دن کو اسکا تابعدار
بنا دیا تھا وہ سو بچ دھلے اور سو بچ نکلے اس کے ساتھ پہنچ
کرتے اور یہ نوزن کو بھی وہ جمع ہو کر سب کی طرف رجوع رہتے

۵ دیر یۆرم بائیل صفحہ ۳۱۳ حاشیہ ۱۲

اور اسکی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اسکو حکمت عطا کی اور جھگڑا جگانے والی بات۔	وَشَدَدْنَا مُلْكُهُ وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخِطَابَ (سورہ ص)
غرض کہ جہاں کمین حضرت داؤد کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے اور کمین بھی اس ہیودہ اور غلط قصہ کا ذکر نہیں۔ انتباہ ہمارے یہاں جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصہ کو نقل کیا ہے انکا اہل ماخذ اسرائیلیات سے کلام مجید اور احادیث صحیحہ میں اس غلط اور ہیودہ قصہ کا مطلق ذکر نہیں جن مفسرین نے سورہ ص کی آیات ذیل میں	غرض کہ جہاں کمین حضرت داؤد کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے آپ کی بزرگی عظمت اور نبوت صاف اور واضح الفاظ میں مذکور ہے اور کمین بھی اس ہیودہ اور غلط قصہ کا ذکر نہیں۔
اور کیا تجھے جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی ہے جو دیوار بچاند کر داؤد کے پاس عبادت خانہ میں گھس آئے۔ وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے مگر مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو انسان سے جارا فیصلہ کر دے اور بے انصافی نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتا۔ یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دُنیان ہیں اور میرے پاس ایک دُنی ہے وہ کہتا ہے میرے حوالہ کر دو گفتگو میں مجھے داتا ہے داؤد نے کہا بیشک وہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ میری دُنی مانگ کر اپنی دُنیوں میں ملاتا ہے اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور ایسے لوگ کم ہیں۔ اور داؤد کو خیال ہوا کہ ہم نے اسکو آزمایا تھا	وَمَلَأْنَا شَكَّ تَبَوُّهُ الْحُفْمَ إِذْ تَسْوَمُوا الْحُرَابَ إِذْ تَخَلَّوْا عَلَى دَاوُدَ فَفَرَّجَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَيْنِ بَغَى بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَأَخَاطُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا نُشِطُّ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَجْبَةً وَلِي نَجْبَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَجَّتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنْ كَثُرَ أَزَمُّنَ الْخَطَا لَا يَكْفِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَفَلْيَلْزَمُوا هُمْ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ

ذہبیوں کا
قصہ اور
ہمارے مفسرین

فَاَسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَاَنَابَ فَقَحَفْنَا لَهُ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهُ عِندَنَا لَ الْكَوْكُبٰی وَحُسْنَ مَّآیَہ (سورہ ص)	بھراس نے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور سجود میں گر پڑا اور رجوع ہوا آخر میں اُس کا یہ قصہ میراث کیا اور بیشک ہمارے پاس اس کا نزدیک کا درجہ ہے اور (اچھا ٹھکانا۔)
---	--

اس قصہ کو نقل کیا ہے اُنھوں نے سمجھ کر کہ توریت میں چونکہ قصہ زنا کے بعد ناثان کا ہن کا دنیوں کی تمثیل سے حضرت داؤد کو ملا مت کرنے کا حال بیان ہوا ہے اس لیے اُنھوں نے ان آیات کی تفسیر میں اُسی قصہ کو نقل کر دیا حالانکہ یہ اُنکی غلط فہمی ہے۔

سب سے پہلے ہم تمثیل ناثان اور قرآنی قصہ کی باہمی مشابہت کی جس سے ہمارے ان مفسرین کو دھوکا ہوا ہے قلمی کھولتے ہیں (۱) سورہ ص میں دو جھگڑا کرنے والے دیوار بھانڈ کر مخراب میں داخل ہوتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو فرشتے تھے لیکن کتاب صموئیل بائبل میں یوں لکھا ہے کہ ناثان کا ہن داؤد کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ایک تمثیل بیان کی۔

(۲) سورہ ص میں ایک کے پاس نانا نوے دنیان ہیں اور دوسرے کے پاس ایک دُبی ہے جس کو پہلا زبردستی لینا چاہتا ہے مگر کتاب صموئیل میں ایک امیر ہے جس کے پاس کثرت بھیڑ اور بکریوں کے گلے ہیں اور دوسرا غریب ہے جس نے ایک دُبی خریدی اُسے اپنے ساتھ کھلاتا ہے پلاتا ہے اور بیٹی کی طرح رکھتا ہے۔ ایک مسافر آتا ہے جسکی دعوت میں امیر اُس غریب کی دُبی کو

چھین کر ذبح کرتا ہے اور مہمان کو کھلا دیتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے نانا نوے دنیوں سے حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں مرادی ہیں حالانکہ توریت میں ساٹھ بیویاں اور ۱۰ حرمین مذکور ہیں (۳) سورہ ص میں دو جھگڑا کرنے والوں کے قصہ کے شروع اور آخر میں حضرت داؤد کے قہقہے و عبادت نبوت اور خلافت کی تعریف مذکور ہے لیکن کتاب صموئیل میں تمثیل ناثان کی ابتدا قصہ زنا سے ہوتی ہے اور انتہا ولد الحرام کے مرنے اور حضرت داؤد کی آہ و بکا پر ہوتی ہے

اور اسکے بعد بطور ہمز اس آسمانی کے آپکا بیٹا اپنی سوتیلی بہن سے زنا کرتا ہے اور دوسرا بیٹا باغی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سورہ قص کے قصہ کو کتاب صموئیل کے قصہ زنا اوشیل ناتان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مفسرین نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے۔ اس قصہ کے بارے میں حضرت معصوم صلعم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے جسکا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حدیث روایت کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ بروایت یزید رقاشی عن انس ہے۔ یزید گونجہ صاحبین میں لیکن ائمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں ۱۵

قاضی عیاض فرماتے ہیں جائز نہیں ہے کہ اُس شے کی طرف التفات کیا جائے جس کو اہل کتاب کے اخباریوں نے لکھا ہے جنہوں نے تبدیلیاں کی ہیں اور تغیر کی ہے اور اُس کو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اہمیں سے کسی شے پر نقص نہیں فرمائی اور نہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوا ۱۶

امام رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے اقوال پر نہایت عمدہ بصرہ کیا ہے اور روایت اور درایت دونوں طریقوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ قصہ باطل ہے ذیل میں ہم امام صاحب کی تقریر کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

اس قصہ میں لوگوں کے تین فریق ہو گئے پہلا فریق اس قصہ کے ماننے سے ایک پیغمبر اولوالعزم کی نسبت ارتکاب کبیر کا قائل ہوتا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اس مقام پر قصہ کی ابتدا حضرت داؤد کے آٹھ اوصاف سے کی ہے۔ (۱) آن حضرت صلعم کو حضرت داؤد کی اقتدا کی تعلیم اور آپ کے ذکر کا حکم (۲) «عبدنا» (ہمارا بندہ) نسبت تمام مفاخر سے بالاتر۔ (۳) «ذوالاید» یعنی اداے واجبات اور

اجتناب محظورات میں قوت کامل رکھنے والا (۴) اذاب یعنی خدا کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا (۵) تسخیر جبال (۶) تسخیر حیوانات (۷) استحکام ملک (۸) عطائے حکمت و فصل خطاب اور قصہ کی انتہا میں (۹) حسن مآب (۱۰) عطائے خلافت کا مذکور ہے۔

ان تمام صفات پر غور کرنے سے قصہ حص لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن یسب حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تم سے حضرت داؤد کا قصہ اس طور پر بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اُس کو ایک سو ساٹھ درے مار دوں گا یہ حد ہے انبیاء پر رہنما لگانے کی۔

بائیں ہمہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس قصہ کو بہت سے محدثین اور مفسرین نے نقل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جبکہ دلائل قطعیہ اور خبر واحد میں تعارض ہوتا ہو تو دلائل قطعیہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور محققین کے نزدیک ایسی خبر مردود اور باطل ہے۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ آپ مرکب کبیرہ نہیں ہوئے ہاں صغیرہ کی صورت پیدا ہو گئی وہ اس طرح کہ عورت کی صورت لگنی اور یا سے ہوئی تھی آپ نے باوجود کثرت ازدواج کے اپنی ایک دینی بھائی کی نیکی سے شادی کر لی۔ یہ صورت اگرچہ جائز ہے لیکن خلافت شان انبیاء ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُفْرَقِ نیکون کی نیکیاں بھی مقرب بندہ دن کی برائیاں ہیں حضرت داؤد پر اس صورت میں ترک اولیٰ کا الزام آتا ہے۔

تیسرا فریق کہتا ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر اس قصہ سے تو حضرت داؤد کی مدح و ثنا ثابت ہوئی ہے اس طور سے کہ حضرت داؤد کے چند دشمن اُس روز جب کہ آپ محراب میں خاص عبادت کے لیے تشریف فرما تھے اور محافظ اور دربان کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے دیوار پھاںد گرہیں آئے لیکن جب محافظین کو دیکھا تو ڈرے اور بات بنا کر وہ بیون کا قصہ گڑبدا لیا لیکن حضرت داؤد کا فاسد ارادہ سمجھ گئے اور چاہا کہ اُسے انتقام لین لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ یہ میرے علم اور عفو کا امتحان تھا اس لیے آپ نے توبہ کی۔ (انتہی کلامہ۔) (دیکھو جلد ہفتم صفحہ ۱۸۴-۱۹۴)

واقعہ کی اصلیت

فصل اور یا جب غلط ٹھہرا تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اصل واقعہ کیا تھا جس کا کلام مجید میں ذکر ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ امام رازی نے اگرچہ فرق سوم کی طرف سے ایک عمدہ توجیہ پیش کی لیکن کوئی ثبوت نہیں دیا۔

سورہ ص کے قصہ کی اصلیت بطورے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر نکتشف کی ہے وہ یہ ہے حق تعالیٰ نے قصہ کی ابتدا میں اذ کسکوا والنجواک کا ایسا مبلغ فقرہ ارشاد فرمایا ہے جو فی الواقع ایک کلیہ ہے جس سے قصہ کا نفل یکا یک کھل جاتا ہے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد سے قاضیوں کے آخر عمر یعنی حضرت موسیٰ کے زمانہ تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیموں میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصلہ کرتے تھے یہ حضرت داؤد متفقہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب ہیں جنہوں نے اس طریقے کی اصلاح کی۔ آپ نے ۴۰ برس تک حکومت کی یہ ہمہ ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے یہ آپ نے اپنی دار الخلافۃ اور شلم میں شاہانہ ترک و احتشام کی بنیاد ڈالی۔ شہریناہ کی دیوار کھجواں اور حاجب اور دربان مقرر کیے تھے بنی اسرائیل اس قسم کی عزت سے اب تک آشنا تھے خاص کر دیہات میں مولشی جرانے والے ابنائے باد یہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں مولشی جرانے والوں میں سے دو شخص آپ کے پاس رفع خصومت کے واسطے آئے یہاں دیکھا کہ حاجب اور دربان پاسبانی کر رہے ہیں مگر وہ آزاد ابنائے باد یہ جو سردار قبیلہ کے خیموں اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصلہ ہوتے دیکھتے تھے وہ حاجب و دربان کو کیا سمجھتے بے تکلفانہ دیوار بھانڈ کر حضرت داؤد کے حصون میں کھڑے ہو گئے حضرت داؤد کو چرکہ اپنے عمدہ خلافت میں اہل فلسطین اور دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک

مقابلہ پیش رہتا تھا اسلئے آپ کو خیال گذرا کہ شیخوں دشمن ہیں لیکن انھوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا پھر مٹی نے اپنی ایک دُوبی کا قھنڈا درمعا علیہ کا باوجود ۹۹ دمیون کے مالک ہونے کے اُس ایک دُوبی کو سخت کلامی کے ساتھ چھیننے کی کوشش کا ذکر کیا۔ درمعا علیہ نے اسکی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اُسکو حرم کا اقرار تھا اسلئے حضرت داؤد نے اُسکی اس حرص اور ذشتی کو تسلیم سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمہ ارشاد فرمایا **وَإِنَّ كَيْدَ مَنْ لَفُتْ لَهُ الْيَمِينُ يَغْنَى بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ** اس طور سے ضمناً درمعا علیہ کو عمل نیک کی تعلیم بھی دیدی۔ لیکن جو بوقت آپ یہ فیصلہ سنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی ابتدائی حالت یاد آگئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چرواہے کی حیثیت سے آپ کو خلافت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز فرمایا تاکہ خلق خدا کی اصلاح و فلاح میں مشغول رہیں پھر جو بوقت خاص میں کا دربان و صاحب کی روک ٹوک کے باعث دیوار بچاند کر حاضر ہونے کا تصور بندھا آپ احکم الحاکمین کی ہیبت جلال سے مرعوب ہو گئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ توجہ الی اللہ کے لیے تازیانہ ہے اور اسلئے حضور و شمع کے ساتھ سجدے میں گر پڑے **فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ** حق تعالیٰ نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام ہیبت سے مقام قرب کی طرف ترقی دی پھر لذت ہم کلامی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب خلافت حقہ اور اُسکے نازک اور اہم ذمہ داریوں کی یاد دلائی **يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ** الا یہ

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کے قلوب آئینہ انوار ہوتے ہیں۔ آئینہ جس طرح منہ کی بھاپ سے اُھندلا ہوجاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اُسکو گر ڈیا پھراور چمک اُٹھتا ہے۔ اسطرح انبیاء کے قلوب مطہر عالم رنگ و بو کے اثر سے کبھی مکدر نہ ہوجاتے ہیں لیکن مٹا خشیات الہی کی تیز روشنی اپنا عکس ڈالتی ہے جس سے اُن کی فطرت کا نورانی جہم اور چمک اُٹھتا ہے۔ حدیث شریفین میں وارد ہے **إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً** بیشک میں اپنے پروردگار سے

ہر روز دن میں ستر مرتبہ مغفرت کرتا ہوں۔ آن حضرت صلعم اگرچہ اصطفا کے مقام اعلیٰ پر فائز تھے لیکن پھر بھی دن میں ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔ سبحان اللہ انبیاء کے قلوب کی یہ کیفیت ہے!

مشال دوم

حضرت سلیمانؑ اوقصہ بت پرتی

کتاب ملوک اول ۳۱۰ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کی بیگمات نے جو بیگانہ قوم سے تھیں آپ کے دل کو بوڑھا پیسے میں بتوں کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے بیت المقدس کے مقابلہ میں مندر بنوائے اور بتوں کی پوجا کرنے لگے۔

حضرت سلیمان کے حالات عند عتیق کی دو کتابوں میں مندرج ہیں۔ کتاب ملوک اور کتاب تاریخ الایام۔ لیکن یہ کتابیں کہاں تک قابل وثوق ہیں اسکی تشریح زمانہ حال کے مشہور علمائے سحیحی کی زبان سے سنو۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے جو مشہور کتاب پبلشڈ ڈوی انٹرنیشنل آف بائیبل ہے، حال میں شائع ہوئی ہے اس میں ان کتابوں پر جہان تنقید کی ہے یہ عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”کتاب ملوک۔ اس کتاب کا مولف کون تھا اسکا فیصلہ نہیں ہو سکتا لیکن جس نے اسکو ترتیب دیا ہے اُسے تین ماخذوں کا حوالہ دیا ہے“

۱۵ حضرت غوث الاعظمؒ نے اس حدیث شریف کی خوب توجیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آن حضرت صلعم منازل تقرب میں ہمیشہ ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر برابر چڑھتے جاتے تھے اسلئے جب بلند پایہ پر پہنچتے تھے تو پہلا پایہ اس قدر بہت نظر آتا تھا کہ اس سے انتظار فرماتے تھے (دیکھو توح الغیب مقالہ ہفتم صفحہ ۱۰۰)

کتاب اعمال سلیمان (دیکھو ملوک ۱۱۳) تاریخ الایام ملوک یودیہ (دیکھو ملوک ۱۱۴) جسکا حوالہ پندرہ مقامات میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ الایام ملوک اسرائیل (دیکھو ملوک ۱۱۴) حوالہ سترہ مقامات میں۔ لیکن یہ تمام تحریرات سب ضائع ہو گئیں ہاں انکا انتخاب جو اس نیت سے کیا گیا کہ خدا کے معاملات اُسکے بندگان کے ساتھ کیونکر ہوتے ہیں موجود ہے۔ متن کتاب میں اس کثرت سے کلدانیت (یعنی کلدانی زبان کے مخصوص محاورات وغیرہ) کا استعمال ہوا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب زمانہ مابعد کی لکھی ہوئی ہے۔

”کتاب تاریخ الایام۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف نے سیرت سلیمان ان کتابوں سے جمع کی کتاب نامان کا ہن۔ اٹچا شلونی کی پیشین گوئی۔ مکاشفات بعد و کاہن (دیکھو تاریخ الایام ۱۱۴) اس کتاب سے چند واقعات خارج ہیں (۱) شمالی سلطنت کے قریب تمام واقعات (۲) جنوبی سلطنت میں حضرت داؤد کے معاصی مثلاً قصہ اوریا امان اسلم۔ شیبہ۔ اووینا کے واقعات (۳) سلیمان کا فیصلہ انتظام اور مصیبت (۴) واقعات تعلق حدود اور زمین“

کچھ شک نہیں کہ یہ کتابین قہد بابل کے بعد لکھی گئیں یعنی تھینا پان سو برس بعد حضرت سلیمان کے تو قہینا اور اُسکے بعد اور بقدر عرصہ ہوا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف قسم کی تحریریں یا دستون اور دوز نامچون سے جواب سب کے سب مفعودہن یہ کتا بن مرتب ہوئیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ کتاب تاریخ الایام میں واقعات پرستی کا مطلق ذکر نہیں کتاب ملوک میں جو یہ قصہ مذکور ہے اُسکا آغاز شمالی سلطنت اسرائیل کے روایات ہیں۔ شمالی سلطنت کا بانی یردبعام ہے یہ وہ شخص ہے جسے حضرت سلیمان نے سبط یوسف پر عامل مقرر کیا تھا لیکن

تالود کا قصہ
سلیمان اور
شاہ دیوان

تالود میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر ہم اعظم کندہ تھا۔ اسکی تاثیر سے انسان جو ان چرند پرند ہی آپسے کھتر تھے۔ آپ کی سلطنت جو قوت خوب تخم ہو گئی تو آپ کو اپنی طاقت اور قدرت پر غرور ہو گیا۔ یہ بات خداوند ہواہ کو ناگوار گزری جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دیودن کا بادشاہ احمودیس چالاک سے آپ کی انگوٹھی چرا لیا گیا اور فوراً آپ کا ہتھکڑی بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ سلیمان اپنی جان بچا کر بھاگے اور فقیرانہ کا بھیس بدل کر اور اپنا نام قہمت رکھ کر یہ صدارت لگانے لگے۔ لوگو! دیکھو قہمت پہلے ایک زبردست بادشاہ تھا جسکا نام سلیمان شاہ اور شکم تھا لیکن آج وہی کاسہ گردائی لیے پھر رہا ہے۔

آخر شاہ اسون کے ملک میں پہنچا کہ آپ نے شاہی باورچی خانہ میں نوکری کر لی اتفاقاً بادشاہ کی بیٹی آپ پر عاشق ہو گئی بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے دونوں کو جنگل میں نکال دیا لیکن ایک ماہی گیر ایک مچھلی لیے ہوئے دھڑ سے گذرنا شروع کر دیا نے مچھلی خرید لی اور جو قوت اسکا پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی جو احمودیس کی انگوٹھی سے ٹکلا کر دریا میں گر پڑی تھی نکل پڑی قہمت سلیمان نے انگوٹھی پہچان کر فوراً اٹھائی اور طرفہ العین میں بیت المقدس پہنچ کر شاہ دیوان کو قتل کر کے بدستور حکومت کرنے لگے۔

اسے اس کذب و افترا کو ہمارے یہاں بعض مفسرین نے بھی دھب ابن مذہب کی روایت سے نقل کر دیا ہے پھر واعظین اور شعرائے ایسی رنگ آمیزان کین کہ یہ جھوٹا قصہ عام طور سے مقبول ہو گیا مگر متعین علماء اسلام نے ایسی اکاذیب باطلہ کی خوب قلعی کھول دی ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل نفی میں لکھا ہے :-

تفسیر میں
یہ باطلہ کو
کیا قلعی
سُلی گئی

ماوردی من حدیث الخاتمہ والشیطان	انگوٹھی اور شیطان اور سلیمان کے گھر میں بت
وعبادۃ الوثن فی بیت سلیمان فمن	پوجے جانے کی روایت یہود کے باطل قصوں
اباھیل الیھود۔	میں سے ہے۔

علامہ جبار اللہ زعفرانی اپنی تفسیر میں جتنی بھی الفاظ لکھتے ہیں۔ امام رازی العین فی حوالہ الدین کے مسئلہ ۲۲ میں اس قصہ کی نسبت لکھتے ہیں :-

فاما الحکایۃ الجنیۃ التی یروھا للعشویہ	جن کی حکایت جو عام ماں نے روایت کی ہے
فکتاب اللہ مبرا عنها	سو کتاب اللہ اس سے بری ہے

مروجہ عقیدت کے مجموعہ میں ایک اکلینڈر ایٹس (کتاب الوغظ) بھی شامل ہے جسکی ابتداء یون ہوتی ہے۔ ملفوظات قلمت (وعظ) ابن داؤد شاہ اور شلم۔ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت سلیمان نے اپنے اتزار سلطنت کے زمانہ میں لکھی تھی لیکن یہ محض جھوٹ ہے۔ زمانہ حال کے انصاف پسند علماء نصاریٰ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کتاب میں اسٹونک (بیروان حکیم زینو) کے خیالات ادا کیے گئے ہیں اور طر زبان اور زبان عبرانی سے ہر اہل دور ہیں۔ اسلئے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب حضرت سلیمان کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں۔ قدیم زمانہ میں تو تھرنے نہایت سختی سے اس کتاب پر نکتہ چینی کی تھی اور ثابت کیا تھا کہ یہ کتاب حضرت سلیمان کی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہے۔ سچ ہے وَأَشْعُرُوا مَا شَاءُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرًا سُلَيْمَانَ وَلَا كَرَّ الشَّيَاطِينُ كَثَرًا وَأَيْعَلُّونَ النَّاسَ لِيَتَّقُوا۔

مشال سوم

(حضرت ہارون اور گوسالہ سامری)

کتاب خروج باب ۲۲ آیات اول لغایۃ ۲۵ میں لکھا ہے :-

”جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیر کرتا ہے تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد مومن ہیں جو ہمیں ملک مصر سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ اُسے کیا ہوا۔ ہارون نے کہا کہ سونے کے زیور جو تمہارے بیویوں بیٹوں اور بیٹیوں کے کانون میں ہیں اتار اُتار کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ بے لگ زورون کو جو اُن کے پاس تھے اتار اُتار کے ہارون کے پاس لائے۔ اُس نے اُن کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بھڑا ڈھال کر اسکی صورت چمکی

کے اوزار سے درست کی۔ انھوں نے کہا کہ اے بنی اسرائیل یہ تھا رامعبود ہے جو تھین ملک مصر سے نکال لایا۔ جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُسکے آگے ایک قربانگاہ بنائی۔ ہارون نے یہ کہہ کے منادی کی کہ کل خداوند کے لیے عید ہے وہ صبح کو اٹھے سوختی قربانیاں چڑھائیں سلامتی کی قربانیاں گذر انین لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلے کو اٹھے۔ تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ اتر جا کیونکہ میرے لوگ جنھیں تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا خراب ہو گئے ہیں وہ اُس راہ سے جو میں نے انھیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں۔ انھوں نے اپنے لیے ڈھلا ہوا پھر بنایا اُسے پوجا اور اُس کے لیے قربانی ذبح کر کے کہا اے اسرائیل یہ تھا رامعبود ہے پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اُس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور میں اُن کو بھسم کر دوں میں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ یوسے نے اپنے خداوند خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ اے خداوند کیون تیرا غضب اپنے لوگوں پر جنھیں تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ ملک مصر سے نکال لایا بھڑکتا ہے..... تب خداوند اُس بدی سے جو اُس نے سوچا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پھینکا یا یوسے پھر کر پہاڑ سے اتر گیا۔ شہادت کی دونوں وحین اُسکے ہاتھ میں تھیں وہ لوحین دو طرفہ لکھی ہوئی تھیں..... جب پوشع نے لوگوں کی آواز جو پکار رہے تھے مثنیٰ تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی آواز ہے موسیٰ بولا یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور کی آواز ہے بلکہ لگانے کی آواز میں سنتا ہوں۔ جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا اور پھر اور نایج راگ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اُس نے لوحین اپنے ہاتھوں سے پھینک دیں پہاڑ کے نیچے توڑ والین۔ اُس بچھڑے کو جسے انھوں نے بنایا تھا اسکو آگ سے جلا دیا پھر

خاک سا بنایا اور اُسکو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا؟ ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے سو انھوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لیے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو مین ملک مصر سے بھڑالایا ہم نہیں جانتے کہ اُسے کیا ہوا تب میں نے انھیں کہا کہ جسکے پاس سوتا ہوا تار لائے انھوں نے مجھے دیا اور میں نے اُسے آگ میں ڈالا سو یہ بھڑا نکلا جب موسیٰ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے قید ہو گئے کہ ہارون نے انھیں ان کے مخالفوں کے روبراہ کی رسوائی کے لیے بے قید کر دیا تھا تب موسیٰ لشکر گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا کہ جو خداؤ کی طرف ہوئے وہ میرے پاس آئے تب سب بنی لادی اسکے پاس جمع ہوئے اُس نے انھیں کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم مین سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکر گاہ میں گزرتے پھرو۔ ہر مرد تم مین سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک شخص اپنے عزیز قریب کو قتل کرے بنی لادی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا چنانچہ اُس دن لوگوں مین سے قریب تین ہزار مرد کے مارے پڑے ۶

حضرت ہارون کو خدا نے تقدس کا لباس پہنا یا تھا حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک نبوت کیا تھا۔ روحانی نعمتیں عطا کی تھیں نسل ابد نسل انھیں کے خاندان مین تقدس کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایسا مقدس بزرگ اور پھر گویا سالہ کا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو جن پر وہ پیشوا مقرر ہوا تھا گمراہ کرنے والا کیا واقعی خداوند یہواہ ایسے ہی اشخاص کو مملکت نبوت عطا فرماتا ہے

اور کیا اُسکا یہی انصاف ہے کہ بچا رہے عامیوں کو اتنی سخت سزا دی جائے کہ بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے لیکن بانی فساد یعنی گوسالہ بنانے والا صاف بچ جائے اور نہ اُسکا بھائی موسیٰ اپنے ہاتھ اٹھائے اور غضبناک یہوواہ اُسکا کچھ بگاڑے۔ کیا دنیا تو ریت کی اس روایت کو بے چون و چرا تسلیم کرے یا پھر ہم اس قصہ کو اُن اجبار کی جھینم سماعتوں بلکہ ناپ گاہوں لاشعوا کا لقب ملا کر طبع آزمائیوں کا نتیجہ سمجھیں۔

بصرہ توریت
نہایت سادہ
انجیل کتابوں پر

حقیقت یہ ہے کہ توریت کی ابتدائی بائبل کتاب میں جنیس موسیٰ کے نام سے مشہورین کسی ایک شخص کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ اُن کا اخذ و مختلف تحریرات ہیں جنہر اگر غور کیا جائے تو انہیں باہمی تخالف اور تباہن صاف نظر آتا ہے مثلاً کتاب پیدائش ۲۲ میں لکھا ہے کہ ابراہیم نے اُس مقام کا نام جہان اُسے اپنے بیٹے اسحق کی قربانی کرنا چاہی تھی "یہوواہ یری" رکھا لیکن خروج ۲۲ میں خدا لکھتا ہے کہ ابراہیم اسحق اور یعقوب مجھے اشدائی کے نام سے جانتے تھے اور یہوواہ کے نام سے واقف نہ تھے۔ پہلے طبع کتاب ہفتتنا ریا توریت مثنیٰ ۵۲ میں لکھا ہے کہ خداوند نے شہادت کی دو دو چون پر احکام لکھ دیے اور اس سے زائد نہیں منسرایا لیکن خروج ۲۲ میں لکھا ہے کہ نہیں اور احکام بھی بڑھائے تھے۔ حضرت آبراہیم اور سارہ کا واقعہ پیدائش کے باب ۲۰ میں جھوٹور سے مذکور ہے ویسا ہی باب ۲۱ میں حضرت اسحق اور آپ کی بیوی ربتہ کی طعن منسوب ہے۔ باب اول پیدائش میں پہلے جانور پیدا ہوئے پھر انسان لیکن دوسرے باب میں پہلے انسان پیدا ہوتا ہے پھر حیوان۔ غرض کہ ایسے کثرت اختلافات موجود ہیں اس بناء پر زمانہ حال کے علماء یورپ کی میرا سے ہے کہ فہمیں موسیٰ کے تین جہاگانہ ماخذ ہیں:-

اول انتخاب دو نوشتہین کا جو اصطلاح میں "جے" اور "ای" کے نام سے مشہور ہیں کتاب پیدائش باب اول کل اور دوم کے آیات ۱ لغایت ۳ میں ۳۵ مقام پر خدا کے نام کے واسطے آبراہیم کا استعمال ہوا ہے اور کسی جگہ بھی یہوواہ

نہیں کہا برعکس اس کے اسی کتاب پیدائش کے باب ۱۹ جگہ یہاں استعمال
ہوا ہے اور آلوہیم کا مطلق استعمال نہیں ہوا اسوجہ سے مبصرین کہتے ہیں کہ یہ دو
مختلف نوشتے تھے الوہیمی (جس کا مخفف «ای») اور یہوی (جس کا مخفف «ج»)
جن سے مروجہ کتاب پیدائش کے مضامین منتخب ہوئے۔

دوم کتاب استثنا یا تورات ثمنی۔ کہتے ہیں کہ ۶۲۱ برس قبل مسیح بیت المقدس
کے پیشرو کاہنان حلقیہ نے شاہ یہود یوشیا کے عہد میں ایک کتاب پیش کی جو
اُسے ہیکل میں مدفون پائی اور یہ مشہور ہو گیا کہ یہی اصل تورات ہے مروجہ یہودیت
کی کتاب اثنا کا ماخذ وہی ہے۔

سوم ضابطہ کاہنان جسکی نسبت مشہور ہے کہ اسیری بابل کے بعد عزرا اور نحمیاہ نے
مرتب کیا۔ موجودہ کتاب اعداد اور اجار اسی سے ماخوذ ہیں اثنا ہی نہیں بلکہ
موسیٰ کی پانچوں کتابیں انھیں ضوابط کے قالب میں ڈھالی گئی ہیں اس
دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ کتاب خروج ۲۴ اور استثنا ۳۴ میں خداوند حکم
دیتا ہے کہ بیگانہ عورتوں سے ہرگز شادی نہ کرنا ورنہ وہ بت پرستی کی طرف مائل
کرونگی لیکن خود حضرت موسیٰ نے بیگانہ قوم میں شادی کی (دیکھو کتاب اعداد ۲۴)
اور جب حضرت ہارون اور مریم آپ کی بہن نے بدگوئی کی تو خداوند نے خفا
ہو کر مریم کو مبروس کر دیا لیکن آخر حضرت موسیٰ کی سفارش سے یہ مرض دفع
ہوا۔ (دیکھو اعداد ۱۶ تا ۲۵) اسی طرح رعونت جس کے نام پر عہد متین
میں ایک کتاب معنون کی گئی ہے قوم موآب سے تھی اس کی شادی بعاث
سے ہوئی اور اسی کی نسل سے حضرت داؤد پیدا ہوئے اور پھر رعونت بابائیت ۴
خود حضرت داؤد نے متعدد بیگانہ عورتوں سے شادی کی (دیکھو اول تاریخ ۱۱ تا ۱۶)

ان کھل ہوئی نہا دونوں سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب فرج اور استثناء کا قانون مندرجہ ان پیغمبروں کے بہت عرصہ بعد کا ہونے کے قید بابل سے آزاد ہو کر مرتب کیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ قید بابل کے بعد سے شریعت موسوی اکمل منع ہو گئی اور دین یہود وہ دین نہ رہا جس پر انبیاء کرام عمل فرماتے تھے اس نکتہ کی طرف حق تعالیٰ نے کلام مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے اِنَّ قَوْلَ اٰتِیْنَا هٰیۡمَ وَاِسْمٰعِیۡلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوۡبَ وَاٰلَآءَ سَبَاطَکَآ نُوَاۡهُوَ دَاۡا اَوْ نَصْلُہِیۡ قُلْ اِنَّکُمْ اَعۡلَکُمۡ اَرَادَ اللّٰہُ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَتَمَ شَہَادَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ مِنَ اللّٰہِ وَمَا لِلّٰہِ بِعَآذِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوۡنَ (کیا تم کہتے ہو کہ ہر ایم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اُسکے پوتے یہودی تھے یا عیسائی۔ کہہ کر کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اُس شخص سے جو چھپاوت گواہی کو جو اسکے پاس ہے اللہ سے اور اللہ خیر نہیں ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔ (سورہ بقرہ)

الغرض جب تورات کی ابتدائی پانچوں کتابوں کی یہ حالت ہے تو کسی واقعہ کے متعلق جہاں مذکور ہو غلط فہمی یا تخیل یا تلبیس کی بہت کچھ گنجائش ہے مگر اجبار نے تورات کی روایت اور کتابت کے وقت اسکا کچھ لحاظ نہ کیا اور یہود اور نصاریٰ نے آنحضرت کے انکی تقلید کی اور صدیوں تک خداوند ہواہ کے برگزیدہ رسول حضرت ہارون کو بچھڑا ماننے والا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا سمجھتے رہے یہاں تک کہ کلام مجید نے آخر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ارشاد ہوتا ہے

کلام مجید
کی شہادت

وَجَعَلَ مُوسٰی اِلٰہَ قَوْمِہٖ غَفٰثَآۃً اَسِفَآہَ قَالَ یٰۤاَقْوَمِۡ اَلَمْ یَعِدْکُمْ نَبِیُّکُمْ وَاَعَدَّ لِحٰثَآۃًۢ اَقْطَاعَ عَلَیْکُمُ الْعِہْدَ اَمَّا اَرَدْتُمْ اَنْ یَّحٰثَ عَلَیْکُمُ غَضَبِیۡنِ اَرَبَیۡکُمْ فَاصْلَحْتُمْ تَوَعَّدَ نَیۡ	پھر موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصے میں بھرا بچھا اٹھایا آیا۔ کہا اے قوم تم کو تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ دیا تھا کیا تمہارے رب نے چاہا کہ تمہارے رب کا غضب تم پر اترے۔ اس سے تم نے میرا وعدہ خلاف کیا۔
---	--

قَالُوا مَا أَخِفْنَا مَعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَ
 لَكِنَّا خِيفْنَا أَنْتَ أَرَأَيْتَ زِينَةَ الْعُومِ
 فَقَدْ فَتَنَّا هَافَكَ ذَٰلِكَ الْفَتْنُ لَأَمْرِئٍ
 فَأَخْذَرَجَ لَهُمْ عَجَلًا حَسَدًا لَهُ خَوَاسِرٌ
 فَقَالُوا هَٰذَا الْمَكْرُ وَالْهُ مُوسَى
 فَتَنِي أَفَلَا تَزِدُّنَا إِلَّا بِرُجْعِ الْبَغِيضِ
 قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ صَرْفٌ وَلَا نَفْعٌ
 وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ
 يَقُولُوا إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ
 الرَّحِيمُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي قَالُوا
 لَنْ نَتَّبِعَكَ عَلَيْهِ غِغْفِين خُفِيَ بِرُجْعِ
 إِلَيْنَا مُوسَى قَالَ لَهُمْ إِنَّ مَا مَنَعَكَ
 إِذْ ذَا يَتَّبِعُكُمْ صَلَوَاتُ الْأَتَابِغِينَ أَفَصَبْتِ
 أَمْرِي قَالُوا يَا بَشُورٌ لَأَنَّا حَمْدُ
 بِأَلْسِنَتِنَا وَلَا بِإِسْمِي إِنْ أُنْصِفْتُ
 أَنْ تَقُولَ فَرَقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ
 وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي قَالَ فَمَا خَطْبُكَ
 يَا سَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا
 بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ
 فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي
 قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَٰتِ

کینے لگے ہمنے اپنے اختیار سے تیرا وعدہ خلاف نہیں کیا
 لیکن ہم کو کہا تھا کہ اُس قوم کا کہنا اٹھا لین بھرنے
 وہ پھینک دیے پھر سامری نے یہ نقشہ ڈالا پھر اُس کے
 لیے ایک بچہ بنا نکالا ایک دھڑبھین گئے کا ایک چلا آتا
 پھر کہنے لگے یہ رب تمہارا اور موسیٰ کا رب ہے سو وہ
 بھول گیا۔ بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کو کسی بات
 کا جواب نہیں دیتا اور نہ اختیار رکھتا ہے اُن کی
 بُرے کا نہ بچے گا۔ اور ان سے ہارون نے کہا تھا پہلے
 سے اسے قوم اور کچھ نہیں تم کو بہکا دیا ہے اس پر اور تمہارا
 رب رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور میری بات مانو۔
 بولے ہم اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک ہمارے پاس
 موسیٰ پھر آوے موسیٰ نے کہا اے ہارون تجھ کو کیا اکاؤ
 تھا جب تو نے دیکھا کہ وہ بیکے۔ تو میرے پیچھے (کیون)
 نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد کیا؟ وہ بولا اے میرے بھائی
 میرا سر اور داڑھی نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ تو نے
 پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل میں اور میری بات
 یاد نہ رکھی۔ موسیٰ نے کہا اے سامری اب تیری کیا حقیقت
 ہے سامری نے کہا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا
 بھری میں نے ایک مٹھی رسول کے پاؤں کے نیچے
 سے پھونک لی وہی ڈال دی اور مجھ کو میرے جی سے یہی صلت
 سو جی موسیٰ نے کہا چل تجھ کو زندگی میں اتنا ہے

اِنَّ تَقُولَ لَامْسَاسٌ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا
لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ اِلَى الْهَيْكَلِ الَّذِي
خَلَقْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْصِفَنَّه
فِي الْيَوْمِ النَّفَاةِ (سورہ طہ)

کہ کہا کرتا نہ چھڑو، اور تجھ کو ایک وعدہ ہے دو تجھ سے
خلقات نہوگا اور دیکھ اپنے ٹھکانے کو جس پر سارے
دن لگا بیٹھا تھا ہم اس کو جلا دینگے پھر پھیر دیں گے
دریا میں اڑا کر۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کے پہاڑ پر سے واپس آنے
میں دیر ہوئی تو بنی اسرائیل پریشان ہوئے اور بال غنیمت کو وبال سمجھ کر پھینکا شروع کیا کیونکہ
اس وقت تک چونکہ توریت نازل نہیں ہوئی تھی اسلئے مال غنیمت کو واسطے بھی کوئی حکم صادر نہیں
ہوا تھا۔ غرض کہ جو وقت قوم نے زیورات پھینک دیئے تو ایک شخص نے جو سامری کے لقب سے
یا دیا گیا ہے (اُس کی تحقیق آگے آتی ہے) قربانی سوختی کے طور پر یا جیسے ہنود میں ہوم کی
رسم ہے ان سب چیزوں کو آگ میں ڈال دیا جو گھل کر ایک سونے کا ڈالین گیا تب اُسے
اُسکو گڑھ کر ایک بچھڑے کی صورت بنا دی۔ بنی اسرائیل چونکہ مصریوں کو گاسے بیل وغیرہ کی
پوجا کرتے دیکھا کرتے تھے اب خود بھی اسکی پوجا کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے جو ایام غیبت
میں حضرت موسیٰؑ کے جانشین تھے ان کو اس حرکت سے منع کیا لیکن انھوں نے نہ مانا اور
کننے لگے کہ جب تک موسیٰؑ واپس نہ آئے ہم اسی کی پوجا کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ جب لالچ لیکر
واپس آئے تو قوم کو اس حال میں دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور انھیں ملامت کرنے لگے
اُنھوں نے صورت واقعہ بیان کر دی مَا آخَلَفْنَا مَوْعِدَكَ يٰمُوسٰى وَ لٰكِنَّا كُنَّا نُحِبُّكَ اَوْنٰ اَزَا
مِنَ زَيْنٰتِ الْفَوَاقِشِ هَآءِذَا كُنَّا لِلْعٰقِبِ السَّامِرِیِّ الا یہ۔ حضرت موسیٰؑ نے
قبل اسکے کہ سامری کو کچھ کمین الواح کو غصہ میں پھینک کر سب سے پہلے اپنے حقیقی بھائی ہارون کی
ڈاڑھی اور سر کے بال حمیت دین کے سچے جوش میں پھینچ کر کننے لگے کہ کیوں تو نے اُنکو گمراہی سے

۱ بعد کو ہود میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ جانداروں کو قتل کر دیتے تھے اور باقی انشاء کو جلا ڈالتے تھے دیکھو
توریت مثلی باب ۶۱ اے یوشع ۶۱

منع کیون نہ کیا اور میری مرضی کے خلاف کیا؟ حضرت ہارون نے اپنے بھائی کے غصہ کو دھیم کرنے کے خیال سے یوں خطاب کیا اے میرے مان جائے بھائی! مجھے کین ذلیل کرتا ہے میں نے منع تو کیا لیکن زیادہ سختی اس وجہ سے نہ کی کہ کہیں انہیں تفرقہ نہ پڑ جائے اور پھر تو مجھے الزام دے۔ حضرت موسیٰ نے یہ عذر سن کر اب اصل بانی فساد سامری کی طرف توجہ کی اور اُس سے باز پرس شروع کی۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے وہ بات سوچھی جو اُن کو نہ سوچھی میں اے رسول موسیٰ پہلے آپ کے نقش قدم پر چلا اور پھر اُس طریق کو چھوڑ دیا۔ میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا۔ حضرت موسیٰ نے ایسے مُفسد کو اپنی قوم سے الگ ہو جانے کا حکم دیا پھر اُس کھچر کوجلا کر خاک کر ڈالا اور اُسکی راکھ پانی میں بہا دی۔

توریت اور قرآن مجید کے بیان کو مقابلہ کر کے بڑھو پھر دیکھو کہ وہ کلام الہی جو انہی اہلی حالت میں محفوظ رہا ہے کس طرح صورت واقعہ کی تصویر کھینچ کر اصل حقیقت کو آئینہ کر دیتا ہے۔ کیون نہیں یہ اجار اور زمین کی سنی سانی رفاہیتیں بین ہیں

۱۵ یہ ترجمہ فَعَبَضَتْ فَبَعَثَتْ مَرْثَا لِرَسُولٍ کا موافق قول ابو سلمہ اصفہانی کے ہے جس کی نسبت امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ قول مفسرین کے اقوال کے مخالفت تو ہے لیکن تحقیق کے بہت قریب ہے (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ طبع اسلامبول) لیکن اگر محض لفظی معنی لیے جائیں تو مطلب یہ نکلا کہ جس وقت سامری نے زیورات کا ڈھیر دیکھا تو اس کو یہ سوچھی کہ ایک سونے کا بیچڑا بنا دے تاکہ بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست مصریوں کی صحبت میں خراب ہو چکے تھے خود بھی بچے لگن پھر مکار جادو گردن کی طرح جو ”چھو مٹر“ سے آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں سامری نے مٹی بھر خاک جھوٹ موٹ، موسیٰ کے قدم کے نیچے کی کہلر بچھے میں ڈال دی۔ مصری اس قسم کے شعبدے جیسے تھے کا سانپ بنا دیا کرتے تھے اور بنی اسرائیل ایسے ہی تماشوں کے عادی تھے ۱۱

۱۶ اعداد ۳۳ میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے قواح۔ داتان اور ابیروم کو جنھوں نے آپ سے بغاوت کی تھی اسباط بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا۔ یہی سنرا سامری کو دی گئی جو قرآن مجید میں مذکور ہے ۱۲

جن کو یہود نے مختلف ماخذوں سے جمع کر کے مرتب کر دیا اور اُس کا نام توریت رکھ دیا بلکہ

ان هذا القرآن يقص على بنی اسرائیل کثر الذی هم فیہ یختلفون وان لی فی ذلک للعالمین (سورہ نمل)	بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی وہ باتیں بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور بے شک یہ مومنوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے۔
--	---

یہود و نصاریٰ کو چاہیے تھا کہ کلام مجید کے اس انکشاف سے فائدہ اٹھا کر حضرت ہارون کو اس غلط اتہام سے بری کرتے اور توریت کی ان آیات کی تصحیح کر لیتے۔ ایسا کرنے سے اجار کی مشہور ”اٹھارہ تصحیحات“ میں ایک تصحیح کا اور اضافہ ہو جاتا لیکن یہ ایسا اضافہ تھا جس سے حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی کے سر سے یہ الزام اٹھ جاتا۔ بھلا جب کتاب قاضیان باب ۱۱ میں حضرت موسیٰ کی کسر شان کے لحاظ سے آپ کے پوتے یونا تن کو جو بت پرست ہو گیا تھا منستہ کا پوتا لکھ دیا تو یہاں بھی حضرت ہارون کے عوض کسی دوسرے کا نام لکھ دیتے۔ لیکن چونکہ کلام مجید نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے اس لیے اہل کتاب قائل ہونے کی ذلت کیون گوارا کرنے لگے !

تحقیق سامری سامری کون تھا ؟ اسکے متعلق ضرورت ہے کہ ہم یہاں کچھ لکھیں۔

حضرت ہارون اور گوسالہ کا حال کتاب خروج کے باب ۱۱ میں بیان ہوا ہے لیکن اس باب کے مقدمہ ابواب ۲۲ و ۲۳ کو اگر ملا کر پڑھو تو پھر عقدہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے باب ۲۴۔ درس ۱۴۔ میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر تشریف لے جانے وقت بنی اسرائیل سے فرمایا :-

» اور دیکھو ہارون اور حور تھا اسے ساتھ ہیں تم میں سے جس کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو ان دونوں کی طرف رجوع کرنا «

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے علاوہ ایک اور شخص بھی نیابت میں شریک تھا جس کا نام حور تھا۔ توریت میں اس آیت کے بعد پھر اس شخص کا کچھ حال مذکور نہیں ہوا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باب ۳۲ کے (جس میں قصہ گوسالہ مذکور ہے) شروع کرنے سے پہلے باب ۳۱ میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص ایک اسی حور کا پوتا بمصلاں اور دوسرا الیاب جو قبیلہ دان سے تھا ایسے تھے جن کو خداوند نے زرگری اور سنگ تراشی وغیرہ میں یدِ طولیٰ عطا کیا تھا۔

قبیلہ دان (منسوب بہ دان ابن یعقوب) وہ قبیلہ ہے جس نے حضرت موسیٰ کے بعد علانیہ بت پرستی اختیار کی اور آپ کے پوتے یوناٹان کو پوجاری مقرر کیا۔ اس قبیلہ میں گوسالہ پرستی کا رواج اس وقت تک رہا جب تک کہ یہ قبیلہ مع نوا اور قبائل بنی اسرائیل کے جنھوں نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے عہد میں بغاوت کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کر لی تھی گرفتار ہو کر نینوا میں جلا وطن نہ ہوا (کتاب قاضیان ۱۷) اسی قبیلہ کے شہر دان میں باغی یروبعام نے سونے کے بھڑے کا مندر بنوایا تھا (اول ملوک ۱۶) پھر اس کے بعد عمری یروبعام کے پوتے نے شہر سماریہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ اور گوسالہ پرستی کی بُری رسم جاری رکھی۔ غرض کہ شہر سماریہ آباد ہونے اور سامرین کے بطور ایک علیحدہ فرقہ کے مشہور ہونے سے سیکڑوں برس پیشتر خود حضرت موسیٰ کے عہد سے سامریت یعنی گوسالہ پرستی کی بنیاد قائم ہو گئی تھی۔

مذکورہ بالا واقعات کو پیش نظر رکھ کر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کے رفیق حور یا اسکے پوتے بمصلاں نے بمعیت الیاب گوسالہ بنایا ہوگا لیکن چونکہ توریت کی

ابتدائی پانچ کتابیں مختلف اور متضاد نوشتوں سے جمع ہوئی ہیں (جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے) اس لیے اصل مفسد کا نام پوشیدہ رہا اور چونکہ منجملہ ۱۲ کے ۱۱ اسباط بنی اسرائیل میں عرصہ دراز تک یہ رسم بد جاری رہی اس لیے گویا سالہ کے موجد حضرت ہارونؑ قرار پائے لیکن آخر قرآن مجید نے اس پیغمبر معصوم کو اس تہمت سے بری کیا پھر اصل مفسد کے متعلق بجائے اس کے کہ اُس کے نام سے بحث کی جائے اس قدر پستہ بتا دیا کہ وہ شخص اُس گروہ سے تھا جو بعد کو سامرین کہلائے اور اس لیے اسکو "السامری کے لقب سے یاد کیا۔

اب ہم ان تین مثالوں پر جن سے تحریفیات تورات کی قلعی کھل جاتی ہے اکتفا کرتے ہیں۔ (ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتب عہد عتیق کس قدر مشکوک اور محزون ہیں اور قرآن مجید کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے حقیقت سے آشنا کیا لیکن افسوس! اہل کتاب محض تعصب اور کوتاہ بینی کے باعث حق سے اعراض کرتے ہیں۔

باب دوم

عہد جدید

یہود حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھا کر سمجھتے تھے کہ آپ کے ساتھ آپ کی تعلیمات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ نہ سمجھے کہ حق دار پر بھی سر بلند رہتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے حوالین نے پطرس کی رہنمائی میں غریب مساکین اور ان نادوم گناہگاروں کو جہنمیں متکبر علماء یہود مردود کر چکے تھے تلافی اور تواضع کے مقناطیسی اثر سے اپنا ہتھیال بنا کر تھوڑے ہی عرصہ میں ایک صوفیانہ حلقہ خاص بیت المقدس میں قائم کر لیا جس کی بنیاد اصول مساوات اور باہمی اشتراک پر تھی۔ حلقہ میں امیر و غریب کی کچھ تفریق نہ تھی سب کیسان زندگی بسر کرتے تھے ایک دوسرے کے یہاں سب مل جل کر کھاتے تھے اور ذکر و عبادت تعلیم و تلقین میں مشغول رہتے تھے۔ بجز اس خاص طرز معاشرت اور اس اختلاف عقیدہ کے کہ یہود و رومیوں کے منتظر تھے لیکن اہل حلقہ کہتے تھے کہ نہیں سچا نازل ہو چکا اور وہ یہی یسوع ہے اور کوئی فرق اہل حلقہ اور یہود میں عقائد اور پابندی احکام تو ریت کے لحاظ سے نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ نے تورات کے احکام کو نہیں بدل لیا تھا۔ ہاں یہود کو جو محض رسمیات اور ظواہر کے پابند ہو گئے تھے روح احکام اور نور دین کی طرف متوجہ کیا تھا۔

۴۲ یون
کی تعلیم

۴۳ یون
اختلاف

ابتدا میں حواریوں کا دائرہ تبلیغ صرف یہود اور ان کے شہروں تک محدود رہا۔ لیکن جہنم بآل جو پہلے دین عیسوی کا سخت دشمن تھا اور حواریوں اور ان کے مکتبیین کو

سخت اذیتیں دیا کرتا تھا۔ تاب ہو کر حلقہ میں داخل ہو گیا اور بر بناس کے ہمراہ انطاکیہ وغیرہ میں جہان اقوام غیر یہود و جن کو جنٹائلز کہتے تھے آباد تھی منادی شروع کی تو ایک نیا قضیہ یہ پیدا ہوا کہ غیر یہود جو ایمان لائیں انہیں احکام توریت کی پابندی لازم ہے یا نہیں۔ یہ قضیہ حلقہ بیت المقدس میں حواریان مسیح کے روبرو پیش ہوا اور رد و قرح کے بعد جو کچھ طے پایا اُسکو ہم کتاب اعمال حواریین باب ۱۵ درس ۲۳ لغایت ۲۹ سے ترجمہ کر کے درج کرتے ہیں:-

۱۔ تب حواریان اور مشائخ مع کل اہل حلقہ کے اس بات پر رضامند ہوئے کہ پال اور بر بناس کے ہمراہ اپنی جماعت کے دو شخصوں کو جن کا نام جوڈاس لقب بے بر بناس اور سیلاس تھا روانہ کریں اور چند خطوط اس معتمد کے لکھ دیں کہ حواریان اور مشائخ اور برادران دین کی طرف سے ان جنٹائلز (غیر یہود) بھائیوں کو جو انطاکیہ شام اور سلیشیہ میں رہتے ہیں بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہمارے چند واعظوں نے اپنے اقوال سے تمہاری طبیعتوں کو خلجان میں ڈال کر تکلیف دی ہے یہ کہہ کر کہ تم لوگ بھی خشنہ کراؤ اور شریعت کی پابندی کرو مگر ہم نے انہیں ایسا حکم نہیں دیا تھا لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب بالاتفاق اپنے منتخب آدمیوں کو اپنے پیارے بر بناس اور پال کے ہمراہ تمہارے پاس روانہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جانوں کو مصیبت میں ڈالا۔ اس لیے ہم جوڈاس اور سیلاس کو بھیجتے ہیں جو تم سے زبانی بھی بیان کریں گے کیونکہ روح القدس اور ہم کو یہ پسند آیا ہے کہ تم کو بجز ان چند ضروری امور کے اور کسی بات کی تکلیف نہ دی جائے

کہ تم ان گوشوں سے جوتوں پر چڑھائے جائیں اور خون اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں (منخفقہ) اور حرام کاری سے پرہیز کرو اگر تم ان امور سے اجتناب کرو گے تو تمہارے واسطے بہتری ہے خدا حافظ۔

حواریوں کے اس اجتہاد نے اگرچہ علماء یہود کی سخت گیر یوں اور ظاہری باندیوں کو توڑ کر شریعت موسوی کو آسان صورت میں اقوام غیر یہود کے سامنے پیش کر کے ان کو اپنے دین میں داخل کر لیا لیکن خرابی یہ ہوئی کہ مسیحیوں میں جب کل حواری یکے با دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے اور یروشلم (بیت المقدس) کو رومیوں نے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا اور یہود کی قومیت کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا تو غیر یہود اقوام نے حواریوں کی رخصت شریعی کو اباحت اور پھر بدعت کے قالب میں ڈھال دیا بہت سے جعلی خطوط حواریوں کی طرف منسوب کر دیے گئے۔ شریعت موسوی سے علانیہ بیزار ی ظاہر ہونے لگی۔ نئے نئے عقائد کی بنیاد رکھی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں فرقہ آرائیوں کا بازار گرم ہو گیا۔ "انسائیکلو پیڈیا آف ریجن" جلد پنجم صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے:-

"یروشلم کی تباہی کے بعد عیسائی کلیسا مقام پتہ واقع ملک شام میں پھر قائم ہوا لیکن اب یہ تبدیل شدہ کلیسا تھا۔ یہودی عنصر اب اس میں غالب نہ رہا۔ جیسا کہ سلیمانی کی تباہی اقوام غیر یہود کی دشمنانہ فتح اور مقدس آثار قدیمہ پر ظالمانہ و متبرہانہ تحقیر نے بحیثیت مجموعی ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ جس سے شمار موسوی متزلزل ہو گئے۔ علاوہ اس کے پتہ میں فرقہ العیسین کا عنصر بھی شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ کلیسا پھر یروشلم میں منتقل ہوا لیکن بہتہ خاتمہ کن حادثہ نے فیصلہ کر دیا۔ قیصر ہڈرین کے عہد میں یہود نے مسئلہ عیسائیت میں بسر کردہ بار قبضہ شورش کر کے سعی بجاہل کی اور خاک میں مل گئے اب وہ یروشلم سے جلا وطن کر دیے گئے قرائینوں کی ممانعت ہو گئی اور ایک

نیا شہر آیا مسلمانہ ۶ میں آباد ہوا اور بجائے قدیم موسومیت کے جو ہمارے کو
یہودا نہ عیسائیت کی تاج ہو گئی تھی اب ایک ایسا کلیسا قائم ہوا جس کا
اسقف اعظم ایک جنرل (غیر یہود) تھا اور جس میں یہود اور غیر یہود سب
ایک ہو گئے۔ یہودانہ عیسائیت کا دور ختم ہو چکا اور وہ لوگ جو اب بھی اپنے
قومی شمار کے پابند رہے اور یہ کوشش کی کہ ان رسوم و شعائر کو یسوع کی
سمیحت کے عقیدہ کے ساتھ شامل رکھیں بدعتیوں میں شمار ہونے لگے۔

۱۲۰۰ء سے قیصر قسطنطین کے عہد یعنی دو سو برس تک دین عیسوی اپنے دو متضاد عناصر
یعنی یہود اور جنرل کے باہمی کشمکش میں مبتلا رہ کر فرقہ آرائیوں کا آماجگاہ بنا رہا۔
اس کشمکش کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ یہودی عنصر سلب ہوتا گیا یہاں تک کہ ۱۲۰۰ء
میں جب نیقہ کی مشہور کونسل منعقد ہوئی تو بحث صرف یہ آن پڑی کہ الوہیت میں حق نہر مسیح
کا کیا درجہ ہے آیا قائم الملثہ (باب بیٹا روح القدس) مساوی بیثیت ہیں یا کچھ فرق
مرا تب بھی ہے اور ایک کو دوسرے پر کچھ فوقیت ہے۔ پادری اریوس کی رائے یہ تھی کہ
بیٹا باپ کے مقابلہ میں ازلی نہیں ہو سکتا لیکن کونسل نے بالاتفاق اریوس کے اس
عقیدہ کو کفر قرار دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ”جو شخص یہ عوے کرے کہ کسی وقت میں خدا کے فرزند
کا وجود نہ تھا یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا یا وہ نیست سے ہست کیا گیا یا کسی
ایسے مادہ یا جوہر سے اسکی تخلیق ہوئی جو ربانی نہیں ہے یا وہ مخلوق یا متغیر ہے ایسے شخص
کو کلیسے مقدس ملعون قرار دیتا ہے“ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے
اسکو بزرگوں کی موت نافذ کر دیا۔

یہ پہلا دن تھا کہ مسئلہ تثلیث دین عیسوی کا مسلمہ مسئلہ ہو گیا اب غیر یہودی یعنی رومیوں
یونانیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔

جنما لئز کے واسطے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لوگ پال کے منکر نہ تھے اور حضرت مسیح کو روح القدس کا اکلوتا بیٹا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا یقین کرتے تھے۔

آسیانی۔ یہ لوگ پال سے سخت نفرت کرتے تھے۔ شعار یہود کے بابت تھے حضرت عیسیٰ کو یوسف و مریم کا بیٹا مانتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حضرت یحییٰ نے آپ کو بنیسمہ دیا تب مسیح جسم عیسوی میں بطور حلول داخل ہوا اور صلیب پر چڑھاتے وقت پھر الگ ہو گیا اور آسمان پر صعود کر کے اپنے عالم لاہوت میں مل گیا جو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچی وہ صرف جسم عیسوی کو مسیح جو اصل میں لاہوت کلی ہے عالم ناسوت میں اپنا جلوہ دکھا کر غائب ہو گیا۔ یہ فرقہ چوتھی صدی کے آخر تک زندہ رہا پھر یاتو عام عیسائیوں میں جذب ہو گیا یا یہود میں شامل ہو گیا۔

ناشکات یعنی دانائے فرقہ سینٹ پال کا منکر تھا ان کا عقیدہ تھا کہ مسیح روح محض ہے جو فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اس روح کا پہلے آدم میں نزول ہوا پھر نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ میں اور آخر حضرت عیسیٰ میں جلوہ گر ہوئی اور پھر مصلوب ہو کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ لوگ توریت کی ابتدائی پانچ کتابوں کو مانتے تھے مگر تمام انبیاء جنی اسرائیل کو گنہگار سمجھتے تھے بعض تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ توریت کا ایک ظاہر ہے ایک باطن چنانچہ فرقہ باطنیہ کی طرح توریت کے باطنی معنی سمجھنے کے مدعی تھے۔ یہ لوگ یہود کی قربانیوں کے منکر تھے۔ گوشت اور شراب سے پرہیز کرتے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے رفتہ رفتہ اس فرقہ کے عقائد میں جو یون کے عقیدہ ایزد و اہرن کی آئینہ نشینی ہو گئی جس میں مصریوں اور یونانیوں کے عقائد کی چاشنی بھی شامل ہو گئی۔

غرض کہ ان "متدع" فرقوں کی سیکڑوں شاخیں ہو گئیں چنانچہ گہن صرف ناشک فرقہ کی بچاس شاخیں بتاتا ہے۔ یہ سب فرقے پانچویں صدی عیسوی کے آغاز تک فنا ہو گئے اور عام طور سے فرقہ تغلیثیہ باقی رہ گیا اور اب تک دنیا میں یہی فرقہ عیسائیوں کے

موجودہ فرقہ
تثلیثیہ

نام سے مشہور ہے۔
ذیل میں ہم ایک دوسرا نقشہ درج کرتے ہیں جس سے موجودہ فرقہ تثلیثیہ کی شان
کا علم آسانی سے ہو جائے گا

فرقہ تثلیثیہ

مشرقی کلیسا کے متبع مغربی کلیسا کے متبع

انہیں جو وہ مختلف کلیسا مثال
ہیں مثلاً کلیساے روس
کلیساے یونان و کلیساے
ریاست بلقان وغیرہا۔

رومن کتھولک
نورمن کتھولک
دوغیر ہاشا رومین
پروٹسٹنٹ
ایمن انگلستان
اور جرمن خاص
طوسے مشہور ہیں

۱۵ اس فرقہ کے اصول دین کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-
ہم ایمان لائے ایک خدا قدرت دے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق
ہے۔ اور ایک رب یسوع مسیح ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ عین ذات
ہے۔ الہ الہ ہے۔ نور نور ہے۔ عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا
ایک جو ہر ہے۔ اس کی وساطت سے تخلیق اشیا ظہور میں آئی یعنی جو کچھ آسمان و زمین
میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اُس کا نزول و حلول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا
مثلاً بلایا اور تیسرے دن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندہ اور مردوں
کا افسانہ کرنے پھر آئے گا۔ اور روح القدس پر

(ماخوذ از ڈاکٹر وٹسکائٹس ہٹارک فیتہ صفحہ ۸۴)

جمع و ترتیب عہد جدید پہلی صدی عیسوی کے آخر تک عیسائی چونکہ حضرت مسیح کے دوبارہ آسمان سے جلد تشہیف لانے کے منتظر تھے اس لیے ان میں تصنیف و تالیف کا مطلق رواج نہ تھا البتہ حضرت مسیح اور حواریوں کے اقوال و افعال بطور حدیث روایت کیے جاتے تھے۔ دوسری صدی میں جبکہ یہود اور جنٹا اہلکے دو متضاد عناصر کی کشمکش شروع ہوئی اور فرقہ بندیان عمل میں آنے لگیں تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی انجیلیں مرتب کر لیں۔ ذیل میں ہم ایک فہرست درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فرقوں کی تعداد کے ساتھ بائبل کا شمار بھی کس قدر زائد تھا:-

بائبل کی فہرست	۱	انجیل طفولیت جو متی نے لکھی	۱۳	انجیل مرقس مصریوں کی
	۲	انجیل پطرس	۱۴	انجیل مرقس مروجہ
	۳	انجیل یوحنا	۱۵	انجیل برناباس
	۴	انجیل دوم یوحنا	۱۶	انجیل لوقا
	۵	انجیل اندریاہ	۱۷	انجیل متی
	۶	انجیل فلپ	۱۸	انجیل تھیوڈس
	۷	انجیل بارتھالومی	۱۹	انجیل پال
	۸	انجیل توما	۲۰	انجیل سی لیڈس
	۹	انجیل اول و دوم طفولیت نوشتہ توما	۲۱	انجیل سترھس
	۱۰	انجیل یعقوب	۲۲	انجیل ایبانی
	۱۱	انجیل نیقودیم	۲۳	انجیل یہودیہ
	۱۲	انجیل متھی آز	۲۴	انجیل جوڈ

۱۲ ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا برٹیکا تحت لفظ ”اپوکریفیل سکرپچر“ ۱۲

۲۵	انجیل مارٹین	۳۰	انجیل ہاپس
۲۶	انجیل ناصرین	۳۱	انجیل انکارٹیس
۲۷	انجیل ٹاٹیان	۳۲	انجیل ولادت مریم
۲۸	انجیل ولن ٹینس	۳۳	انجیل جوڈاس
۲۹	انجیل سی تھنس	۳۴	انجیل کالمیٹ

حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کی مادری زبان ”مغربی ارامک“ تھی۔ اس زبان میں صرف مذکورہ بالا نمبر ۲۵ یعنی انجیل یہود“ لکھی گئی تھی یہ انجیل ناصرین اور ابائیون میں سولہ سیکڑ تک رائج رہی بعد کو ان فرقوں کی تباہی کے ساتھ یہ انجیل بھی گم ہو گئی اس انجیل کے سوا اور سب اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں اس لیے صاف ظاہر ہے کہ ان میں وہ کلام آہی جو حضرت عیسیٰ پر آپ کی مادری زبان میں نازل ہوا تھا بخشنہ محفوظ نہ رہا بلکہ روایت بالمعنی یا ترجمہ کے طور پر باقی رہا یہی وجہ ہے کہ ابتدا ہی سے اناجیل میں اختلاف ہو گیا اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے طور پر روایات قلمبند کر لیے۔ ان اناجیل کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے خطوط ملی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب کیے جاتے تھے اور ہر فرقہ سند کے طور پر اپنے اپنے خطوط پیش کرتا تھا۔ ان نامہ جات کی تعداد (۱۱۳) ایک سو تیرہ تک شمار ہوئی تھی جن کے مضامین میں اناجیل کی طرح باہمی سخت اختلاف ہے۔

تہنقہ کی مشہور کونسل کے بعد سے صرف چار انجیلیں رہتی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ اور اعمال حواریین۔ پال کے ۱۳ خطوط علاوہ نامہ جات تھیں۔ پیٹر۔ جان۔ اور جوہاد اور کاشفات یوحنا کے منتخب کر لیے گئے باقی سب انجیلیں اور نامہ جات اپوکریفل یعنی جعلی یقین کر لیے گئے اس گل منتخب مجموعہ کا نام ”محد جدید“ رکھا گیا جسے پوپ گلائیوس (۲۹۷ء) نے

انہایت مستحکم) نے باضابطہ طور پر سند قبول عطا کی اور عیسائیوں میں اب تک یہی مجموعہ مروج ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک نصاریٰ عہد جدید کی کتابوں کو لفظاً اور معنایاً کلامِ آبی یقین کرتے تھے لیکن گذشتہ صدی میں علوم جدیدہ کی تجسس روشنی جرح و تعدیل کی شکل میں ان کتابوں پر بھی پڑی۔

سب سے پہلے اسٹراس نے ۱۸۲۵ء میں ایک محرکہ الآرا کتاب ”سیرت مسیح لکھی جس میں اُس نے ہیگل کے فلسفہ تاریخ کے اصول کے تحت میں روایات اناجیل پر بحث کی اور یہ ثابت کیا کہ روایات اناجیل مثلاً قصہ ولادت مسیح اور اسی قسم کے دوسرے معجزات جو مقبول ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی حیثیت محض فسانہ ہے۔ اس کتاب نے دنیائی عیسائیت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا یہاں تک کہ ۱۹۰۰ء میں برہنہ بائبل نے اس بحث پر ایک کتاب ”کرسٹس“ لکھی جس میں یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ اناجیل تاریخی حیثیت سے ناقابل اعتبار ہیں۔ یسوع کی شخصیت مشکوک ہے۔ وہ چند اقوال و مواظظ جن کو عیسائی اناجیل کے مختصات سے سمجھتے ہیں مثلاً پہاڑی والا وعظ دراصل حکماء یونان و روم سے لفظ بہ لفظ سرقتہ کر لیے ہیں۔ زمانہ حال میں مشہور عالم ولہاسن نے اپنی تفاسیر اناجیل میں قریب قریب ایسا ہی دعویٰ کیا ہے اگرچہ وہ شخصیت مسیح کا حامی ہے لیکن اناجیل کو بائبل کے چند مقامات مرقس جعلی قرار دیتا ہے (دیکھو داخل کی کتاب ”سچ انیسویں صدی میں“ صفحہ ۷۷ تا ۹۴ و ۱۰۱)

اناجیلِ اربعہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ متی کی انجیل سب سے قدیم ہے اور اس کو خود متی حواری نے لکھا ہے لیکن محققین نے اب اس کا کافی ثبوت دیا ہے کہ یہ انجیل اور انجیلِ لوقا دونوں مرقس کی انجیل سے ماخوذ ہیں اب پہلے مرقس کی انجیل کی کیفیت سن لو۔

انجیل مرقس (مارک)

اس انجیل کا ذکر سب سے پہلے مؤرخ یوسی بس (المونی سسٹم) نے اپنی تاریخ کلیسا میں کیا ہے۔

یوسی بس قساریہ واقع ملک شام کا اسقف تھا اور عیسائیوں کے پہلے بادشاہ قسطنطین کے دربار میں بہت با اثر تھا چنانچہ نیکہ کی مشہور کونسل میں جس میں تثلیث کا مسئلہ یورپ کا مسلمہ مذہب ہو گیا اس نے خاص حصہ لیا۔ یوسی بس لکھتا ہے کہ مرقس ایک یہودی الاصل یونانی تھا پہلے پال اور برنیاس کا رفیق تھا اور پھر اُسے علیحدہ ہو کر بطرس حواری کی خدمت میں رہنے لگا لیکن ۳۳ء میں قیصر نے رونے جب بطرس کو عیسائیوں کے قتل عام میں شہید کر ڈالا تو مرقس نے اس حادثہ کے بعد حضرت مسیح کی سیرت تحریر کی۔ یوسی بس نے یہ روایت پاپیاس کی ایک تحریر سے جو سال ۷۰ء میں لکھی گئی نقل کی۔ پاپیاس فرجیاد واقع ایشیائے کوچک کا رہنے والا تھا اور دوسری صدی عیسوی کے آغاز میں گذرا ہے اس کا شمار حواریوں کے تابعین میں ہے۔ پاپیاس لکھتا ہے کہ مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا کہ اُس نے پہلی صدی کے ایک معتبر بزرگ سے مذکور بالا روایت کو بار بار سنا ہے۔ مگر پاپیاس اس راوی کا نام بیان نہیں کرتا اور نہ اس بزرگ کا بہر حال پاپیاس کے قول کی بنا پر مؤرخ یوسی بس نے اس روایت کو درج کیا ہے۔ گذشتہ صدی کے محققین و سٹ کاٹ اور ہورٹ کی یہ رائے ہے کہ مردجہ انجیل مرقس کا ماخذ وہی ملفوظ ہے جسکو مرقس نے لکھا تھا لیکن صورت موجودہ میں آخر کی ۱۲ آیات جن میں حضرت عیسیٰ کے زندہ ہو جانے اور آسمان پر چلے جانے کا تذکرہ ہے دوسری صدی میں الحاق کر دی گئی ہیں۔

انجیل متی

اس انجیل کے دو آخذ ہیں ایک "لوگیا" جسکی نسبت مشہور ہے کہ حواری متی نے لکھا تھا اور آئین حضرت عیسیٰ کے مواعظ جمع کیے تھے لیکن یہ ملفوظ اسی زمانہ میں ضائع ہو گیا تھا اب صرف چند مواعظ مردجہ انجیل متی میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرا آخذ انجیل قس ہے۔ زمانہ حال کے محقق کہتے ہیں کہ مردجہ انجیل متی کے مولف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا غلطی سے لوگ اسکو حواری متی کی انجیل سمجھتے ہیں۔ پروفیسر ہارنک کے قول کے مطابق یہ انجیل شہ عسے سلسلہ کے مابین تحریر ہوئی ہے۔

انجیل لوقا

غیر یہودین جس شخص نے انجیل کو مورخانہ حیثیت سے لکھا وہ لوقا ہے جو ایک نالی اہل باشندہ اطالیہ تھا۔ لوقا طبابت کا پیشہ کرتا تھا اور کہا جاتا ہے وہ سینٹ پال کا رفیق اور اُس کے کاموں میں شریک رہتا تھا۔ پروفیسر برکٹ کے قول کے مطابق لوقا نے پہلی صدی کے آخر میں اس انجیل کو لکھا۔ اس انجیل کے علاوہ اُس نے اعمال ارمین کی کتاب بھی جو عہد جدید میں داخل ہے لکھی ہے۔

انجیل یوحنا

یہ انجیل اول کی تینوں انجیلوں سے اپنے مضامین اور طرز ادا کے لحاظ سے بالکل جداگانہ ہے آئین اُس الہیات کی چاشنی دی گئی ہے جو فلسفہ یونان کی آمیزش سے اسکندریہ کے یہود میں پیدا ہو گئی تھی اور جبکا پیشرو یہودی فلاسفر فالو معاصر حضرت مسیح تھا۔ اس انجیل کو اگرچہ حواری یوحنا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن ایسا ہمیں ہے۔

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ خود اسکے بھائی یوحنا اور جیمس پسران مہمبیدی حضرت عیسیٰ کے حواری تھے لیکن پاپیاس کی روایت کے مطابق یہود نے دونوں کو متہم اور شہید کر ڈالا تھا اس لیے اس انجیل کا جامع ایک دوسرا ایسا ہے جو ایسوس واقع ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پہلی صدی عیسوی کے آخر میں گذرا ہے۔ گذشتہ صدی سے عیسائیوں میں اب چند مختلف انجیل گروہ پیدا ہو گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

عیسائیوں
کے تین گروہ

پہلا گروہ۔ عوام اور ان کے پیشوا مشنری جامع۔ یہ لوگ اب تک عند جدید کی کتابوں کو اول سے آخر تک لفظاً اور معناً کلام اُسی سمجھتے ہیں اور اصولِ درایت اور تاریخی شہادت کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔

دوسرا گروہ۔ اُن علما و سیاح کا جو جدید تحقیقات کے اصول کے پروردہ ہیں مگر اسکے ساتھ بائبل دین بھی ہیں اُن میں آج کل پرودہ سر باز نک بہت مشہور ہے۔ جو برٹن یونیورسٹی میں تاریخ کلیسا کا پروفیسر اور پروٹیشا کی رائل اکادمی کا ایک ممتاز ممبر ہے ہارنک کہتا ہے ”یہ سچ ہے کہ اول کی تین انجیلیں بھی جو تھی انجیل کی طرح تاریخی حیثیت سے گری ہوئی ہیں مگر یہ اس غرض سے تحریر نہیں ہوئیں کہ واقعات جس طور سے گذرے قلب بند کیے جائیں بلکہ غایت یہ تھی کہ ان کتابوں کے ذریعہ سے دین عیسوی کی بشارت دی جائے“ اس گروہ کے خیال میں صرف روحِ انجیل پر غور کرنا چاہیے الفاظ اور واقعات ایسے مہتم بالشان نہیں ہیں۔

تیسرا گروہ۔ آزاد خیال عیسائیوں کا جن میں اکثر غالب حق ہیں اور باقی لاد مذہب۔

۱۵ دیکھو برکٹ کی تاریخ انجیل صفحہ ۲۵۵ + ۲۵۶ دیکھو ہارنک کی کتاب کا انگریزی ترجمہ ”وائٹ از کرچیا نیٹی“

طالب حق میں ایک خاص گروہ ہے جو ٹوبسنگن اسکول کے نام سے مشہور ہے اس گروہ کا پیشوا ایک جرمنی عالم فردنڈ بائر ہے جو کئی تئیسوں تک مقام ٹوبسنگن میں آیات کا پروفیسر رہا ہے۔ اسکی تحقیقات کا مخلص یہ ہے کہ عہد جدید کی کتابیں زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ نیکہ کے مشہور اجلاس کے بعد جب مسلمہ تکلیف مسلمہ اصول دین قرار پا یا تو حضرت عیسیٰ کی پاکیزہ تعلیمات بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال دی گئی گو یا رومہ کے بھیڑیے نے ناصرہ کے ترہ کی کھال ڈھالی یعنی پولوسیت عیسائیت کی شکل میں نظر آتی ہے۔

لانڈہون کے خیالات کو فلپ ویلین اپنی کتاب ”دی چرچر اینڈ ماڈرن تھاٹ“ (کلیسا اور نئے خیال) صفحہ ۹۸ ۹۹ میں یوں ادا کرتا ہے:-

ڈاکٹر رابن سن کو اقرار ہے کہ انجیل اربہ مشکوک ہیں لیکن اُس کا خیال ہے کہ دوسری صدی کی روایت کہ انجیل دوم کا مصنف سینٹ مارک (مقرس) ہے معتبر ہے اور یہ کہ مارک بطرس حواری کا ترجمان تھا اور اپنی انجیل کو حواری مذکور کی روایت سے رومہ میں تحریر کیا ہے بہت مختصراً ہم اس نتیجہ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی یون سمجھو کہ ایک انجیل کی سماعت ایسے راوی سے ہے جو چشم دید روایت بیان کرتا ہے لیکن اس راوی کو صرف ایک سال (بقول رجعت پسند ناقدین تین سال) مصحف مسیح حاصل ہوئی۔ یہ حواری ناخاندہ تھائیس یا چالیس سال کے بعد وہ روایت کرتا ہے جسکو دوسرا شخص (مقرس) غیر زبان میں تحریر کرتا ہے اور پھر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسکا ترجمہ کمان تک اصل کے مطابق ہوا ہے۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر رابن سن اپنے ابواب ”وخط کبیرہ اور غیر قمری دستاویز“ میں مقرس کے انجیل کی اہم فرد گناہوں کی طرف اشارہ کرتا ہے.....

یہ اہم نوکندہ تین کیا ہیں؟ کیا ہیں ان کو معلوم کیجیں۔ ہم کو خود ان کا
 تصور اس انتخاب کر کے فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس انجیل میں حضرت مسیحؑ کی
 بطور اعلان پیدا ہونے کا تذکرہ ہے اور نہ آپ کے محمدؐ طفولیت کے حالات
 جن کو سابقہ پیشین گوئی کی تصدیق سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پہلی دسے
 مشہور وعظ کا بھی کچھ ذکر نہیں۔ دوبارہ زندہ ہونا کے واقعہ صرف چند
 سطروں میں مذکور ہے اور اس میں پر تشریف لے جانا صرف ایک سطر میں
 بدقسمتی سے ہی وہ سطر میں ہیں جو بالاتفاق اگائی مانی جاتی ہیں کیونکہ
 انجیل مرقس کا حقیقت میں باب ۱۶ آیت ۸ پر خاتمہ ہو جاتا ہے اس لیے
 نہ حلول نہ بعثت ثانی نہ صعود کسی مسئلہ کا بھی ذکر نہیں۔ زبانی روایات
 گم شدہ دستاویز اور نامعلوم کاتب میں ہی ایک ذریعہ رہ گیا جس سے
 ہم کو ان تفصیلی حالات کا علم ہوتا ہے جو ہمارے مذہب کی روح و جان
 ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر اور بھی کوئی ناقابل اطمینان امر ہے جس سے بھی
 صداقت اور انجیلی حقانیت پر شبہ قائم ہوتا ہو۔

اب ہم ان قدیم نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جو مروجہ بائبل کی ماخذ ہیں۔

قدیم نسخے علماء مسیحی بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں کہ عہد جدید کے اصلی نسخے سب
 معدوم ہیں البتہ ان کی نقلیں جو مختلف زمانوں میں ہوئیں اب تک موجود ہیں۔ ایسی
 نقلیں قریب ۵۰۰ کے ہیں لیکن ان میں بھی سب سے قدیم صرف تین نسخے ہیں اور
 وہ بھی چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے نہیں ہیں۔ ان تین مشہور نسخوں کی مختصر کیفیت ہم
 یہاں درج کرتے ہیں:-

اول نسخہ ویٹکن۔ یہ نسخہ کتب خانہ ویٹکن واقعہ روم (اولیٰ) میں چارپانوں پر

موجود ہے پر وہ سیرگت اسکو چوتھی صدی عیسوی کی ابتدا کا لکھا ہوا بتاتے ہیں مگر مشبہ آدش کہتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہوا ہے۔ ہونٹ فاکن کی داسے میں پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا ہے اس نسخہ میں عہد عتیق اور جدید کی کتابین یونانی زبان میں تحریر ہیں۔ مگر کامل نہیں ہیں مثلاً کتاب پیدائش کے ابتدائی ۴۶ باب اور زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک کم ہیں اسی طرح عہد جدید میں نامہ عبرانیان باب ۱ سے آخر باب تک اور سینٹ پال کے نامے بنام توتھی اور طیلوس اور فلپین اور تمام مشاہدات یوحنا جو گم تھے اُن کو پندرہویں صدی میں کسی نے لکھ کر شامل کر دیا ہے۔ انجیل مرقس باب ۱ کے آیات ۹ لغایت ۲۰ کے واسطے کتاب نے سادہ ورق چھڑ دیا ہے

دوم نسخہ اسکندریہ۔ نسخہ سریلیکو کرنے پاس تھا جو قسطنطنیہ کالائٹ بادی تھا اسی نے مشائخ میں سرطاس رو کی معرفت چارلس اول شاہ انگلستان کو یہ نسخہ نذر کر دیا جو اب تک برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اس نسخہ میں بھی عہد عتیق اور جدید کی کل کتابین یونانی زبان میں موجود ہیں مگر متی کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ آیت ۶ تک نہیں ہے اور انجیل یوحنا باب ۶ آیت ۵۰ سے باب ۸ آیت ۵۲ تک نہیں ہے۔ عہد عتیق میں زبور سے پہلے ایک نامہ انتھانی سیس بنام ماری لینس زائد ہے اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں سخت اختلاف ہے مگر اس قدر اتفاق ہے کہ پانچویں صدی کے پیشتر کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

سوم نسخہ شینا۔ اس نسخہ کے دستیاب ہونے کی عجیب داستان ہے۔ ڈاکٹر ٹشڈرف ایک مشہور جرمن عالم تھا جس کو کتب مقدسہ کے قلمی نسخوں کی

تحقیقات ادیبوں کا نہایت شوق تھا۔ ۱۸۴۳ء میں ایک مرتبہ اسکا گزر ایک خانقاہ میں ہوا جو کوہ طوس کے نیچے واقع تھی۔ جس وقت وہ خانقاہ کے کتب خانہ کی سیر کر رہا تھا اتفاق سے اُس کی نظر ایک ٹوکری پر پڑی جس میں علمی ادواق کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور جو آگ روشن کرنے کے واسطے وہاں لائے گئے تھے۔ ڈاکٹر نے جھک کر چند ادواق ٹوکری سے نکال لیے غور جو کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یونانی نسخہ سبعینیہ کی سب سے قدیم نقل ہے اور اس وقت تک اتنی پُرانی نقل کوئی اور اسکی نظر سے نہیں گذری تھی جوش سرت میں اُس نے فوراً راہبوں سے درخواست کر کے ۴۰ ورق نکال لیے لیکن اُس کے ذوق شوق اور بتیا بانہ حرکت سے راہب سمجھ گئے کہ غالباً یہ ادواق کا ڈھیر جسے وہ آگ کی نذر کرنے چلے تھے انھیں دولت سے مالا مال کر دے گا اس لیے انھوں نے ٹوکرا اٹھالیا اور صاف کہہ دیا کہ الے ادواق نہیں بل سکتے ناچار ڈاکٹر موصون اپنے وطن جرمنی کو واپس آیا اور کوشش کی کہ خدیو مصر کے ذریعہ سے پورا نسخہ مل جائے مگر ناکامی ہوئی تاہم وہ مایوس نہوا اور پندرہ برس تک برابر کوشش کرتا رہا آخر زار روس کی توجہ کو اُس نے اپنی طرف مبذول کر لیا اور شاہی سفیر کی حیثیت سے اب وہ پھر ۱۸۵۹ء میں اُس خانقاہ میں آیا اور بڑی شکل سے کامل نسخہ کا پتہ لگا کر راہبوں کو رضامند کر لیا اور نسخہ اپنے ساتھ لیکر پٹر و گریڈ پائینٹ روس میں واپس آجا جہاں وہ نسخہ اب تک شاہی کتب خانہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے اس میں حمد عتیق - حمد جدید اور ابو کریمہ شامل ہیں۔ اس نسخہ میں انجیل مرقس کا باب آخر جس میں

حضرت عیسیٰ کا دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ جانے کا قصہ درج ہے مطلق
مذکور نہیں ہے اس لیے اب انصاف پسند علما ایسی کو اقرار کرنا پڑا ہے
کہ واقعی یہ آیات یعنی باب ۱۶ آیات ۲۰ لغایت ۲۷ الحاقی ہیں کہ وہ ٹکڑ
نسخہ میں ان آیات کی جگہ پر سادہ ورق چھوٹا ہوا تھا جس سے یہ
خیال تھا کہ کیا عجب کا تب نے سوچا چھوڑ دیا ہو لیکن اس نسخہ میں
آیت ۸ پر خاتمہ ہے اور پھر نفیسہ کسی فاصلہ کے انجیل کو قاف کا آغاز
ہو گیا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تین نسخے سب سے قدیم مانے جاتے ہیں لیکن یکتہ بھی یاد
رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں نسخے چوتھی صدی عیسوی کے پیشتر کے کلمے ہوئے نہیں ہیں
اس لیے صاف ظاہر ہے کہ ان نسخوں میں عقائد فرقہ تئیلشہ (جس کا ہم نے اوپر حوالہ
دیا ہے) مذکور ہیں جن کے باعث سے دین عیسوی کی اصلی تعلیم کا چشمہ گن لایا ہو گیا ہے
اختلافات انجیل علما ایسی نے عہد جدید کے متن کی تصحیح میں گزشتہ کئی
صدیوں سے سخت کوشش کی ہے۔ انھوں نے اس اہم کام میں تین مختلف ذرائع کا
استعمال کیا ہے:-

اول قدیم نسخے جنکی تعداد قریب تین ہزار کے پہنچتی ہے۔
دوم تراجم۔ ان میں بہت مشہور یہ ہیں :- (۱) جریم کا لاطینی ترجمہ جو
ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے ۱۵۳۵ء میں کیا گیا۔ انگریزی مرقہ جو
عہد جدید کا آئندہ ہی ترجمہ ہے جو بھد شاہ جیمس اول ۱۶۱۱ء میں شائع
ہوا (۲) شامی ترجمہ چریشیتو یعنی لفظی کہلاتا ہے اور جسکی نسبت خیال
ہے کہ دسویں صدی میں ہوا ہو گا اس کا قدیم قلمی نسخہ پانچویں صدی کا

لکھا ہوا ہے۔

سوم انہ دین عیسوی کے اقوال اور تحریکات جن میں عہد جدید کے مضامین بطور حوالہ کثرت سے منقول ہیں۔ ان انہ دین میں اریجین المتوفی ۵۲۷ء یو سی بس اسقف قیساریہ (۵۳۰ء لغایت ۵۴۳ء)۔ جروم ۴۳۴ء اور ٹولین ۵۲۳ء بہت مشہور اور صاحب تصانیف ہیں۔

علمائے سچی کی اس تلاش و تحقیق سے امید تھی کہ اناجیل کا ایک ہی متن پر اتفاق ہو جائیگا لیکن نتیجہ برعکس نکلا۔ مشہور جرمن ڈاکٹر میل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار اختلاف عبارات شمار کیے۔ جان جیمس ویٹسٹین نے مختلف ملکوں میں پھر کے اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھ کر جب مقابلہ کیا تو دس لاکھ اختلافات شمار کیے۔

یہ اختلافات زیادہ تر ویرس ریڈنگ یعنی قرأت اور کتابت کے اختلاف ہیں لیکن انہیں ایسے بھی اختلاف ہیں جنہیں سچی اور اصلی عبارت کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے۔ پادری ہارن صاحب اپنی مشہور کتاب ”انٹروڈکشن“ (دیباچہ علوم بائبل) جلد ۲ صفحہ ۳۱ میں ان تمام اختلافات کے چار علل نامہ وجوہ قائم کرتے ہیں جنکو ہم یہاں درج کرتے ہیں:-

وجوہ اربعہ

اَوَّل ناقولن کی غفلت یا غلطیوں سے اختلاف کا ہونا اور یہ کئی طرح پر ہوتا ہے۔
(۱) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت میں مشابہ ہیں اس سبب سے غفلت اور بے علم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھ کر عبارت میں اختلاف ڈال دیتا ہے۔

(۲) تاہم قلمی نسخے بڑے حروف میں لکھے جاتے تھے اور لفظوں بلکہ فقرہوں کے درمیان میں جگہ نہ چھوڑتے تھے اس سبب سے کہیں لفظوں کے جزر لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے یا بے پرواہ اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمی نسخوں میں اکثر واقع ہوتے ہیں غلط سمجھا۔

(۳) بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کی جہالت یا غفلت ہے کہ انھوں نے حاشیہ پر جو شرح لکھی ہوئی تھی اسکو متن کا جزر سمجھا۔ قدیم قلمی نسخوں کے حاشیہ میں مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا اور آسانی سے سمجھا جاتا تھا کہ یہ حاشیہ کی شرح ہے پس ان حاشیوں کی شرحوں میں سے تھوڑا یا سب ان نسخوں کے متن میں آسانی سے مل گیا ہو گا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحیں لکھی ہوئی ہوں گی۔

دوم دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا اس قلمی نسخے میں غلطیوں کا ہونا ہے جس سے کاتب نے نقل لی۔ علاوہ ان غلطیوں کے جو بعض حروف کے شوشہ کم ہو جانے یا مٹ جانے سے واقع ہوئی ہیں چڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ کاغذ یا چمڑا پتلا ہو جیسا کہ ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف چھوٹ جائے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جزر معلوم ہونے لگے اور لفظ سمجھ میں آئے۔

سوم اختلاف عبارت کا سبب یہ بھی ہے کہ نکتہ چین قیاس سے اصلی متن کو اراداً بہتر اور درست کرنے کی نیت سے صحیح کرے۔ جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی مصنفہ کتاب پڑھتے ہیں اور اس میں صرف دو نحو یا قواعد مناظرہ کی کوئی غلطی پاتے ہیں تو اس غلطی کو زیادہ تر چھاپنے والے پر منسوب کرتے ہیں

بہ نسبت اسکے کہ خود مصنف کی طرف نسبت دین ہی طرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنے والا جو اُس کتاب میں جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیاں پائے تو انکو ناقلاً اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر اُن کو اپنی دانست میں اس طرح صحیح کرتا ہے کہ مصنف نے اسکو یوں لکھا ہو گا لیکن اگر وہ اپنے خوردہ گیر قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اُسکی غلطی میں پڑتا ہے جس کے رفع کرنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اور اُسکا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہو سکتا ہے (۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت میں صحیح ہے غلط سمجھ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اسکو غلط سمجھے اور یہ جانے کہ اُس نے صرف وہی غلطی پکڑ لی حالانکہ وہ خود غلطی پر ہے یا یہ بات ہو کہ خود مصنف ہی سے وہ غلطی صادر ہوئی ہو جس کو یہ صحیح کرنا چاہتا ہے۔ (۲) اختلاف عبارت کے اسباب میں بقول میکلس بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہ ہے کہ کیسان مقامات کو اس طرح تبدیل کیا گیا ہے جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جائے اور خاصاً سکھانا جیل کو اس طریقہ سے نقصان پہونچا ہے اور پال کے نامحاجات کو اکثر مقامات میں اس لیے الٹ پلٹ کیا ہے کہ عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں جہاں وہ سٹیو ایجنٹ (نسخہ بدیعینہ) ترجمہ کے بعینہ الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں اسی ترجمہ سے مطابق کریں۔ (۳) بعض نمکتہ چینون نے عہد جدید کے نسخوں میں اس طرح اختلاف عبارت ڈال دیے کہ انکو ترجمہ رومی و لیکٹ کے مطابق تبدیل کر دیا۔

چہا ر م ایک اور سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں جو کسی فریق کے مطلب برائی کے لیے دانستہ کی گئی ہوں خواہ وہ فریق درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو۔ یہ بات تحقیق ہے کہ اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے تھے بعض خرابیاں

ارادائیں۔ یہ خرابیان اُس دور اندیشی سے کی گئی تھیں کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اُسکو تقویت ہو یا جو اعتراض اُس مسئلہ پر جوتا ہو وہ نہ ہو سکے۔

مذکورہ بالا اسباب کی روشنی میں صاف نظر آتا ہے کہ عہد جدید کی کتابیں کس قدر مشکوک ہیں اور اُن کی اصلیت پر کیسا پروردہ پڑ گیا ہے تنبیلاً ہم یہاں چند مقامات کا حوالہ دیتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جنکو ۲ مشہور علماء مسیحی کی ایک انجمن نے الحاقی ثابت کیا ہے۔ اس انجمن کی کیفیت یہ ہے کہ ۱۸۷۷ء میں شہر کنسٹربری (واقع انگلستان) میں علماء مسیحی کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ بحث یہ تھی کہ مروجہ انگریزی ترجمہ بائبل جو شاہ جیس اول کے حکم سے ۱۵۷۷ء میں ہوا تھا اور جس کا مآخذ رومی ترجمہ وگلیٹ تھا اب اسوجہ سے ناقص ہو گیا کہ اُس زمانہ میں دو سب سے قدیم مشہور مصنف نئے یعنی نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا (ان کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں) دستیاب نہیں ہوئے تھے علاوہ برین زمانہ حال کے انکشافات متعلق آثار قدیمہ بھی اسوقت نہیں ہوئے تھے اسلئے ایک دوسرا ترجمہ قدیم مآخذ دن اور جدید انکشافات کی مدد سے تیار کرنا چاہیے چنانچہ ۲۰۰۰ اکریں اس خاص مقصد کے واسطے منتخب ہوئے جنہوں نے ۱۸۷۷ء میں نہایت جانفشانی سے ایک نیا ترجمہ جواب ردائزڈورشن کے نام سے مشہور ہے چھاپ کر شائع کر دیا۔

اب ہم اُن مقامات کا حوالہ دیتے ہیں جو بالاتفاق الحاقی ثابت ہوئے ہیں:-

نامہ جان اول باب ۷ دس ۷ اس میں مسئلہ تثلیث کا ذکر ہے

اعمال حواریین باب ۷ دس ۳۷ اس میں ایک خواجہ سرا کا یہ عقیدہ کہ مسیح ابن اللہ ہے بیان ہوا ہے

انجیل مرقس باب ۷ دس ۹ لغایت ۲۰ اس میں حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہو کر اور یسوع ملا و پھر آسمان پر چڑھنا مذکور ہے

انجیل یوحنا باب ۷ دس ۱۱ ایک زانیہ کا سنگساری کی حد سے بچنا

انجیل یوحنا باب ۷ دس ۳ و ۴ فرشتہ کا بت شدا کی تالاب کو جنبش دینا

انجیل متی باب ۷ دس ۱۳ دعا سے مسیح ۴

ہم نے مذکور بالا مقامات پر جن کو خود علما مسیحی نے اب الحاقی ثابت کیا ہے اکتفا کیا ہے ورنہ اگر عہد جدید کی مختلف کتابوں کا باہمی مقابلہ کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو بکثرت ایسے مقامات نظر آتے ہیں جنہیں صریح تناقض اور مخالف ہے۔ نو نہ کے طور پر ہم یہاں ولادت مسیح کے متعلق انا جیل اربعہ کے اختلافات کو بیان کرتے ہیں:-

اناجیل اربعہ اور ولادت مسیح

حضرت مسیح کی مافوق العادت ولادت کا قصہ انجیل متی اور انجیل لوقا میں مذکور ہے لیکن عجیب بات ہے کہ نہ مرقس کی انجیل میں جو ان دنوں انا جیل سے سابق اور اصل آخذ ہے یہ قصہ بیان ہوا ہے اور نہ انجیل یوحنا میں حالانکہ یوحنا کو عیسائی برگزیدہ حواری مقہرین کرتے ہیں اور حضرت مسیح نے صلیب پر اسی حواری سے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ماں کو تمہارا سپرد کرتا ہوں تم کفالت کرنا چنانچہ حضرت مریم یوحنا کے گھر میں رہیں (دیکھو انجیل یوحنا ۱۹:۲۷) اسلئے اس امر میں یوحنا کو سب سے پہلے واقفیت ہونا چاہیے تھی خاص کر جبکہ یوحنا نے اپنی انجیل میں بہت شدت سے حضرت مسیح میں انہی شان کا جادہ گر ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ متعدد مقامات پر یوحنا نے صاف صاف حضرت مسیح کو یوسف اور مریم کا بیٹا لکھا ہے اور آپ کے اور بھائیوں کا بھی حوالہ دیا ہے (دیکھو انجیل یوحنا ۱/۱۵ و ۳۶-۳۷ و ۴۵-۴۶)۔

اب متی اور لوقا کے حوالوں کو لو۔ انجیل متی ۱۸-۳۱ میں لکھا ہے:-

”یہود مسیح کی ولادت اسطور پر ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم یوسف کے ساتھ منسوب ہوئی تو قبل اسکے کہ ہم بتری کی نوبت آئے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اسکے شوہر یوسف نے جو ایک نیک آدمی تھا اس اندیشہ سے کہ کہیں اسکی عام تشہیر نہ ہو جائے چاہا کہ مریم کو چپکے سے چھوڑ دے لیکن جب وہ یہ ارادہ کر رہا تھا

۱۰۔ خدا کا فرشتہ اُسے خواب میں نظر آیا اور کہنے لگا یوسف ابن داؤد سرخ کو پانی
 بی بی بنانے میں کچھ خوف نہ کر کیونکہ جو کچھ اُسکے شکم میں ہو روح القدس سے ہے
 اور وہ ایک بیٹا جنے گی جس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنی قوم کو اُنکے گناہوں
 سے بچائے گا۔ یہ سب ایسے ہوا تا کہ خدا نے جو کچھ رسول کی معرفت فرمایا تھا وہ
 پورا ہو۔ وہ پیشین گوئی یہ ہے ”دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو کر بیٹا جنے گی جس کا نام
 عمائل رکھا جائیگا۔“

متی نے یسوع کی مافوق العادت ولادت کو اُس پیشین گوئی کی تصدیق میں پیش کیا
 ہے جو عہد عتیق کی کتاب یسعیاہ ۷۰ میں مذکور ہے لیکن زبان عبرانی کا مشہور عالم
 ڈاکٹر ڈیوڈ سن نے کتاب یسعیاہ کی شرح میں جو پبل بائبل میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے کہ
 یسعیاہ نبی نے اصل میں ”المہ“ کا لفظ ارشاد فرمایا تھا جسکے معنی ہیں ”ایک نوجوان لڑکی
 جو شادی کے قابل ہو گئی ہو۔ لیکن عہد عتیق کے یونانی ترجمہ یعنی نسخہ سبعینہ میں ”پارتھی یوس“
 بمعنی ”باکرہ“ استعمال ہوا۔ اور چونکہ اناجیل اربعہ میں عہد عتیق کے حوالے اسی یونانی ترجمہ
 نسخہ سبعینہ سے اخذ کیے گئے ہیں اس لیے متی نے بھی وہی باکرہ کا لفظ استعمال کر دیا۔
 فرانس کا مشہور ڈاکٹر ریوس اپنی کتاب لاپروفٹ (کتاب الانبیاء) جلد اول صفحہ ۳۳۳
 میں اس پیشین گوئی کے متعلق ایک تاریخی لطیفہ لکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یسعیاہ نبی نے
 احاز شاہ یہودیہ کو جب اسپر شام اور ساریہ کے حاکمون نے حملہ کر کے سخت پریشان کر دیا
 تھا تسلی دے کر یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ دشمن جلد تباہ ہو جائیں گے اور نشان کے طور پر
 فرمایا تھا کہ جب ایک کنواری سے ایک لڑکا پیدا ہو جس کا نام عمائل رکھا جائے اور وہ
 سکے اور شہد کھائے اور قبل اسکے کہ بُرائی سے بچنے اور اچھائی اختیار کرنے کی تمیز اُسکو
 آئے یہ دونوں بادشاہ جو تیرے دشمن ہیں تباہ ہو جائیں گے۔ اب اگر عمائل سے یسوع مسیح
 مراد ہیں تو گو یا یسعیاہ نبی شاہ یہودیہ کو یوں تسلی دیتے ہیں کہ ۵۰ برس بعد میں جب

حضرت عیسیٰ پیدا ہونگے تو تیرے دشمن تباہ ہو جائیں گے۔ بھلا ایسی پیشین گوئی سے شاہ یوہنا کو جو اس وقت دشمنوں کے زفر میں تھا کیا نسلی ہوتی۔ طرہ یہ ہے کہ اسی کتاب نشیہا کے باب ورس ۱ لغایت ۸ میں ایک کاہنہ کے بطن سے ایک لڑکے کا پیدا ہونا اور قبل اسکے کہ وہ سن رشد کو پہنچے شاہ یوہنا کے دشمنوں کا اسیر یا کے بادشاہ کے ہاتھوں تباہ ہو جانا مذکور ہے۔

اب انجیل لوقا کو لو باب اول ورس ۲۶ لغایت ۳۵ میں لکھا ہے :-

”زوط زکریا کے حل کے چھ ماہ بعد جبریل خدا کی طرف سے حلیل کے ایک نذرناصہ میں ایک کنواری کے پاس آیا جو نسل داؤد کے ایک شخص یوسف نام سے منسوب تھی اس کنواری کا نام مریم تھا۔ فرشتہ آیا اور کہنے لگا بشارت ہو اسے وہ سپر رحمت کی لکھی ہے خدا تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں متبرک ہے۔“ مریم نے جب اسے دیکھا تو متروہ ہوئی اور دلیں کہنے لگی کیس قسم کی بشارت ہے فرشتہ کہنے لگا اے مریم کچھ خوف نہ کر تو نے خدا کی رحمت کو پالیا اور دیکھ تو حاملہ ہو گئی اور ایک بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور ابن اعلیٰ کہلائے گا اور خداوند اسے اسکے باپ داؤد کا تخت عطا فرمائے گا اور وہ نسل یعقوب پر ہمیشہ حکمران رہے گا اور اسکی حکومت کا خاتمہ نہوگا۔“ تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیسے ہوگا جبکہ میں کسی مرد سے نہیں ملی تب فرشتہ نے کہا تجھ پر روح قدس نازل کیگی اور رب اعلیٰ کی قدرت تجھے ڈھانکے گی اور اسلئے وہ پاک ہے جو تجھ سے پیدا ہوگی ابن اللہ کہلائے گی۔“

تو قاکا یہ بیان متی کے بیان سے کس قدر مختلف ہے پھر حضرت مسیح کا نسب نامہ جسکو لوقا نے باب میں درج کیا ہے آپ کے اس نسب نامہ سے جسکو متی نے باب اول ورس ۱ لغایت ۱۱ میں لکھا ہے کیسے مطابقت نہیں رکھتا علاوہ اسکے خود لوقا نے اپنی انجیل کے متعدد مقامات پر

حضرت مسیح کو یوسف دمریم کا بیٹا لکھا ہے دیکھو لوقا ۲: ”مریم نے عیسیٰ سے کہا دیکھو تیرا باپ اور میں ننگیں ہو کر تجھے ڈھونڈتے تھے“ اسی طرح لوقا ۱۸: ”موجودہ نسخوں میں یہ لفظ ہیں“ تب یوسف اور اُس کی ماں ”مگر ڈاکر گریساخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چھاپی ہوئی انجیل مطبوعہ پریسک (واقع جرمنی) ۱۸۸۷ء اور سنڈر روت کی انجیل مطبوعہ ۱۸۸۷ء اور رومن دلگٹ کے انگریزی ترجمہ میں یوسف کا نام نہیں ہے بلکہ یون ہے ”تب اُس کا باپ اور اُس کی ماں“ اور ٹروٹپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کو صحیح مانا ہے جس سے یوسف کا پدریج ہونا صاف ظاہر ہے۔ اس طرح لوقا ۲: ۱۸ میں یوسف دمریم کو حضرت عیسیٰ کے ماں باپ کہہ کر تعبیر کیا ہے۔

مستر کافی بیر نے ۲۲ جون ۱۸۸۷ء کے اخبار ٹوڈلی کر اکل میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح کے متبع اور معاصرین یوسف کو آپ کا انسانی باپ مانتے تھے اور حواری بھی اس سے زائد نہیں جانتے تھے۔ آپ کی مافوق العادت ولادت ایک خاندانی راز تھا جسکو آپ کی ماں نے اس وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک پال اور اسکے رفیق دنیا سے رخصت نہ ہو گئے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ یہودیہ کا پہلا کلیسا اس مافوق العادت ولادت کا صاف منکر تھا..... غرض کہ حضرت مسیح کے دو سو برس بعد تک ہر جگہ عیسائیوں کے ایک نہ ایک فرقہ نے اس عجوبہ سے انکار کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بلیکا (تحت لفظ یسوع) میں صاف لکھا ہے کہ:-

”کچھ شک نہیں کہ باکرہ سے پیدا ہونے کا یہ قصہ ہم کو کفار کے خیالات کے دائرہ میں داخل کر دیتا ہے“

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الْكَافِرُونَ كَاذِبًا ۖ اللَّهُ هُوَ الْمُسَيَّمُ ابْنُ مَرْيَمَ (مٹیک وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم وہی خدا ہے (سورہ مائدہ)۔) کلام مجید کے نزول کے زمانہ میں دو متضاد خیالات حضرت عیسیٰ کے متعلق اہل کتاب میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہود آپ کو معاذ اللہ ولد الزنا (باقی حاشیہ دیکھئے)

بیشک عیسایون نے اس قصہ کو اس طرح مان لیا ہے جس طرح بہت پرست قومون نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) یقین کرتے تھے اور حضرت مریم کو ایک شخص بہتہ آہالی کے ساتھ تہمت لگاتے تھے برعکس
 اسکے نصاریٰ آپ کو لوگاس (یعنی کلیمہ اللہ و روح اللہ) مسیح موعود اور ابن اللہ اور حضرت مریم خداوند کی گواہی
 مان یقین کرتے تھے۔ کلام مجید نے یہود کی تہمت کو قطعاً باطل کیا اور نصاریٰ کی گمراہیوں کی اصلاح کر دی
 ارشاد ہوتا ہے وَمَرْيَمُ ابْنَتُ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَيْنَا فَرْجَهَا فَنَنْفَخْنَاهُ مِنْ رُوحِنَا (اور مریم عمران کی بیٹی
 جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا یعنی بدکاری نہیں کی پس بھنے اپنی روح اس میں پھونک دی۔ سورہ تحریم) یہ یہود
 کے مقابلہ میں حضرت مریم کی عصمت اور معصیت ہونے کی گواہی اور آپ کے بیٹے کو اپنی روح سے نسبت
 دیکر عظمت و تقدس عیسیٰ کی شہادت ہے۔ اب دوسرے مقامات پر ارشاد ہوتا ہے يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
 لَا تَغْلِبُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ الْإِلَهَ إِلَّا الْحَقُّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفُ مِائَةٍ
 وَرُوحُ شَيْءٍ فَأَمَّا ابْنُ اللَّهِ وَرُسُلُهُ فَلَا تَقُولُوا لَهُمْ إِنَّمَا هُمْ ظُلُمَاتٌ لَكُمْ (اے کتاب والو اپنے دین میں حد سے
 نہ بڑھو خدا پر بجز سچ کے کچھ نہ کہو بیشک مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا خدا کا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے کہ اس کو مریم کی طرف
 ڈالا اور روح ہے اس کی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ تین خدا ہیں اس
 کہنے سے باز رہو تمہارے واسطے بہتر ہے۔ سورہ النساء) یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں ان کے خیالات کی اصلاح ہے
 ناشاک فرقہ حضرت عیسیٰ کو روح محض اور لاہوت کلی کہتے تھے یہیچ اسکندریہ کے عیسائی آئینات کے رنگ میں آپ کو
 لوگاس یعنی کلام انبی یا کلمہ اللہ کہتے تھے۔ ایبائی فرقے آپ میں ناسوتی اور لاہوتی صفات ثابت کرتے اور فرقہ ثلثیہ
 آپ کو ثالث ثلثیہ اور ابن اللہ کہتا تھا غرض کہ یہود کے مقابلہ میں عیسائی نہایت غلبہ کام لیتے تھے اور سمجھتے تھے
 کہ سچی حایت دین اسی کا نام ہے۔ کلام مجید نے اس غلو کو باطل کیا اور فرمایا کہ بیشک حضرت عیسیٰ مسیح موعود ہیں
 کلمہ اللہ ہیں روح اللہ ہیں لیکن ان با عظمت خطابات کے ساتھ آپ مثل اور پیغمبروں کے ایک رسول ہیں
 اور اُس خدا سے لم بولد ولم بولد کے ایک بندے ہیں پھر صافات صاف فرمایا۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ
 خَلَقْنَا مِنْ قَبْلِهِ الْإِنْسَانَ وَأَمَّا صِدْقُهُ كَأَنَّا يَكُنِي اللَّعَامَةُ (سبح ابن مریم فقط ایک پیغمبر تھا اُس سے پہلے کئی
 پیغمبر گذر چکے اور اُنکی مان بچے دل سے خدا کو ماننے والی تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے (یعنی بشر تھے) سورہ مائدہ)
 حضرت عیسیٰ کے متعلق کلام مجید کی صلی تعلیم ہی ہے باقی رہے وہ آیات جنہیں آپ کی ولادت کا ذکر ہے یعنی سُوْرَةُ اَلْعُرْنِ
 کی آیات وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ... آیہ اور سورہ مریم کی آیات وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ... آیہ یہ صریح امر واد
 کے طور پر ہیں اور قافہ ۷۶-۷۷ کے بیان سے جبکہ ہم نے اوپر ترجمہ کیا ہے ثابت ہے۔

بعض بزرگوں کے متعلق مشہور کیا تھا مثلاً قدیم یونانی کہتے تھے کہ افلاطون آپا لو دیوتا کا بیٹا ہے اور اُسکے حل کا قصہ بھی حضرت مسیح کے قصہ کی طرح مشہور تھا۔ مورخ پلوٹارک اسکندر رومی کے متعلق لکھتا ہے کہ جو پیرامون دیوتا سانپ کی شکل میں اسکندر کی مان کے خوابگا وہین آیا کرتا تھا اکیڈن فیلفٹوس نے روزن دیوار سے اس حرکت کو دیکھ لیا فوراً اسکی ایکٹ لکھ جاتی رہی غرضکہ اس طور سے اسکندر کی مان دیوتا سے حاملہ ہوئی۔ اسکندر کی زندگی ہی میں یہ قصہ کہ وہ جو پیرامون کا بیٹا ہے مشہور ہو گیا تھا۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کی کنواری لڑکی کو رشیدین نے اُسکے حسن خدمات کے عوض چند ایسے منتر سکھا دیے تھے جن کو پڑھ کر وہ جس آسانی دیوتا کو چاہے بلا سکتی تھی۔ ایک دن اُس لڑکی نے آزانے کی غرض سے سو ریا دیوتا کے لیے منتر پڑھا فوراً دیوتا ایک جوان خوش رو کی شکل میں متشکل ہو کر سامنے موجود ہوا اور کہنے لگا مجھے کیوں تکلیف دی ہے لڑکی نے کہا میں نے تو محض آرائش کے طور پر منتر پڑھا تھا۔ دیوتا نے کہا یہ ہر نہیں سکتا اب میں آیا ہوں تو اپنی ایک یادگار بھی چھوڑتا جاؤں۔ لڑکی بھبھکی اور کہنے لگی کہ دیوتا میں بدنام ہو جاؤ گی۔ دیوتا نے جواب دیا نا زمین! تو ڈرتی کیوں ہے اس حل کے رہ جانے سے تیری بکارت زائل ہونے پائے گی۔

غرضکہ اسطور سے کرتا پیدا ہوا یہ وہی مشہور سورما کرن ہے جو مہابھارت کی جنگ میں پانڈوں سے لڑا اور آخر میں ارجن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور یہ لڑکی یا بچن پانڈوں کی مان کہتی ہے۔ تاریخ حبیب السیر میں خانان مغول کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک خان کی ماہ پیکر دختر آلا نقوا ایک رات اپنے خیمہ میں سو رہی تھی۔ ناگاہ روزن خیمہ سے ایک روشنی داخل ہوئی اور اُسکے دہن میں نفوذ کر گئی جس سے وہ فوہا حاملہ ہو گئی۔ چنگیز اور تیمور کے اجداد اسی درواری حل کی یادگار ہیں۔ نَعْبُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَافَا تَرْتَم۔

مہابھارت
کا قصہ

آلا نقوا

باب سوم

قرآن مجید

آؤ! تاریخ کی دور بین کو بصیرت کی آنکھوں پر رکھ کر تیرہ سو برس پیشتر یعنی ساتویں صدی عیسوی میں اہل کتاب کے حالات کا معائنہ کریں۔ دیکھو یہود کی قومیت کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔ وہ اقصائے عالم میں منتشر ہو کر محکوم اور مغذول ہو گئے ہیں۔ تورات کے اصلی نسخے فنا ہو چکے ہیں اور ان کی سچی تعلیم پر جو نورِ ہدایت تھی زمین و آسمان کے اقوال کا پردہ پڑ گیا ہے اور اب یہی اقوال تامل و کی ضخیم جلدوں میں مرتب ہو چکے ہیں اور ہنرِ کلام انہی سمجھے جاتے ہیں۔ عیدِ عتیق کی کتابوں کا نہ اب تک کوئی ایک اصلاح شدہ متن تیار ہوا ہے اور نہ مسوراتِ ان کی توضیحات پیش ہوئی ہیں اختلافات کی کالی گھٹنا چھائی ہوئی ہے اور تعریف کا طوفان اٹھا ہوا ہے۔

دوسری طرف نصاریٰ کا حال دیکھو۔ مذہبی فرقہ آرائیوں اور باہمی خونریز معرکوں کا دور ختم ہو چکا ہے آبیانی اور ناشاک فرقے مع اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے غارت ہو چکے ہیں۔ اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ جو علم و حکمت کا مخزن تھا پاروں کے تعصب سے برباد ہو چکا ہے۔ فرقہ تنلیشیہ رومی سلطنت کے آہنی پنجہ سے سب فرقوں پر غالب آچکا ہے اور اب مصر و یونان و روم کے بت پرستانہ خیالات کے قالب میں ڈھالی ہوئی عہدِ جدید کی کتابیں جن میں مسائلِ حلول و کفارہ اصولِ دین قرار پائے ہیں متداول ہیں اور اصل انجیل یعنی حضرت مسیح کی سچی تعلیمات جو نور و رحمت تھیں مسخ ہو گئی ہیں۔

غرض کہ صفحہ سہوی کی یہ حالت تھی کہ یکایک وہ آواز جو طور سینا پر نہانی دی تھی مگر کاٹوری کی پہاڑی پر صلیب کی جیٹا نہ قوت سے خاموش کر دی گئی تھی اب غارِ حرا سے بجلی کی طرح جھک کر بعد کی طرح گرجنے لگی۔

نزولِ قرآن آنحضرت صلیم کی رسالت کی مدت قریب ۲۳ سال کے تھی ۳۳ برس مکہ معظمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں اس کل مدت میں جب قدر کلامِ الہی آپ پر مختلف اوقات میں نازل ہوا اُس کے مجموعہ کو قرآن کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت ابتدائی نزول سے دو طرح پر ہوئی اول حفظِ دوم تحریر و کتابت ہم ان دو دون طریقوں کو ملحوظہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

۱۔ حفظ

عرب میں قبل اسلام یہ عام رواج تھا کہ مشہور اشعار اور خطبات کو زبانی یاد کر لیتے تھے۔ شعراء جاہلیت کا کلام اسی طور سے محفوظ رہا ہے امرِ اقصیٰ۔ زمہیر نابغہ۔ حاتم طائی وغیرہا کے دیوان جو عہد بنو امیہ میں قلمبند ہوئے اسی طور سے محفوظ رہے۔ جاہل قوموں کا حافظہ عموماً قوی ہوتا ہے اور عرب اس خصوصیت میں مشہور تھے۔

نزولِ کلامِ مجید کی کیفیت یہ تھی کہ ابتداء میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئیں اور پھر پھر اٹھوڑا مختلف اوقات اور خاص خاص مواقع پر اسکی وجہ خود کلامِ مجید میں یہ بیان ہوئی ہے۔

۱۵ یر و شلم میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تھے ۔

اور قرآن کے ہم نے جیسے جیسے کر دیے اس لیے کہ تو اُسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اُسکو آہستہ آہستہ اُتارا۔	وَقُلْ إِنَّا قَدْ خَلَقْنَاكَ عَلَىٰ نَاسٍ عَلَىٰ مَكِّثٍ وَنَسْنَاكَ نَزِيلًا (سورہ بنی اسرائیل)
--	--

پھر کفار کا اعتراض بیان کر کے جواباً ارشاد ہوتا ہے:-

اور کافروں نے کہا کہ اس (پیغمبر) پر قرآن سب کا سب ایک بار لگی کیونکہ اتنا ایسے ہی تا کہ تیرے دل کو ہم اُس سے مضبوط کریں اور ہم نے اُسے تھم تھم کر پڑھا۔	وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ لَئِ ذَرَّكَ تَرْكَبِيكَ (سورہ فواق)
--	--

اسطور سے صحابہ آسانی کے ساتھ جعفر رحمۃ نازل ہوتا جاتا تھا یا ذکر لیتے تھے اور
چونکہ ابتداءً نبوت سے نماز فرض ہو چکی تھی اس لیے نازل شدہ حصہ کی تلاوت نماز
میں بار بار ہوتی تھی اور آسانی سے حفظ ہو جاتا تھا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید
کے پڑھنے پڑھانے کی ترغیب اور تاکید فرماتے تھے اور صحابہ نہایت اہتمام اور شوق سے
یا ذکر کرتے تھے۔ ذیل میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں:-
پہلی حدیث جو بخاری و مسلم دونوں میں منقول ہے:-

ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشک کے قابل صرف دو شخص ہیں ایک وہ جسکو خدا نے قرآن دیا ہو اور وہ برابر دن رات تلاوت کرتا رہے اور ایک وہ جسکو خدا نے مال دیا ہو اور وہ برابر دن رات راہ خدا میں	عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم لا أحد الا على اثنين رجل اتاه الله القرآن فهو يقوم به اناء الليل و اناء النهار ورجل اتاه الله مال فهو ينفق منه اناء الليل و
--	---

خرچ کرتا رہے۔

اناء النهار۔

دوسری حدیث۔ یہ بھی مستحقِ علیہ ہے:-

عن عائشة قالت قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الماهر بالقرآن مع السفرة
الكرام البرية والذى يقراء
القرآن ويتنقح فيه وهو عليه
شاق له اجران

عائشہؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کا ماہر ہو وہ پاک لکھنے والے بزرگ نیکوں کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن پڑھتا ہے اس کی زبان اُکلتی ہے اور یہ اُس پر تکلیف دہ ہے اُس کو دُہرا ثواب ہے۔

تیسری حدیث بھی متفق علیہ ہے:-

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم علی المنبر اقراء علی قلت اقراء علیک وعلیک انزل وقال فی احب ان اسمعہ من غیری فقراءت سورۃ النساء حتی امیت الی هذه الایہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی هؤلاء شہیداً قال حبیب الالن فالتفت الیہ فاذا عیناہ تذرفان۔

عبداللہ بن مسعود دکتے میں کہ عمرؓ پر مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قرآن سناؤ! میں نے کہا آپ کے آگے میں پڑھوں اور آپ پر تو نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا مجھے یہ بہت پسند ہے کہ دوسرے سے سنوں پس میں نے سورہ نسا پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر آیا اور پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھ کو اس محمد ان سب گواہوں پر گواہ لائیں گے آپ نے فرمایا اچھا جس میں نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

الغرض کلام مجید اسطورے سینوں میں محفوظ رہتا تھا۔ بخاری میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہلاتے تھے کہ میں نے ستر سو تین فوج و زماں مبارک رسول اللہؐ سے منکر ادا کی ہیں۔ سطر ۱۷ اور کثرت سے صحابہؓ تھے۔

اسلام مشہور خاندان صحابہ کے نام یہ ہیں :- ابو بکر بن علی بن عثمان بن عمر بن طلحہ بن ابن سعد بن حذیفہ بن سالم بن موی حذیفہ بن
ابو ہریرہ بن عبد اللہ بن سائب - عبد اللہ بن عمرو عاص - عبادہ بن الصامت - بشیر بن محمد - تیم دار بن عقبہ بن عامر
ابو سہیل اشجری ۱۲

جو قرآن کو حفظ کر لیتے تھے۔ رسول اللہ صلیم کی وفات کے دوسرے ہی سال جب عہد حضرت ابوبکرؓ میں پیامہ کا خونخوار معرکہ میلہ کذاب کے مقابلہ میں پیش آیا تو اس میں شہر صحابہ ایسے شہید ہوئے جنکو قرآن حفظ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتداء سے نزول سے آج تک کلام مجید سینوں ہی میں خاص طور سے محفوظ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ دنیا میں جہاں کمین بھی مسلمان آبا دہین کوئی بستی ایسی نہ ملے گی جہاں حفاظ قرآن موجود نہ ہوں۔ فرض کرو کہ تورات اناجیل قرآن مجید اور دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں کے قلمی اور مطبوعہ نسخے سب کے سب ایک ساتھ ضائع کر دیے جائیں تو بتاؤ کہ بجز کلام مجید کے جو سینہ مسلمین بجنسہ محفوظ ہے اور کون سی الہامی کتاب پھر دنیا میں اپنی اسی اصلی حالت میں شائع ہو سکتی ہے۔ یہ اس کلام الہی کے مختصات میں سے ہے۔ کیونکہ نہیں :-

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ بلکہ یہ ستر ان بزرگ ہے لوح محفوظ میں لوح محفوظ سے سینہ مسلم کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ چونکہ اس آیت کے پہلے فرعون کا ذکر آیا ہے اسلئے لامحالہ ذہن تو ریت کی طرف منتقل ہوتا ہے حضرت موسیٰؑ پتھر کی چند لوحین کوہ طور سے اپنے ساتھ لائے تھے جن پر احکام شریعت کندہ تھے لیکن بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مشغول دیکھ کر آپؑ نے جوش غضب میں ان الواح کو زمین پر ڈال دیا اور وہ لوٹ گئیں بعد کو پھر آپؑ کوہ طور پر تشریف لیگے اور دو لوحین صندوق میں بند کر کے لائے۔ اس صندوق کی نہایت حفاظت کی جاتی تھی لیکن حوادث اور انقلاب میں وہ صندوق مع الواح ضائع ہو گیا۔ تورات کی اصلی نسخہ بھی برباد ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں الواح تورات سے مقابلہ کیا ہے اور کلام مجید کا ایک ایسی لوح میں موجود ہونا مذکور ہے جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ ہے۔ وہ لوح سینہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وَاِنَّ

خط حمیری ہے۔ علمائے آثار قدیمہ نے اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں بھی پائے ہیں۔ اعلیٰ۔ مہین۔ تہوک اور صفا کے قرب و جوار میں مشہور مشرق یوٹانگ نے بہت سے ایسے پرانے کتبے ڈھونڈ نکالے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکندر ریونانی کے حملہ تک شمالی عرب میں اسی خط کا رواج تھا لیکن جب بنطیون کا زور ہوا اور انھوں نے اپنی مستقل حکومت شمالی و مغربی حصہ عرب پر قائم کر کے پشرا کو اپنا پایہ تخت قرار دیا پشرا کو رمیون نے منسلک عین تخمیناً پانسو برس کی حکومت کے بعد تباہ کر دیا تو ایک دوسرا خط جو آرامک کی شاخ سربانی سے ماخوذ تھا خط بطنی کے نام سے رائج ہو گیا۔

خط بطنی

بنطیون کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اصح یہ ہے کہ یہ لوگ قیدار ابن اسمعیل کی نسل سے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کا مشہور یہودی مورخ جو سیفس کی یہی رائے ہے اور توریت کتاب پیدائش ۲۶ د کتاب یسعیا ۶۶ سے بھی اسی رائے کی تائید ہوتی ہے خط بطنی کے بہت سے کتبے جو پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہیں دمشق سے مدینہ تک منتشر پائے گئے ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط اسی بطنی خط کی ارتقائی صورت ہے جسے بنطیون کی تباہی کے بعد بنی لحم نے حیرہ میں ترقی دی۔

اس زمانہ تک جب قدر خط مروج تھے انکے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور شمار میں ۲۲ حروف مہی تھے اور کمین اس سے بھی کم مثلاً عبرانی سربانی بطنی وغیرہ میں ۲۲ حروف بہ ترتیب ابجد تاقرشت استعمال ہوتے تھے لیکن خط سنجی جو ایران کا قدیم خط تھا اور جبکا نمونہ ہم عصر عین میں درج کر چکے ہیں اس میں صرف ۲۱ حروف تھے بعض حروف کی متعدد تکلیفیں تھیں بطور سے کل ۲۲ شکلیں تھیں۔ سامی خطوط کے برعکس اس میں خائے عجمہ اور ثائے مثلثہ بھی موجود تھے لیکن ح۔ ذ۔ ی۔ ی۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق۔ ل۔ س۔ ت۔ ث۔ تھے۔

عربی رسم الخط نے جسہ ارتقائی صورت اختیار کی تو خصوصیت کے ساتھ دو باتیں اضافہ کیں

۱۔ ماخوذ از اناسیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۳۸۱ لغت ۳۹۳۔ یہ قابل قدر تالیف ابھی ناتمام ہے۔

اول حروف کے جوڑ ملائے جس سے جلد لکھنے میں سہولت پیدا ہو گئی۔ دوم چھ اور حروف یعنی شخ، شظ، ق، اض، ظہ کے نقطوں کی بنیاد قائم کی کیونکہ یہ حروف صورت کے لحاظ سے وہی سابقہ حروف ہیں صرف نقطے ماہ الاقنیا قرار پائے۔ اسطور سے عربی رسم الخط نے جامعیت کی شکل پیدا کی جس طرح اردو حروف تہجی عمر اور ہند کے حروف تہجی کے جامع ہیں۔

علی بن محمد

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں جب سوزن اور علمائے اسلام کی روایات پر جو بظاہر ایک دوسرے کی مخالف ہیں نظر ڈالی جائے تو اصل مطلب ظاہر ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہم ان روایات کو درج کرتے ہیں:-

پہلی روایت۔ الفہرست ابن ندیم صفحہ ۴۲ کشف الظنون بحث علم الخط میں لکھا ہے کہ ملک مرین بن یحییٰ شخصوں نے جنکے طلسمی نام ایجاد ہوئے خطی کلن معض قرئت تھے عربی خط کو ایجاد کیا۔ لیکن طلسمی نام نہیں ہیں اصل میں وہی عبرانی اور بنطی ۲۲ حروف تہجی ہیں زبور نمبر ۱۱۹ میں ۲۲ مناجات کا ایک مجموعہ ہے ہر مناجات ایک ایک حرف تہجی سے شروع ہوتی ہے اور وہی اس مناجات کا نام بھی رکھ دیا گیا ہے جس طرح کلام مجید میں سورہ ق۔ ن۔ یس اور طہ اور حروف مقطعات۔ الغرض مذکورہ بالا روایت سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ عربی رسم الخط کا ماخذ بنطیوں کا شہر مدین ہے۔

سوزن
اسلام کی
روایات

دوسری روایت فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۶۴۷ میں عباس بن ہشام بن محمد بن السائب الکلبی سے روایت ہے اور اسکو الفہرست۔ کشف الظنون اور ابن خلکان ذکر ابن بواب کاتب میں بھی نقل کیا ہے کہ عربی خط کو قبیلہ طے کے تین شخصوں نے جو شہر انہار میں رہتے تھے ایجاد کیا۔ مرام بن مرو نے حروف کی شکلیں۔ اسلم بن سندہ نے حروف کے جوڑ اور عامر بن جدرہ نے نقطے اور حرکات ایجاد کیے۔ ابنار سے خط خیرہ میں یہو نجا جہان سے قریش نے سیکھا۔ عہد رسالت میں سترہ شخص لکھنا جانتے تھے جنہیں سے

۱۔ بلاذری کی روایت کے مطابق ایک نصرانی شخص بشرکندی نے حیرو میں عربی خط سیکھا (باقی صفحہ ۸۹)

چند مشہور نام یہ ہیں۔ عمر بن الخطاب۔ علی بن ابی طالب عثمان بن عفان۔ ابو عبیدہ بن الجراح
ابوسفیانؓ۔ ابوسدیفہ بن طویزؓ۔ لبان بن سعید بن العاصی رضی اللہ عنہم۔ اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ عربی خط شہزادان اور سلاطین کے پایہ تخت مدائن سے قریب آباد تھا
ایجاد ہوا اور حیرہ میں جہان آل مندر حکمران تھی اور جنھوں نے عجمی اور عربی تمدن کو
باہم ملا دیا تھا اسکی ترقی ہوئی اسطور سے خط مبینی اور سامی خطوط کی آمیزش سے اٹھائیس
حروف تہجی بشمول چھ حروف منقوطہ یعنی فخذ و ضطغ متعل ہوئے اور حروف کے جوڑ ملا کر
تحریر میں آسانی پیدا ہوئی اور بالعموم مقبول ہو کر اسی خط کا رواج ہو گیا پھر اسلام کی سرپرستی
میں مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

اب ہم ایک نقشہ درج کرتے ہیں جس سے عربی خط کا بنی خط سے ماخوذ ہونا سمجھ میں
آجائیگا۔ مستشرقین یورپ نے اس نقشہ کو قدیم کتبوں اور تحریرات سے مرتب کیا ہے اور
پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک یعنی قدیم عہد جاہلیت سے عہد رسالت
و خلافت تک بنی خط اور عربی خط جس طور سے پتھر اور صری پیپرس (کاغذ) اور سنگوں پر لکھا جاتا
تھا بطور موازنہ درج کیا ہے۔

ہم نے ایک خانہ میں خط حمیری کے حروف تہجی بھی مقابلہ کے واسطے نقل کر دیئے ہیں
مع خط عبرانی کے۔

(مذہب حاشیہ صفحہ ۸۸) اور پھر کہ میں آکرفیان بن امیہ اور ابوفیس بن عبد مناف کو سکھایا پھر ان دونوں دونوں
کے ساتھ جب طائف گیا تو دمان خیلان ثقفی نے یہ خط سیکھ لیا۔ پھر دیا ر مصر میں عمرو بن زرارہ نے
غزفہ کے اس طور سے مختلف قبائل عرب میں عربی رسم الخط جاری ہو گیا۔ ابن خلکان نے لکھا ہے
کہ حرب بن امیہ والد ابوسفیان نے حیو میں جا کر یہ خط سیکھا تھا اور پھر واپس آ کر کہہ میں
اپنے احباب کو سکھایا۔ بہر حال حیو وہ مقام ہے جو عربی رسم الخط کا گہوارہ تھا ۲

۴ ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۲۸۴۔

[illegible]

تذکرہ
شعری

اس نقشہ میں چند امور غور طلب ہیں :-

آول ۲۲ حروف تہجی کے علاوہ آخرین کا (لام الف مرکب) درج ہے اور اسکا پتہ صرف چوتھی صدی عیسوی تک جلتا ہے عبرانی میں اور تیسری صدی عیسوی تک نبطی میں اسکا وجود نہیں۔ عربی رسم الخط کا سب سے قدیم کتبہ جو اب تک دریافت ہوا ہے وہ ۳۲۵ء کا ہے جو مقام تمار متصل حوران واقع ملک شام میں دستیاب ہوا ہے۔ یہ کتبہ حیرہ کے قدیم بادشاہ امر القیس بن عمرو بن عدی کی قبر پر بطور یادگار کندہ پایا گیا۔ امر القیس چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں گذر رہا ہے اور بادشاہ عجم شاپور ذوالاکتاف کا جس نے شہر انبار کو دوبارہ آباد کیا معاصر تھا۔

دوم عبرانی میں اس اورش کی علیحدہ شکلیں ہیں اور نام بھی الگ ہیں یعنی تس کو سمک اور ش کو شین کہتے ہیں۔ تیسری صدی عیسوی تک نبطیوں میں بھی یہ دونوں حروف علیحدہ علیحدہ تھے لیکن چوتھی صدی سے تمار میں پہلے پہل حرف تس (سمک) غالب ہو گیا اور ش کی طرح لکھا جانے لگا فرق حرف نبطیوں کا قائم کر دیا گیا۔

سوم مختلف صدیوں کے حروف کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی شکلوں کا فرق زیادہ تر ان اشار کی نوعیت پر منحصر تھا جن پر یہ حرف لکھے جاتے تھے مثلاً پتھر یا سخت چیزوں پر انہیں اسقدر انحناء اور باہمی وصل نہ تھا جس قدر نرم چیزوں مصری کا غذا یا پتھر پر پایا جاتا ہے۔

چہارم موجودہ عربی رسم الخط کا آغاز اگرچہ چوتھی صدی عیسوی میں خیال کیا جاتا ہے لیکن خط سند یا حمیری جو قدیم عربی خط ہے وہ سن عیسوی سے سیکڑوں برس پیشتر کا ایجاد کیا ہوا ہے اسکی شان خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم خط سیحی کا (جس کا نمونہ ہم نے عمدتاً میں دیا ہے) ہم عصر ہوگا لیکن یہ خط تالعیہ میں کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ ظہور اسلام کے وقت اسکا کوئی جاننے والا باقی نہ تھا۔

پنجم اگرچہ حرمت منقوطہ رائج ہو گئے تھے لیکن فطون کا استعمال ساتویں صدی
عیسوی یعنی عہد اسلام سے نظر آتا ہے اسکے متعلق ہم آگے چلکر بیان کریں گے یہاں اب کلام مجید
کی تحریر و کتابت کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قریش میں ستوا دی فن کتابت سے واقف تھے جن میں
حضرات علیؓ - عمرؓ - عثمانؓ - ابوعبیدہ بن الجراحؓ - طلحہؓ - زیدؓ - ابولہبؓ - خالد بن سعیدؓ - ابان بن سعیدؓ شروع ہی
سے مکہ معظمہ میں دولت ایمان سے فائز ہو چکے تھے۔ کلام مجید جب قدر نازل ہوا تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے جو مکہ معظمہ میں کاتب وحی مقرر ہوئے تھے لکھوا دیتے تھے
اور خود صحابہ بھی لکھ لیتے تھے۔ اسکا ثبوت کہ کلام مجید ابتدا ہی سے لکھ لیا جاتا تھا خود
کلام مجید کی اندرونی شہادت ہے ذیل میں ہم چند آیات پیش کرتے ہیں:-

کتابت
کلام مجید
کی شہادت
کلام مجید

سن لے (قرآن) تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے
نصیحت لے عزت والے درقون میں لکھا ہے اونچے
رکھے ہوئے پاک کھنے والوں کے ہاتھوں میں جو
سردار ہیں نیک۔

کَلَّا لَإِنَّمَا أَتَىكَ الْفَلَاكُ وَفَتَنَّ سَآءٌ
ذَکَکَ فِی صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ رُّفُوعَةٍ
مُّطَهَّرَةٍ بِأَرْسَادٍ سَفَافَةٍ ۝ ۲۰
بُورِجَاتٍ (سورہ عبس)

یہ سورت نبوت کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور کسی سے آئین کتابت جی کا بھیغون میں
لکھا جانا اور کتابت جی کی تعریف و توثیق مذکور ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے والسفرۃ الکواکب والبرۃ
ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قیل ہم القاء۔ یعنی سفرے کرام سے
مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حفاظ قرآن مراد ہیں۔ آنحضرت اور

تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۴۳ باب اول عمدہ عتیق میں ہم لکھ آئے ہیں کہ
”سفریم“ تورات کے حامل اور کاتب تھے یہاں سفرہ کرام صحابہ ہیں جو کاتب اور حافظ
قرآن تھے ۱۲

آپ کے اصحاب خوب سمجھتے تھے کہ سابقہ کتب سہادی کا تبون کی بے احتیاطی غفلت اور خود رائی سے کس طرح مخدوف ہو گئی ہیں اسلئے یہ امر یقینی ہے کہ قرآن مجید کی تحریر میں ہدایت احتیاط عمل میں آتی ہوگی یہاں تک کہ اگر مشابہ الفاظ میں بھی کسی نے بے احتیاطی کی تو وہ نکال دیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی سرح جو مدینہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا ظالمین کی جگہ کافرین اور سمیع علیم کے عوض غفور رحیم لکھ دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو نکال دیا وہ مرتد ہو کر مکہ میں بھاگ آیا فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا تھا مگر حضرت عثمان کی سفارش سے درگزر فرمائی۔

وکتب مطبوعہ فی رقی مکتوبہ (روہ طبر) | اور (رقم ہے) لکھی ہوئی کتاب کی کثادہ ورق میں

رق چڑے کو کہتے ہیں صراح میں پوست آہو لکھا ہے انگریزی میں اسکو پارچمنٹ کہتے ہیں اس کے متعلق ہم عدہ متین میں لکھ آئے ہیں کہ کس طرح سن عیسوی سے ایک صدی پیشتر مصری پیپرس کے مقابلہ میں اسکا رواج شہر پرگوس واقع ایشیائے کوچک سے شروع ہوا منشور کے معنی پھیلے ہوئے ہیں جس سے مراد ہے کہ اسکو ملاطفہ کی صورت میں جیسے کہ توریث لکھی جاتی تھی نہیں لکھا ہے بلکہ کثادہ ورق کی کتاب کی شکل میں لکھا ہے کتاب مطبوعہ سے تفسیر کبیر میں قرآن مراد لیا ہے۔

یہ آیت بھی کلی ہے۔ چونکہ انجیل کے نسخے مصری پیپرس پر لکھے جاتے تھے جو ناپائیدار اور سستا ہوتا تھا اور بار بار کے استعمال سے جلد بوسیدہ اور تلف ہو جاتا تھا اسلئے زیادہ حفاظت اور میانہ کے لحاظ سے قرآن مجید شروع میں چڑے کے ورقوں پر لکھا جاتا تھا اور حفاظت کا حاصل ہتمام ہوتا تھا اور بغیر طہارت کے لوگ ہاتھ نہیں لگاتے تھے جیسا کہ

لَا يَسْتَكْبِرُ الْإِسْلَامُ الْمُطَهَّرُ وَقَدْ أَوْصَحَتْ مُطَهَّرَاتُكَ مِنْ صَلَاتِ ظَاهِرِهِ حَضْرَتِ عِزَّتِكَ اِيْمَانِ
لانے کے واقعہ میں آپ کا اپنی بہن کے مکان پر صحیفہ کا لکھا ہوا دیکھنا اور پھر اسکی تلاوت
سے متاثر ہو کر ایمان لانا ثابت کرتا ہے کہ عہد رسالت کے آغاز ہی سے کلام مجید صحیفوں
میں تحریر کر لیا جاتا تھا اور اسکی نہایت حفاظت کی جاتی تھی۔

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (بقرو) رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ (بینہ)	یہ کتاب ہے کچھ شک نہیں اس میں۔ رسول اللہ کا پڑھتا پاک صحیفہ جنہیں مضبوط کتابیں ہیں۔
---	--

یہ آیات مدنی ہیں۔ مکہ میں جب اسلام کو دنیاوی عروج نہیں ہوا تھا اور دشمنوں
کے نچو میں تھا وحی کی کتابت خاص اہتمام سے ہوتی تھی مدینے میں جب بنی حق کو غلبہ ہوا
اُسوقت لاعلمی بہت کچھ تحریر و کتابت کا انتظام اور اہتمام کیا گیا جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے
اور کثرت سے ایسی مدنی آیات ہیں جن میں کلام مجید کو کتاب کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔
مدینہ میں حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت جنہوں نے رسول اللہ صلیم کے
ارشاد کے مطابق عبرانی بھی سیکھ لی تھی خاص طور سے کتابت وحی کیا کرتے تھے انکے علاوہ
اور صحابہ بھی کتابت قرآن پر مامور تھے اور بطور خود بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلیم
نے انتظام فرمایا تھا کہ مدینہ میں لکھنے پڑھنے کا چرچا عام ہو جائے چنانچہ جنگ بدر میں
جو اہل مکہ گرفتار ہوئے اور وہ فن تحریر سے واقف تھے رسول اللہ صلیم نے انکا فدیہ یہی
مقرر فرمایا کہ وہ ایک ایک مسلمان مدینہ کو لکھنا سکھا کر آزاد ہو جائیں

نوٹ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ کلام مجید میں صرف الفاظ بحسنہ جمع، مبین
جنکے متعلق آنحضرت صلیم نے صاف فرمادیا تھا کہ یہ مجھ پر ذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور
کلام انہی ہیں۔ انکے علاوہ اور جو کچھ آپ سے منقول ہے مثلاً خطبات یا ادعیہ ماثورہ یا

صحابہ سے گفتگو وغیرہ ان سب کا مجموعہ علیحدہ ہے اور احادیث کے نام سے مشہور ہے
مسلم نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

لَا تَكَلِّبُوا عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ | میری باتوں میں سے قرآن کے سوا اور کسی چیز کو نہ لکھو

یہی وجہ ہے کہ احادیث نبوی نہ عہد رسول اللہ اور نہ خلفائے راشدین کے عہد میں لکھی
گئیں۔ اس تقریب سے کلام الہی ہر قسم کی آمیزش سے پاک رہا لیکن تورات اور اناجیل کا
یہ حال نہیں ہے کیونکہ انہیں کلام الہی روایت بالمعنی کے طور پر غیر دن کے کلام متعلق
آئنا ردیر کے ساتھ مخلوط ہو گیا ہے مثلاً اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ تورات کی ابتدائی
پانچ کتابوں کو جو لفظاً اور معناً کلام الہی ہیں حضرت موسیٰ نے خود تحریر فرمایا تھا لیکن
اسی نسخہ کی کتاب استنساہ باب ۳۴ میں حضرت موسیٰ کی وفات کا واقعہ اور آپ کے
مدفن کی کیفیت بھی درج ہے اسی طرح کتاب پیدائش خروج اور اعداد کے مختلف
ابواب میں ایسے تاریخی واقعات اور اسامیٰ مذکور ہیں جو حضرت موسیٰ کی وفات کے بہت
عرصہ بعد صورت پذیر ہوئے دیکھو پیدائش ۱۲ و ۲۵ و ۳۳ و ۳۶ خروج ۱۶
اعداد ۲۱ و ۳۲ وغیرہ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دوسرے کی تحریر ہے نہ حضرت موسیٰ کی۔ یہی حال
اناجیل کا ہے جنہیں سیرت عیسوی روایت بالمعنی کے طور پر قلبند ہے۔ غرض کہ اس تخلیط
کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں کلام الہی کی مختص حیثیت جیسی کہ قرآن مجید
میں ہے قائم نہ رہی اور نہ صرف الفاظ بلکہ معنی کے اختلافات کے تیر و تار جنگل میں
حقیقت کا راستہ گم ہو گیا۔

جمع و ترتیب کلام مجید

نزول قرآن کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی سورت نازل ہونا شروع ہوتی تھی تو دو دو چار چار آیتیں موقع بہ موقع اُترتی تھیں آنحضرت صلیم اُن آیات کو اُس سورت میں داخل کرتے جاتے تھے مثلاً سب سے پہلے سورہ اقرآ کی ابتدائی آیات عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک نازل ہوئیں پھر سورہ مدثر کا نزول شروع ہو گیا ایک عرصہ کے بعد جب سورہ اقرآ کی بقیہ آیات نازل ہوئیں تو آپ نے اُن آیات کو سورہ اقرآ میں لکھوا دیا اور اس طور سے سورت پوری ہوئی۔ جب ایک سورت ختم ہو جاتی تھی تو علیحدہ نام سے موسوم ہو جاتی تھی۔ کبھی کوئی سورہ ایک ہی مرتبہ پوری نازل ہو جاتی تھی۔ جیسے والمرسلات۔ کبھی ایک ساتھ دو سورتیں نازل ہونا شروع ہوتی تھیں اور آنحضرت م دونوں سورتوں کو الگ الگ لکھواتے تھے۔ یہ امر کہ آنحضرت صلیم کے عہد مبارک میں سورتوں کی آیات مرتب ہو چکی تھیں اور اُن کے نام قرار پا چکے تھے عموماً احادیث سے ثابت ہے۔ صحاح میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نماز فجر میں آپ کبھی سورہ ق کبھی سورہ روم پڑھتے تھے کبھی سفر میں اختصار کے طور پر معوذتہ میں اور کبھی اذان و اذان جمعہ کے دن نماز فجر میں آپ رکعت اول میں اَلَمْ تَنزِلِ السَّجْدَہ اور رکعت دوم میں اَلْاٰتِیَ پڑھتے تھے۔ نماز مغرب میں کبھی سورہ اعراف پڑھتے اور کبھی دالین اور کبھی والمرسلات۔ نماز جمعہ میں سورہ جمعہ و منافقین نماز عید میں سورہ ق اور اقرب اور کبھی سورہ اعلیٰ اور غاشیہ غرض کہ خداے پاک کا یہ وعدہ کہ اِنَّ عَلَیْکُمْ جَمْعُہٗ وَفَتْرَاتُہٗ خود عہد رسالت میں پورا ہو چکا تھا اور قرآن کی تمام سورتیں مرتب ہو چکی تھیں اور اُسی کے مطابق تلاوت ہوتی تھی۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رمضان شریف میں قرآن مجید ہر سال ایک مرتبہ رسول خدا کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور آپ نے ان احکامات فرماتے تھے لیکن ہال ذوات میں آپ نے ماہ صیام میں میں دن اعتکاف فرمایا

اور قرآن مجید دومرتبہ آپ کے سامنے دُہرایا گیا اُس عرضہ اخیر کے بعد آپ چھ ماہ اور زندہ رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید آپ کی زندگی ہی میں جمع ہو چکا تھا لیکن چونکہ سلسلہ وحی وفات تک جاری رہا ہے اور سورہ توبہ کا اختتام لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ... الایہ۔ وفات سے نو دن پیشتر نازل ہوا ہے اس لیے ظاہر ہے کہ قرآن مجید ایک ہی مجلد میں نقل نہیں کیا گیا اگرچہ وہ بہت سے صحابہ کے پاس متفرق طور پر مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا اور بہت سے صحابہ کو زبانی یاد تھا۔ یہ کام سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت میں جنگ یمانہ کے بعد حضرت زید بن ثابتؓ کا تب وحی کے ہاتھوں سے پورا کرایا حضرت زیدؓ رسول اللہؐ میں بھی قرآن مجید کو ٹکڑوں اور پُرزوں سے لیکر جمع کیا کرتے تھے جیسا کہ حاکم نے انھیں سے روایت کی ہے۔

لافت حضرت
بکر بن
ام عبد کا
اجانا ایک
جلد میں

کَنتَ اَعْمَدَ رَسُولِ اللّٰهِ نَوْلَ الْقُرْآنِ | ہم لوگ رسول اللہؐ کے پاس قرآن کو پُرزوں
مِن الرِّثَاءِ۔ | اور ٹکڑوں سے لیکر جمع کیا کرتے تھے۔

زید باوجودیکہ حافظ قرآن تھے لیکن جب تک دو تحریری شہادتیں پیش نہیں ہوتی تھیں وہ کسی جز قرآن کو اُس مجموعہ میں جبکہ حضرت ابوبکرؓ طیار کرارہے تھے درج نہیں کرتے تھے سورہ توبہ کی آخری آیتیں جو وفات نبویؐ سے ۹ دن پیشتر نازل ہوئی تھیں صرف ابی ہریرہؓ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملیں اور کسی کے پاس نہیں ملیں اس لیے انھیں کی شہادت پر اکتفا کیا گیا۔ اس طور سے تمام قرآن ایک مجلد میں نقل کر لیا گیا یہ نسخہ حضرت ابوبکرؓ

ملہ وہ چیزیں باعوم یہ تھیں عتبہ یعنی کھجور کی شاخ بچھ پھری پتلی تختیاں لکھتے اونٹ یا بکری وغیرہ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں۔ رقی یعنی چمڑا شبہ الان کی ٹکڑی۔ ۵۷ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کے کلام کو اپنی زبان میں لکھا اور بھی چھوڑا دونوں نے فرمایا۔ مَا تَرَكْنَا لِمَا بَيْنَ الْاَعْيُنِ (میں نے چھوڑا مگر جو دو دُنیوں میں ہے) اس حدیث سے ابن حجر نے استدلال کیا ہے کہ اُن لوگوں کا یہ دعوی غلط ہے۔ حرکت ہن کہ قرآن سے کچھ کم ہو گیا ہے۔ قرآن جعفر بن عبد رسول اللہؐ میں تھا جس نے سوچا ہے (دیکھو فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۵۸)

کے خزانہ میں رہا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے قبضہ میں آیا حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے اسکو حضرت ام المومنین حفصہ سے لیکر متعدد نقلیں کرا کر شائع کیں جس بنا پر حضرت عثمانؓ نے اس نسخہ کی نقلیں شائع کیں وہ ایک اہم واقعہ ہے جسکو ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں:-

حضرت ابو بکرؓ نے اگرچہ قرآن مجید کو ایک ہی جلد میں نقل کرا کے خزانہ میں رکھ لیا تھا لیکن اس کی نقلیں شائع نہیں کی تھیں صرف زبانی قرات اور حفظ پر اکتفا کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی طریقہ کو خاص اہتمام سے جاری رکھا اور اپنی عہد خلافت میں قاریوں اور معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور ایک شخص ابوسفیان کو جساکہ اصابعہ میں مذکور ہے چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں گشت لگا کر ایک ایک شخص کا امتحان لے اور جسکو قرآن مجید کی کوئی آیت یاد نہ ہو اسکو سزا دے۔ خانہ بدوش بدوؤں میں بھی قرآن مجید کی جبری تعلیم جاری کر دی اور تمام ممالک مفتوحہ میں درس قرآن کا خاص اہتمام کیا اور صحابہ میں جو مشہور حفاظ قرآن تھے ان کو اس کام پر مقرر کیا چنانچہ عبادہ بن الصامت محض میں ابو درداء، دمشق میں ابو معاذ بن جبل بیت المقدس میں قیام کر کے درس قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ ابو درداء کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ نماز صبح کے بعد جامع مسجد جاتے تھے قرآن پڑھنے والے کثرت سے جمع ہوتے تھے درس میں آدمیوں کی ٹکڑیاں کر دی جاتی تھیں اور ہر ٹکڑی پر ایک قاری مقرر ہوتا تھا اور جب کوئی پورے قرآن کا حافظ ہو جاتا تھا تو ابو درداء اسکو اپنا خاص شاگرد بنا لیتے تھے ایک دن شمار کیا تو معلوم ہوا کہ سولہ سوطالب علم اس وقت حلفت لے کر درس میں شامل ہیں۔

با این ہمہ چونکہ قرآن کے نسخے شائع نہیں ہوئے تھے اُدھر روم و ایران و مصر میں اسلام روز بروز پھیلتا جاتا تھا اور نئی نئی قومیں مسلمان ہوتی جاتی تھیں جو عربی لُحجہ سے

بسم اللہ
کی تفصیل

بالکل ناموس نہیں اس لیے الفاظ کے اعراب تلفظ اور وجہ قرأت میں اختلاف ہوا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ عربوں کے مختلف قبائل کے لب و لہجہ کے لحاظ سے فرمادیا تھا کہ ان هذا القرآن انزل علی سبعہ احواف فاتروا ما تسمعون یعنی یہ قرآن سات طریقوں یعنی متعدد طور پر نازل ہوا ہے پس پڑھو جطور پر تم کو آسان ہو مثلاً ایک قبیلہ حتی گو عمتی پڑھتا تھا کوئی علامت مضارع کو فتح کے بجائے کسرو سے پڑھتا تھا کسی قبیلہ میں مالک کو ملک پڑھتے تھے غرض کہ اس قسم کے قدرتی اختلافات تھے جنکی اجازت صرف یہیں تک تھی کہ معنی پر اثر نہیں پڑتا تھا لیکن جب غیر قوموں کے اختلاط سے اختلاف قرأت اختلافات معنی کی شکل میں تبدیل ہونے لگا تو حضرت عثمان نے فوراً سد باب کر دیا صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔

حضرت عثمان
اور قرآن مجید

حدثنا موسى بن اسماعيل قال حدثنا ابراهيم	 انس بن مالک سے روایت ہے کہ
قال حدثنا ابن شهاب بن انس بن مالك حدثنا	حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ
ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان دكان	عراق والوں کے ساتھ اہل شام سے لڑے
يعازي اهل الشام في فتح ارمينه واذربيجان	تھے ارمینہ اور آذربيجان کی فتح میں ان
مع اهل العراق فانزع حذيفه فاختلافهم	لوگوں کی قرأت قرآن میں اختلاف کرنے
في القراءة فقال حذيفة لعثمان	سے حذیفہ سخت گھبرائے اور عثمان سے یوں کہنے لگے

۱۵ دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۲ لغایت ۲۴ - ۵۲ تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے کہ ایک شخص سے باوجود کوشش طعام الاثیم کے عوض طعام الیمین ملتا تھا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اھھا طعام الفاجر پڑھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اقوام کے بندیوں کو قرآن سے مانوس کرنے کے لیے ابن مسعود نے کس حد تک آسانی روا رکھی تھی۔ اس طرح آپ نے اکبریتہ کالہین النفوس کے بعض کالہون النفوس پڑھایا۔ اسی قسم کے تفسیری الفاظ اکثر آپ سے منقول ہیں۔ لیکن اس قسم کی اجازتیں اختلاف کا پیش خیمہ نہیں اس لیے حضرت عثمانؓ کے عہد میں فوراً سد باب کیا گیا ۱۳

اے امیر المؤمنین! اس امت کی خبر لو قبل اسکے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ لوگ کتاب یعنی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں عثمانؓ نے حفصہؓ کے پاس کلام بھیجا کہ صحیفہ ہمارے پاس بھیج دو ہم نقل کر کے واپس بھیج دیں گے حفصہؓ نے وہ صحیفہ عثمانؓ کے پاس بھیج دیے عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبد الرحمن بن زیدؓ، سعید بن العاصؓ اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا سو ان لوگوں نے اُن کو مصحفوں میں نقل کیا اور عثمانؓ نے تین قریشی گروہوں سے کہا کہ جب تم لوگ اور زید بن ثابتؓ قرآن کی کسی چیز (یعنی عربیت میں اختلاف کرو تو اُسکو قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ قرآن انھیں کی زبان میں اترا ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب صحیفوں کو مصحفوں میں نقل کر لیا تو عثمانؓ نے صحیفہ حفصہؓ کے پاس بھجوا دیے اور نقلوں کو ہر صوبوں میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ اسکے سوا جو کچھ کسی صحیفے یا مصحف میں ہو سب جلا دیا جائے۔

یا امیر المؤمنین ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمان ابی حفصہ ان ارسل لنا بالصحف فنسخها في المصاحف ثم زدها اليك فارسلت بها حفصہ الى عثمان فامر زید بن ثابت وعبد الله بن الزبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة اذا اختلفتم انتم وزيد بن ثابت في شئ من القرآن فاكتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف ابی حفصہ ثم ارسل الى كل اقل بمصحف مما كتبنا واما امر بما سواه من القرآن في كل صحيفة او مصحف ان يحرق۔

یہ واقعہ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے سے دوسرے سال یعنی ۳۵ھ میں

پیش آیا۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے اُس کامل نسخہ کی نقل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے ہی سال زید بن ثابتؓ نے لکھی تھی بلاد اسلام میں شائع کر دی اور تحریف و کتابت میں اُسی قرأت کو قائم رکھا جو قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زبان قریش تھی باقی تمام ان تحریروں کو جنہیں اپنے اپنے طور پر لوگوں نے جمع کیا تھا اور اپنی اپنی قرأتوں سے پڑھتے تھے اور جن کے باعث سے فتنہ تحریف کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا بالکل مٹا دیا۔ حارث محاسبیؓ نے خوب کہا ہے جیسا کہ اقتسان کے نوع ۱۸ میں مذکور ہے:-

”لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن کو عثمان نے جمع کیا مگر دراصل یہ بات ٹھیک نہیں عثمان نے تو صرف یہ کیا کہ اپنے اور اپنے پاس موجود ہونے والے مہاجرین اور انصار کی باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی وجہ سے قرأت کرنے پر آمادہ بنایا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کی قرأتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا درنہ عثمان کے اس عمل سے پہلے جب قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرأت کی صورتوں سے مطابق تھے جنہر حروف صحیح کا اطلاق ہوتا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملہ سب سے پہلے کس نے جمع کیا وہ ابو بکر صدیقؓ تھے اور علی رضیؓ کا قول ہے کہ ”اگر میں حکمران ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو عثمانؓ نے کیا ہے“

چند اعتراض اور اُن کے جواب

اعتراض دفع کریں۔ مخالفین اسلام خاص کر عیسائی کہا کرتے ہیں کہ قرآن میں بھی کمی بیشی ہوئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:-

اقول عبداللہ ابن مسعودؓ کے نزدیک معوذتین داخل قرآن نہیں ہیں لیکن

مصنف عثمانی مبین اُن کو داخل کر دیا گیا۔
دوم اہل تشیع کہتے ہیں کہ بعض آیات اور سوراخ صکر جو اہلبیت کی شان میں تھیں
مصنف عثمانی اُن سے خارج کر دی گئیں۔

ان وجہ سے مخالفین اسلام دعویٰ کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن جو مصنف عثمانی کی
نقل سے ناقص اور مخفف ہے۔ لیکن یہ دعویٰ محض بے بنیاد اور باطل ہے۔ اصل یہ ہے
کہ تحریف تو آت و آنا جیل کے ثابت شدہ الزام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے اہل کتاب
نے اُن روایات کو جنہیں یہ لغو باتیں مذکور ہیں نہایت آب و تاب سے بیان کر کے
اپنا دل خوش کر لیا ہے۔ ذیل میں ہم اُن کے اعتراض کو علیحدہ علیحدہ رد
کرتے ہیں :-

حضرت
ابن مسعود
اور مؤذنین

اول ابن حجر نے اگرچہ بخاری کی شرح میں احمد اور ابن حبان کی روایت سے
یہ لکھ دیا ہے کہ ابن مسعود مؤذنین کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے لیکن محدث ابن حزم اپنی
کتاب قدح المعلیٰ میں لکھتے ہیں کہ یہ ابن مسعود پر چھوٹا الزام لگانا اور موضوع قول ہے
کیونکہ ابن مسعود کی جو صحیح قوت و اثر کے واسطے سے عام نہ کی ہے اس قرات میں مؤذنین
شامل قرآن ہیں» (التقان نوع ۲۲) سیطرح نووی مہذب کی شرح میں لکھتے ہیں :-
کہ ابن مسعود کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ سراسر باطل اور غلط ہے۔

لیکن اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم انکار ابن مسعود کو صحیح فرض کر لیں تو سوال یہ ہے
کہ کیا ابن مسعود نے قرآن کا کمال نسخہ اسی احتیاط اور اجماع صحابہ کی مدد سے جمع کیا تھا
جس طرح حضرت ابو بکر نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا اور پھر جس کی نقل حضرت عثمان
نے اپنے زمانہ میں شائع کی؟ کیا ابن مسعود کی شخصی رائے خلفاء و اربعہ مہاجرین و
انصار کے اجماع کے مقابلہ میں قطعی تھی؟ کیا آنحضرت صلعم کا ابی ابن کعب مشہور
قاری کے سوال کے جواب میں یہ فرمانا کہ مؤذنین داخل قرآن میں جیسا کہ بخاری
میں مروی ہے :-

..... رزین حبش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے معوذتین کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے ایسا ہی کہا گیا (یعنی یہ سورتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں) پس میں نے یہی کہا کہ اور اب ہم وہی کہتے ہیں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا سفيان عن عاصم وعبد الله بن رز بن حبش قال سألت ابي بن كعب عن المعوذتين فقال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قيل لي فقلت ففعلن فتقول كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

عبد اللہ بن مسعود کی رائے کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کی نماز فجر میں ان سورتوں کو پڑھا اور بیماری کی حالت میں اکثر پڑھا بعض آدمی سمجھے کہ یہ رومح کی دعائیں ہیں لیکن یہ ان کی غلطی تھی۔ ہزاروں سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے آخر میں اپنے قول سے رجوع کیا (دیکھو تیسرا نقاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ و ۶۶۶) شیعوں کی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں منقول ہے:-

حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ سے معوذتین کے متعلق کہ یہ داخل قرآن ہیں پوچھا گیا آپ سے فرمایا ہاں وہ شامل قرآن ہیں ایک شخص کہنے لگا کہ ابن مسعود کی قرأت میں داخل قرآن نہیں اور نہ ان کے صحف میں ہیں آپ نے فرمایا ابن مسعود نے غلطی کی۔

عن الصادق عليه السلام قال حدثنا سفيان عن عاصم وعبد الله بن رز بن حبش قال سألت ابي بن كعب عن المعوذتين فقال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قيل لي فقلت ففعلن فتقول كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

کیا ان واضح ریلوں کے بعد بھی عیسائیوں کی آنکھیں نہ کھلیں گی لیکن اگر وہ کچھ بھی
اصرار کریں تو ابن مسعودؓ کے انکار معوذتین سے عیسائیوں کو کچھ فائدہ نہوگا۔ کیونکہ
معوذتین میں تثلیث کا رد مذکور نہیں ہے ان جن آیتوں میں تثلیث اور الوہیت سچ
کا رد مذکور ہے اگر ان آیتوں کا داخل قرآن نہوگا عبد اللہ ابن مسعودؓ کی طرف منسوب
کرتے تو کچھ بات بھی تھی!

دوہم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب سلمانوں کی باہمی خانہ جنگیوں کا نتیجہ
حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت حضرت امام حسنؓ کی خلع خلافت اور بنی امیہ کی جابرانہ
حکومت کی شکل میں ظاہر ہوا تو فرقہ بندیوں کے ساتھ جھوٹی روایات کا بھی ایک سلسلہ
قائم ہو گیا جو ہر فرقہ اپنے اپنے گروہ کی حمایت میں وضع کرتا تھا۔ طرفداران اہلبیت
اٹھارہمین جو لوگ حد سے بڑھ گئے انھوں نے بنی امیہ کے ساتھ خلفائے ثلاثہ کو بھی
مور و لعن و طعن قرار دیا اور ان کی خوبوں کو بھی بُرائی کی شکل میں ظاہر کرنے لگے۔
حضرت عثمانؓ نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں قرآن مجید کو توریت و انجیل کی طرح
مُحَرَّف ہو جانے سے بچا کر دین کی ایک بہت بڑی خدمت کی تھی لیکن عدالت کی آنکھ
میں اُنکا یہ ہنسب سے بُرا عیب ہو گیا۔ اُن پر کلام مجید کے متعلق طرح طرح کے الزام
لگائے گئے اور بے سرو پا روایتیں گڑھ لی گئیں۔ یہی وہ روایات ہیں جو کتبِ احادیث
کے قلب بند ہوتے وقت بغیر تنقید کے بحسنہ نقل کر دی گئیں۔ سنیوں کی بعض کتبِ احادیث
مثلاً طبرانی و بیہقی (جبکہ شاہ ولی اللہ تیسرے درجہ پر رکھتے ہیں) میں اس قسم کے
روایات جن کی اسناد میں شیعی راوی داخل ہیں مذکور ہیں مثلاً طبرانی نے کتاب الادعا
میں عبا بن یعقوب الاسدی کے طریق پر یحییٰ بن یعلیٰ کے واسطے سے ابن ابراہیم
ہشیرہ سے عبد اللہ بن زریر الغافقی کا یہ قول نقل کیا ہے ”مجھ سے عبد الملک بن
مردان نے یہ بات کہی کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تو کس وجہ سے ابو تراب کے ساتھ محبت رکھتا

ہے۔ تو بس ایک خشک دماغ دیہاتی شخص ہے، میں نے کہا اوائشہؓ میں نے اس وقت میں قرآن کو جمع کیا ہے جبکہ تیرے ماں باپ اکٹھا بھی نہ ہوئے تھے اور اُس قرآن میں سے علی بن ابی طالبؓ نے دوسو تین مجھکو سکھائی تھیں جو اُن کو رسول اللہ صلعم نے خاص طور پر تعلیم کی تھیں اور وہ سورتیں ایسی ہیں جن کو نہ تو نے سیکھا ہے اور نہ تیرے باپ نے اُنکی تعلیم پائی تھی وہ سورتیں یہ ہیں :-

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونشئ علیک ولا نکفرک ونخلع
ونترک من یفجرک

اللھم ایاک نعبد و لک نصلى ونسجد والیک نسعی و نخفد و نرجو
رحمتک و نخشى عذابک ان عذابک بالکفر ملحق

مذکورہ بالا روایت میں پانچ راوی ہیں جن کی کیفیت یہ ہے کہ عباد بن یعقوب کو علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں غالی شیعہ اور رؤس بدعت لکھا ہے۔ اور چونکہ غالی شیعہ قرآن میں حذف و اضافہ کے قائل ہیں اس لیے ایک ایسے راوی کی روایت جس سے اُسکے مذہب کی تقویت پر نظر ہو اصول حدیث کے موافق باطل ہے۔ یہ طریح بھی بن علیؓ کو میزان الاعتدال میں مضطرب لکھا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لیے ہم اس روایت کو اگر مان بھی لیں تو نتیجہ درایتاً یہ نکلتا ہے کہ اول راوی یعنی عبداللہ بن زبیر الخافقی نے حضرت علیؓ سے دعائے قنوت سیکھی اور اسکو عبد الملک کے سامنے پڑھی لیکن راوی اخیر یعنی عباد بن یعقوب نے جو غالی شیعہ تھا اور قرآن میں حذف و اضافہ کا قائل تھا دعا کے عوض سورہ کمدیا حالانکہ اللھم انا نستعینک اور اللھم ایاک نعبد کے دونوں ٹکڑے دعائے قنوت کے مجموعہ ہیں اور آج تک نماز میں پڑھتے ہیں لیکن وہ کبھی داخل قرآن مجید نہیں سمجھ گئے مگر گوون نے

چونکہ اس دعا کو اجزائے قرآن مجید کے ساتھ لکھ لیا ہوگا (کیونکہ کاغذ وغیرہ اُس زمانہ میں اس قدر وافر نہ تھا) اس لیے بعض کم فہم غلط روایت کرنے لگے جیسا کہ صحف ابی بن کعب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُمین الحنفیہ اور اُخلفہ دو سورتیں تھیں حالانکہ ہنفہ اور خلع کے جو الفاظ دعائے قنوت میں مذکور ہیں انہیں پر سے یہ دو سورتوں کے نام تراش لیے ہیں پھر ان نام نہادو سورتوں کی عبارت دہی ہے جو دعائے قنوت کی۔

عقائد
معلقہ

یہ کیفیت توسنیوں کی کم درجہ احادیث کی ہے اب شیعوں کی کتب مذہبی کو لو۔
محمد بن یعقوب الکلبینی نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب کافی میں اس قسم کی روایتیں درج کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہان جہان حضرت علی مرتضیٰ کا نام اور المہبت کا ذکر تھا وہ مقامات کلام مجید سے خارج کر دیے گئے۔

ان روایات کو علی بن ابراہیم احمی نے اپنی تفسیر میں آب و تاب سے بیان کیا پھر یہ لکھ دیا کہ صحیح کلام مجید وہ ہے جسکو حضرت علیؑ نے جمع فرمایا تھا اب وہ امام غائب یعنی بارہویں امام مہدیؑ کے پاس موجود ہے قریب قیامت ظہور مہدیؑ کے ساتھ وہ بھی نکلے گا۔

ہم ان روایات کے متعلق بجائے اسکے کہ خود کچھ لکھیں اُن محققین علماء شیعہ کے اقوال بجنسہ نقل کرتے ہیں جنہوں نے ان روایتوں کی اصلیت جرح و تعدیل کی روشنی میں ظاہر کر دی۔

علامہ ابو علی الطبرسی اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان طبع ایران جلد اول صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں :-

ومن ذلک الکلام فی زیادة القرآن	انہیں میں سے ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید
ونقصانہ فانہ لا یلیق بالتفسیر	میں زیادتی یا کمی ہونی یا نہیں بحث فی تفسیر متعلق ہے

تفسیر مانی مقدمہ ۱۲

فاما الزيادة فجمع على بطلان
واما النقصان منه فقد روى
جماعة من اصحابنا وقوم من
حشوية العامة ان في لقرآن
تغيرا ونقصانا والصحيح من
مذهب اصحابنا خلافة وهو الذي
نظر الميرتضى قدس الله روحه و
الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب
المسائل لطبرسيات وذكرفي مواضع
ان العلم بصحة نقل القرآن كالعلم
بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع
العظام والكتب المشهورة واشعار
العرب المسطورة فان الانابة اشتدت
والدواعي توفرت على نقله وحراسته
وبلغت الى حد لم يبلغه فيما
ذكرناه لان القرآن معجزة
النبوية وما أخذ العلوم الشرعية
والاحكام الدينية وعلماء المسلمين
قد بلغوا في حفظه وحماية الغاية
حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه
من اعراب وقراءته وحروفه واياته

یہ امر کہ قرآن میں کچھ زیادتی ہوئی ہے
نزدیک باطل ہے باقی رہا نقصان تو ہماری
جماعت میں سے ایک گروہ نے اور سنیوں
میں حشویہ نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں
تغیر اور نقصان ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارے
فرقہ کا صحیح مذہب اس کے خلاف ہے اور
سید مرتضیٰ نے اسی کی تائید کی ہے۔ اور
مسائل طبرسیات کے جواب میں اس پر
نہایت مفصل بحث کی ہے سید مرتضیٰ نے
متعدد موقعوں پر لکھا ہے کہ قرآن کی صحت
کا علم ایسا ہی ہے جیسا شہرون کا علم اور
بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور
عرب کے مدون اشعار کا علم۔ کیونکہ قرآن کی
نقل اور حفاظت کے اسباب غایت کثرت
سے تھے اور اس حد تک پہنچے تھے کہ اگر کسی
چیز کے سننے نہیں گئے اس لیے کہ قرآن نبوت کا
معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ
ہے۔ اور علمائے اسلام نے اسکی حفاظت اور
حمایت میں انتہا درجہ کی کوشش کی یہاں تک
کہ قرآن کے اعراب قرئت حروف آیات
کے اختلافات تک انھوں نے محفوظ رکھے

اس لیے کیونکر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس احتیاط
شہید کے ہوتے ایمین نقصان یا تغیر آنے
پائے۔

اور سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید
آنحضرت کے زمانہ میں ایسا ہی مکتوب اور
مرتب تھا جیسا اب ہے اور اس پر دلیل یہ ہے
کہ قرآن اُس زمانہ میں پڑھا جاتا تھا اور
لوگ اسکو حفظ کرتے تھے اور نبی صلعم کو سناتے
تھے اور متعدد صحابہ مثلاً عبداللہ بن مسعود
اور ابی بن کعب وغیرہ نے قرآن کو آنحضرت
کے سامنے چند بار ختم کیا تھا ان سب باتوں پر
غور کرنے سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن
مکمل مدون اور مرتب تھا نہ کہ منتشر اور متفرق۔
سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ جو امامیہ یا حنفیہ
اسکے مخالف ہیں انکی مخالفت قابل اعتبار
نہیں کیونکہ ایمین جن لوگوں نے خلاف کیا ہے
وہ اہل حدیث میں سے ایک گروہ ہے اور
انھوں نے ضعیف روایتیں نقل کی ہیں

فكيف يجوز ان يكون مخيراً او
منقوصاً مع العناية القصاة
والضبط الشديد

وقال ايضا ان القرآن كان على عهد
رسول الله مجموعاً مؤلفاً على ما هو
عليه الان واستدل على ذلك
بان القرآن كان يدا رس ويحفظ
جميعه في ذلك الزمان حتى عتین
على جماعة من الصحابة في حفظهم
له وان كان يعرض على النبي و
يتلى عليه وان جماعة من الصحابة
مثل عبد الله بن مسعود وابی بن کعب
وغیرہم اختلفوا القرآن على النبي
عدة ختمات وكل ذلك يدل بادي
تأمل على انه كان مجموعاً مرتباً غیر
متبور ولا مثبت و ذکر ان من خالف في ذلك من
الامامية والحنوية لا يعتد بجلالهم فان الخلا
من ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا الاخبار

رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں ۱۵

اعتقاد ان القرآن الذی انزل الله علی نبیہ هو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذلک ومن نسب الین ان انقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب	ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ قرآن جسکو خدا نے اپنے نبی صلعم پر اتارا ہے وہی ہے جو دو دفتروں کے درمیان تھا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے کچھ زائد نہیں ہے جو لوگ ہماری طرف نسبت کرتے ہیں کہ قرآن زیادہ تھا موجودہ قرآن سے وہ جھوٹے ہیں۔
--	---

قاضی نور اللہ شہسری اگرچہ خلفاء ثلاثہ کو سختی سے مورد لعن و طعن ٹھہراتے ہیں۔ لیکن
کلام مجید کے متعلق لکھتے ہیں :-

ما نسب الی شیعة الا امامیہ بوقوع التغییر فی القرآن لیس من ما قال بجمہور الامامیۃ انما قال بہ مشرذمتہ قلیلتہ لا اعتداد بہم فیما بیہم (مصائب الذمام)	شیعہ امامیہ کی طرف یہ بات جو منسوب کی گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تغیر ہوا ہے جمہور امامیہ اسکے قائل نہیں ہیں۔ اس کا قابل صرف ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو کسی شمار میں نہیں
---	--

مذکورہ بالا اقتباسات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا اہل تشیع کو
پیش کرنا ماری سست گواہی ہے۔ لیکن یہ چیت گواہ جنہوں نے تحریف اناجیل
کی ناست پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اگرچہ بھی اصرار کریں اور اس جھوٹے سے گروہ کو پیش کریں
جسے قاضی نور اللہ شہسری کسی شمار میں نہیں رکھتے اور جسے رئیس الحدیث قمی "کاذب"
اللقب دیتے ہیں اور علامہ طبرسی جسے "ناقابل اعتبار اور باطل" قرار دیتے ہیں تو ہم سوال
کرتے ہیں کہ کیا اس جھوٹے سے گروہ نے سوائے اسکے کہ جھوٹی روایت بیان کر دی کبھی یہ
کیا کہ موجودہ قرآن کے مقابلہ میں کبھی کسی زمانہ میں کوئی قلمی یا مطبوعہ نسخہ قرآن کا اپنے

زعم باطل کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام پر ہزاروں مصائب پیش آئے
سیکڑوں فرقتے پیدا ہو گئے جنھوں نے ایک دوسرے کو کافرت تک کہہ دیا اور قتل و خون کا بازار
گرم کر دیا لیکن با این ہمہ قرآن سب کا دہی رہا جو عہد رسول اللہ میں مرتب ہوا جو عہد
ابوبکر میں ایک ہی صحیفہ میں قلمبند ہوا اور جب کی نقل حضرت عثمان نے قرأت رسول اللہ
کے مطابق دنیا میں شائع کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو ہزار برس کے قریب زمانہ گزرا لیکن
اب تک ایک متن انجیل پر اتفاق نہوا لیکن ہمارا قرآن دہی ہے چوتھا اور پہلے اور ہمیشہ سچا
کیونکہ ہمیں انانخن نزلت الذکر انا لہ لحاظوں۔ لایا تیبہ الباطل من بین ید یہ
ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حید

مصطفیٰ را وعدہ داد انعام حق گریہ میری تو نمیر دین سبق
کس نشاندیش و کم کردن درو تو بہ از من حافظے دیگر مجو

سورتوں کی ترتیب قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب اس طور پر ہے کہ سورہ فاتحہ
کے بعد پہلے سبع طوأل یعنی سات بڑی سورتیں بقرہ۔ آل عمران۔ ساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف
انفال بشمول تو بہ پھر یسین یعنی وہ سورتیں جنہیں کم دہیش سوا آیتین ہیں یونس سے خاطر
تک پھر ثانی جنہیں قصص نصاح کی تکرار ہے اور سورتوں سے کم ہیں سورہ یسین سے
ق تک پھر فصل یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں ق سے ناس تک اسطور سے کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

ترتیب عثمانی

حضرت عثمان نے جب قرآن مجید کے نسخے شائع کیے تو سورتوں کو مذکورہ بالا طور پر
ترتیب دیا۔ اسوقت سے آج تک یہی ترتیب جاری ہے۔ ظاہر ہیں اور مخالفین اسلام کا
خیال ہے کہ اس ترتیب میں کوئی خوبی نہیں صرف پہلے بڑی سورتیں پھر چھوٹی سورتیں
جمع کر دیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ مکین میں سورہ رعد جن میں صرف ۲۴ آیات ہیں
سورہ ابراہیم جن میں ۵۲ آیات ہیں اور سورہ نور جن میں ۶۴ آیات ہیں شامل کر دی ہیں
حالانکہ انکو ثانی میں رکھنا تھا اسلئے ثانی میں سورہ الصافات جن میں ۱۰۲ آیات ہیں

ترتیب ابن مسعود
و علی رضی اللہ عنہ

سُئِنَ مِثْلَ رُكْحَانٍ جَاہِیہ تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورتوں کی لفظی اور معنوی مناسبت سے مذکورہ بالا ترتیب جامع صحابہ سے عمل میں آئی ہے اور ترتیب ابن مسعود و ابن ابی ذر علی مرتضیٰ جو ایک دوسری سے مخالف اور اپنے طور پر تھیں پسند نہیں کی گئیں حضرت علی مرتضیٰ کی ترتیب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ اُس میں شان نزول کے لحاظ سے سورتیں جمع تھیں اس لیے نہایت عمدہ تھی۔ بیشک تاریخی حیثیت سے یہ ترتیب مناسب تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک ہی وقت میں پوری پوری سورتیں نازل نہیں ہوئیں اس لیے مکمل سورتیں یکے بعد دیگرے جمع نہیں ہوسکتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اُس ترتیب سے رجوع کر کے ترتیب عثمانی کو اپنے عہد میں جاری رکھا۔

مناسبت آیات و سُوْر کا علم ایک دقیق اور لطیف علم ہے متقدمین نے اکثر رسائل اس علم میں لکھے مثلاً علامہ برہان الدین بقاعی المتوفی ۸۷۶ھ نے ”نظم الدرر فی تناسب الآیۃ و السُوْر“ لکھی۔ جلال الدین سیوطی نے اسرار التنزیل لکھی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس بحث پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے اپنی تصانیف میں جا بجا افادہ فرمایا ہے اور فوز الکبیر میں بھی عنوان قائم کیا ہے۔ اپنے زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہم بھی ایک جدید عنوان سے بیان کچھ لکھتے ہیں و بالتوفیق :-

لطف ترتیب سورہائے قرآنی

قرآن مجید جس اصول پر نازل ہوا شروع ہوا اسکو بخاری نے باب تالیف القرآن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یوں بیان کیا ہے :-

ادنیٰ منزل اول منازل منہ سورۃ من	سب سے پہلے جو کچھ نازل ہوا وہ سب وہی
المفصل فیہا ذکر الجنة و النار	سورت ہے جو مفصل میں ہے جہنم جنت اور دوزخ
حق اذ اتاب الناس الی اسلام	کہا بیان ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام طے کر چکے

تو حلال اور حرام کی آیات نازل ہوئیں اور اگر پہلے ہی سے یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم شراب ہرگز نہیں چھوڑتے اسی طرح اگر یہ حکم ہوتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا کو ترک نہ کریں گے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ میں جب کہ میں کھنڈی لڑکی تھی سورہ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی۔ بلکہ قیامت آنکا وعدہ گاہ ہو اور قیامت بہت سخت اور تلخ ہو۔ اور سورہ بقرہ اور سورۃ النساء نازل نہیں ہوئیں۔ مگر اس وقت جب میں آپ کے ساتھ تھی۔	نزل المحلل والحرام ولونزل ول شئی لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولونزل لا تزنا لقالوا لا ندع الزنا ابدا لقد نزل بمكة على محمد صلى الله عليه وسلم واني لجارية العبد بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر وما نزلت سورة البقرة والنساء الا وانا عتدا -
--	---

اس حدیث پر غور کرنے سے اُس خدا کے رحمن و رحیم کی حکمت صاف نظر آجاتی ہے جس نے رحمتہ للعالمین نبی کے ذریعہ سے پہلے بشارت و اندازہ وعدہ و وعید۔ ترغیب و ترہیب کی سورتیں نازل کر کے سرکش اور جاہل عرب کے قلوب کو نرم کر کے قبولِ اوامر و نواہی کی استعداد پیدا کر دی اور پھر حلال و حرام کے احکام نازل فرمائے جن کو انھوں نے ایسے جوش و خروش سے قبول کیا اور ایسے معذب و متقی ہو گئے کہ اگر ظلمتِ کدہ عالم میں چراغ لیکر ڈھونڈھیں تب بھی ان کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ چالیس شبانہ روز کوہ طور پر تشریف فرما رہے اور ایک دم سے احکام عشرہ کے الواح لا کر قوم کے سامنے پیش کر دیے مگر اس قوم نے کیا کیا؟ پہلے آپ کی غیبت میں گوسالہ پرستی اختیار کی اور آپ کے منہ پر ضاف کدیا کہ ہم اس قدر احکام کیسے مانیں پھر اس خوف سے کہ کہیں پہاڑ پھٹ نہ پڑے جبراً و کراً اطاعت کا وعدہ کر لیا۔ برعکس اسکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وحیِ خدا) مثل اُس شفیق طبیب کے جو مریض کی حالت کا پورا اندازہ کر کے اُسی کے موافق دوا دے اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اصلاح کرتا جائے اور ازالہ مرض کے بعد رفتہ رفتہ مقویات

کا استعمال کرا کے صلی صحت کی طرف مزاج کو عود کر لائے ۳۳ برس تک سرکش اور جاہل عربوں کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رکھ کر فطرت انسانی کا پورا اندازہ کر کے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کی اور اس طور سے گروہ امیین کو خیر اُرم بنا دیا لیکن جب حکمت خداوندی اپنا جلوہ دکھا چکی تو اب اس ترتیب سے نزول قرآنی میں عکسِ ستوی کی ضرورت پیش آئی یعنی وہ لوگ جو اسلام کے پاک دائرہ میں داخل ہو چکے تھے انکے سامنے سب سے پہلے احکام الہی ادا کرونا ہی پیش کیے جائیں حدیث شریف میں ہے۔

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصورہ رمضان۔	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلہ شہادۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج اور روزے رکھنا۔
--	--

چونکہ یہ پنجگانہ ارکان بجز سورہ بقرہ کے اور کسی سورت میں جمع نہیں ہیں اس لیے ضرور تھا کہ پہلے ہی سورت رکھی جائے اور ہی طرح سبع طوالت جنہیں احکام حلال و حرام مذکور ہیں باقی سورتوں پر مقدم رکھے جائیں پھر وہ سورتیں جن میں تذکیر بآلاء اللہ اور تذکیر بایام اللہ کے علوم مذکور ہوں اور عجائبات آفرینش۔ جمال و جلال الہی کے مظاہر قصص و آثارِ حسنہ و نشر و حیات بعد المات کا تذکرہ ہو۔

اس جاہلی تشریح کے بعد اب مروجہ ترتیب قرآنی پر غور کرو سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے جو مقدمہ کتاب کے طور پر ہے۔ آئین سات آئین ہیں جو تعلیم قرآنی کے مقصد اور منشاء کا آئینہ ہیں۔ ابتدائی تین آیتوں میں خدا کے صفات چہارگانہ ربو بیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کا ذکر ہے۔ یہود خدا وند یہوا کو بنی اسرائیل کا خدا سمجھتے تھے یہاں خدا نے سب سے پہلے اپنی صفت رب العالمین بتائی جس میں اسلام کی صحت مشرب اور اسکی تعلیم کے ہمہ گیر اثر کا نکتہ مضمون ہے۔ پھر رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کی صفت

سورہ فاتحہ

بیان کی علما سچی اسلام پر ہمیشہ یہ طنز کیا کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا ایک خوفناک مطلق العنان حاکم ہے حالانکہ عیسائی اُسکو باپ کہہ کر بارتے ہیں جس سے اسکی شفقت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے مگر یہ کوتاہ بین اتنا نہیں سمجھتے کہ رحمن و رحیم کا تصور باپ کے تجسمانہ تصور سے کمین اعلیٰ و ارفع ہے۔ رحمن یعنی خدا کی وہ صفت رحم بلا بدل جس نے قبل تخلیق انسان اپنا جلوہ دکھا کر اُس کے واسطے سامانِ فلاح مہیا کر دیے اس طور سے عیسائیوں کے اس فاسد عقیدہ کفارہ کا ابطال ہو گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا بدل رحم نہیں کر سکتا اسیلئے اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو دنیا میں بھیجا تاکہ جب اُس کی قربانی چڑھائی جائے تب کمین گنہگار انسان کی نجات ہو۔

صفات چارگانہ کے بعد یہ بتایا کہ بس ایسے خدا کی عبادت کرو اُسی سے ہتھوڑا طلب کرو اور صراطِ مستقیم کے واسطے دعا مانگو جو یہود کی تفریط اور نصاریٰ کے افراط کے درمیان میں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جملہ مذاہبِ عالم کے خطوط میں جو ایک سطح زمین پر معاش اور معاد کے دو نقطوں کے درمیان کھینچے ہیں بس یہی ایک خط مستقیم ہے جسپر منعم علیہم گروہ قدم رکھتے ہیں۔

حقیقت میں فاتحہ الکتاب کا بطور مقدمہ قرآن مجید میں سب سے پہلے درج ہونا کس قدر موزون ہے تو ریت کا آغاز تخلیق عالم سے شروع ہوتا ہے جس کی حیثیت ایک قصہ سے زائد نہیں انجیل کی ابتداءِ استی کے نسب نامہ مسیح سے ہوتی ہے جو تاریخی حیثیت سے سخت مشکوک ہے بلکہ یون کہیے کہ بسم اللہ ہی غلط ہے برعکس اس کے قرآن مجید کا دیباچہ ایسے عنوان سے شروع ہوا جس کی نظیر کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

سورۃ البقرۃ فاتحہ کے بعد بقرہ ہے جو مقدمہ کے بعد آغاز کتاب کے طور پر درج ہے۔ دیکھو سب سے پہلے کیا ارشاد ہوتا ہے »ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ« بآئیل

ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جب ہماری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو ہماری ہدایت کی پیروی کرے گا ان کو نہ کچھ خوف ہے نہ کوئی غم مگر جنہوں نے انکار کیا اور ہماری نشانیں کو جھٹلایا وہ ناری ہین اور ہمیشہ دونوں میں رہیں گے	قُلْنَا انْطَبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا قَالُوا يَا اَيْتَنَّا كُنتُمْ مُبْتَلٰى هٰذَا هِيَ بَنَاتُكُمْ هٰذَا بَنُوكُمْ فَتَلَا حَتّٰى عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
---	--

اب بجائے اس کے کہ کتاب پیدا کرنے کی طرح علم الانساب کی داستان انجوبہ پرستی
کے طور پر برہیمان ہوتی رہے ترغیب و ترہیب کے اصول پر جس کا لحاظ جملہ قصص
قرآنی میں جو کہیں مجمل اور کہیں مفصل مذکور ہین کیا گیا ہے بنی اسرائیل کی طرف
خطاب کیا اور ان کے برگزیدہ الہی ہونے اور انعام و افضل خداوندی سے سرفراز
ہونے کا ذکر شروع کیا پھر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث سزاؤں کا
حوالہ دیا تاکہ ان کو عبرت ہو

پھر ایک گامے ذبح کرنے اور بنی اسرائیل کے بحث و تکرار کا ذکر کیا۔ یہ قصہ بقرہ
درحقیقت خصائل یہود کا آئینہ ہے اور اسی نام سے یہ سورت بھی منسوب ہے۔ اس
قصہ کا مقصد اس امر واقعی کا اظہار ہے کہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج بخشی نے سیدھے
اور صاف احکام کو بھی قیود اور سختیوں کی زنجیر دن میں جکڑ دیا تو ریت کی کتاب عداد
واجبار کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ احکام میں کس قدر بال کی کھال نکال کر دین میں ناقابل برداشت
سختیاں پیدا کر دیں۔ اس نکتہ کو کس مبلغ پر ایہ مین کیسا صاف بیان فرمایا ہے
ارشاد ہوتا ہے :-

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ	واذ قال موسیٰ لقومہ اِنَّ اللہ
---	---------------------------------------

یا میرکمران تذبحوا بقراءۃ
 قالوا اتخذنا هزوا قال اعدوا
 بالله ان اکفون من الجاهلین
 قالوا ادع لنا ربک یمین لنا
 ماہی قال انہ یقول انہا
 بقرة لا فارض ولا بکر عوان
 بین ذلک فافعلوا ما تؤمرون
 قالوا ادع لنا ربک یمین لنا
 ما لونها قال انہ یقول انہا
 بقرة صفراء فاقع لہا نھا
 تستر الناظرین قالوا ادع لنا ربک
 یمین لنا ماہی ان البقر تشبہ
 علینا واننا ان شاء اللہ لھتذن
 قال انہ یقول انہا بقرة
 لاذلول تشیر الارض ولا تسقی
 الحرث مسلمة لا شئیة فیہا
 قالوا لئن جئت بالحق فذبحوا
 ما کاوا یفعلون

تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کر دو
 بولے کیا تو ہم کو ہنسی میں پکڑتا ہے۔ اسنے
 کہا خدا کی پناہ کہ میں نادانوں میں ہو جاؤں
 بولے اپنے رب سے ہمارے لیے دریافت کر کہ
 ہم سے بیان کرے کہ وہ کیسی ہے۔ جواب دیا
 وہ کہتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ
 بھیا بیچ کی راس ہے اب جو حکم ہوا بجالاؤ
 بولے اپنے رب سے ہمارے لیے دریافت کر کہ
 اُسکا رنگ کیا ہو۔ جواب دیا وہ کہتا ہے وہ گائے
 سے دھندھاتی زرد رنگ کی دیکھنے والوں کو
 بھلی لگتی۔ بولے اپنے رب سے ہمارے لیے
 دریافت کر کہ ہیں بتاے کہ وہ گائے کس قسم
 کی ہے ہم کو شبہ پڑ گیا ہے اور ہم اللہ نے چاہا
 تو راہ پالین گے۔ سو ہی نے کہا خدا فرماتا ہے وہ
 ایک گائے نہ تو کیری زمین جوتی ہے نہ بھیت
 کو پانی دیتی ہے پوری بدن کی بے داغ۔
 بولے اب تو نے ٹھیک بات کہی پھر اُسکو ذبح
 کیا اور امید نہ تھی کہ وہ ایسا کریگے۔

شریعت یہودی کی آہنی پنجہ قیود کا یہی وہ راز تھا جو آخر سلب روحانیت کی شکل میں
 ظاہر ہوا اور کچھ بخشی کر یہی بے ادبی۔ نافرمانی گردن کشی سے ہوتے ہوئے قیادت کے
 درجہ تک پہنچ گیا اور یہودی یہ حالت ہو گئی۔

پھر تھارے دل سخت ہو گئے اسکے بعد پھر وہ مثل پھر کے ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت۔	بَشَرًا قَسَتْ دُلُوبًا بِكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدَّ قَسْوَةً
پھر حضرت سلیمان کا زمانہ جو بنی اسرائیل کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا یاد دلایا کہ کس طرح ان نافرمانوں نے پیغمبر برحق کے طریق کو چھوڑ کر شیاطین اور کفار کی پیروی کر کے علانیہ سونے کی پھڑدن کی پرستش شروع کی اور پھر طرہ یہ کہ حضرت سلیمان پر بھی کفر کی تہمت لگا دی	
اور اس چیز کی پیروی کی جو شیاطین و عدو سلیمان میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا۔ آمیون کو جسا دو سکھاتے تھے۔	وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَا سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا وَأَعْلَمُونَ النَّاسَ لَمَ سَعَرٍ
یہود کی جب یہ حالت ہو گئی اور شامت اعمال نے ان کو مسخ کر دیا تو انکی شریعت کو جس سے وہ اب مستفید نہیں ہوتے تھے نسخ کر کے اُس سے ملتی ہوئی دوسری بہتر شریعت عطا کی۔	
ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہے دوسری نازل کر دیتے ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے	مَا نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسَخْنَا مِنْهَا أُخْرِجْنَا مِنْهَا آلَةً خَيْرًا مِّنْهَا أَوِ امْثَلُهَا تَعْلَمُونَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
یہ تغیر عظیم اُس قوم کے واسطے جو کبھی خداوندِ یہواہ کی برگزیدہ تھی نہایت شاق گذرا لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر یہواہ کا یہ دوسرا انعام ہے کہ بجائے اسکے کہ یہ نئی شریعت کسی غیر قوم کے نبی پر جو روم و ایران و مصر و چین کی قوموں سے ہوتا نازل	

ہوتی خاص بنی اسرائیل کے خاندان میں رہی ہاں اسقدر فرق ضرور ہوا کہ مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کے فرزند اکبر حضرت اسمعیل کی نسل میں نبوت منتقل ہو گئی اور آل اسحق شامت اعمال سے عاق ہو گئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰ بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الّتی انعمت علیکم والّی فضلتکم علیّ العالمین واذابتلی ابراہیم ربّہ بکلمت فانتمھن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریقتی قال لا ینال عھدی الظالمین واذ یرفع ابراہیم الفتواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك وارثا یمناسکنا وتبعلینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منهم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمة ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ۵	سے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ تم کو سارے جہان پر فضیلت دی اور جب ابراہیم کو اسکے رب نے کئی باتوں میں آزما یا پھر اسے وہ پوری کین فرمایا میں تجھ کو سب لوگوں کا پیشوا بناؤں گا بولا میری اولاد میں بھی کہا نہیں ہو تجھ میرا اقرار ہے الصافون کو۔ اور جب اٹھنے لگا ابراہیم نبیا دین اس گھر کی اور اسمعیل بھی (کہنے لگے) اے رب ہمارے قبول کر جسے تو ہی ہے اہل سنتا جانتا اے ہمارے رب اور ہم کو حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک حکم بردار استیرے لیے اور جہا ہم کو حج کرنے کے دستور اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔ خداوندائیں ایک رسول پیدا کر انھیں میں سے جو چھے ان پر تیری آیتیں اور ان کو کتاب کھائے اور حکمت اور ان کو سنوارے تو ہی ہے اہل زبردست حکمت والا۔
--	--

لیکن اہل کتاب اپنی بدبختی سے کج بخشی چھوڑتے نہیں اور بجائے اسکے کہ نسل اسمعیل کے نبی کی جو ان کے نبی اعمام سے ہے پیروی کر کے اپنی اصلی دین ابراہیم کو زندہ کبرین اور فرقہ بندی

کو مٹا کر ایک ہی صراطِ مستقیم۔

فَتَوَلَّوْاۤ اِمْتَابَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اَنْزَلَ اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰسَیٰطَ وَاِیْنَ اَوْتٰی مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَاۤ اَوْتٰی النَّبِیُّوْنَ مِنْ دَیْمِهِمْ لَا نَفَرَقَ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ	تم کو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو لاموسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے کسی میں ان میں سے اور ہم اسکے حکم پر ہیں۔
--	---

ہر قدم کہیں یوں کہنے میں کہ اگر دین ہے تو یہو دیت دین ہے تو نصرانیت حالانکہ
یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور ان کی اولاد نہ یہودی تھے
نہ نصرانی۔ وہ سب خدا کے خاص بندے تھے جو دنیا سے اٹھ گئے۔ اور اب یہ نا خلف
باقی رہ گئے

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰسَیٰطَ کَانُوْا هُودًا اَوْ نَصَارٰی قُلْ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمْ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَہَادَۃً عِنْدَہٗ مِنْ اللّٰهِ وَمَاۤ اَللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَلَا تَسْتَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ	کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور اس کی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ کہ تمکو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے گواہی چھپائی جو تھی اُس کے پاس اللہ کی اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ وہ ایک جماعت تھے جو گزر گئے اسکے لیے ہے جو اُس نے کیا یا اور تمہارے لیے ہے جو تم کا اور تم سے پوچھ نہیں ہے اُن کے کاموں کی
---	---

اسکے بعد اب خدا ایک ایسا حکم دیتا ہے جو »امۃ وسطا« (پیر وان دین محمدی) کو اہل کتاب

سے تمیز کر دے یہودیت المقدس کو اپنا قبلہ مانتے تھے اور قربانی کے تمام فرائض وہاں ادا کرتے تھے لیکن بیت المقدس حضرت سلیمان کے عہد سے قبلہ قرار پایا تھا اس سے پیشتر بنی اسرائیل کا کوئی خاص قبلہ نہ تھا۔ خود حضرت ابراہیم اور آپ کی تمام اولاد میں یہ رواج تھا کہ ایک لہنا بغیر تراشا ہوا پتھر بطور ایک نشان کے کھڑا کر لیتے تھے اور اسکو مذبح یعنی قربانگاہ قرار دے کر وہاں خدائی عبادت بجالانے لگتے اور طواف کرتے تھے۔

ذیل میں توریت کے چند حوالہ جو اس رسم کے متعلق ہیں درج کیے جاتے ہیں:-

”تب خداوند نے ابراہامؑ کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اُس نے وہاں خداوند کے لیے جو اسپر ظاہر ہوا ایک مذبح بنایا۔ (کتاب پیدائش ۱۲)“
 ”تب ابراہامؑ نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور بلوستان حمری میں جو جبران میں ہے جارہا اور وہاں خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا۔ (پیدائش ۱۲)“

”اور اسحقؑ نے خدا کے نام پر ایک مذبح بنایا اور وہاں اپنا خیمہ نصب کیا اور اسحقؑ کے خدنگار دن نے وہاں ایک کنواں کھودا۔“ یہ مقام بیرشع تھا جہاں اسحقؑ کا خداوند ظاہر ہوا تھا۔ (پیدائش ۲۶)

”یعقوب علی الصباح اٹھا اور اس پتھر کو جسے اسنے اپنا تکیہ کیا تھا لیکر ستون کے مانند کھڑا کیا اور اسکے سر پر تیل ڈالا۔۔۔۔ اور کہا یہ پتھر جو میں نے ستون کے مانند کھڑا کیا خدا کا گھر یعنی بیت اللہ ہوگا۔ (پیدائش ۲۸-۲۹)“

”اور موسیٰؑ نے خداوند کی ساری باتیں لکھیں اور صبح کو سویرے اٹھا اور پہاڑ کے تلے ایک مذبح بنایا اور اسرائیل کے بارہ سبطوں کے موافق بارہ ستون بنائے گئے۔“ (خروج ۲۴)

خداوند یہوواہ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اگر تو میرے لیے پتھر کا مذبح بنائے تو تراشے ہوئے پتھر کا مت بنائیو۔ کیونکہ اگر تو اس کو اوزار لگانے کا تو اسے ناپاک کر دیگا۔ (خروج ۲۵)

خدا نے جب نبی اسماعیل میں نقل کی تو اپنے خلیل ابراہیم کے قدیم طریق عبادت کو جاری رکھا اور اُس بے چست کی چار دیواری کو جسے اس نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ سب سے پہلے خدا کے نام پر بنایا تھا اور جو اب کعبہ کے نام سے مشہور تھا قبلہ قرار دیا۔ یہود کو یہ امر شاق گذرا اور وہ کہنے لگے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	اب کہیں گے بوقوف لوگ کیوں پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جس پر پہلے تھے تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب جلاوسے جس کو چاہے سیدھی راہ۔
---	--

بیشک مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں ایضا تو لو! فاشم وجہ اللہ نہیں! نے ان مقامات کو صرف ایک نشان یا شعار کے طور پر مخصوص کر لیا تھا ورنہ شخص کسی سمت منھ کر لینے اور اس کو اپنا قبلہ قرار دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآلِهَتِهِ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى حُبٍّ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسُّكَّانِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ	نیکی یہی نہیں کہ اپنا منھ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں مال دوسے نامے والوں کو اور یتیموں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور اپنا عہد پورا کرنے والے جب عہد کر چکے اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت بھی لوگ میں جو سچے ہوئے اور وہی متقی ہیں۔
--	---

تحويل قبلہ کے بعد اب احکام شروع ہوئے یا ایہا الدین المنہا کتب علیکم لقصہ سے سورہ کے آخر تک احکام قصاص - وصیت - مسائل میام دج و عمرہ - نکاح طلاق عدت رضاعت - اتفاق فی سبیل اللہ صدقات - منع ربوا - دین - شہادت - ان احکام کا مقابلہ احکام توریت سے کرو اور پھر فرق ملے آپ ہی نظر آجائے گا۔ مثال کے طور پر ہم قربانی کو لیتے ہیں :-

توریت کتاب اجبار ہے مین لکھا ہے کہ قربانی کی کھال کھینچ کر اور گوشت کے ٹکڑے کر کے اعضاء رئیسہ سر اور چربی قربانگاہ پر چڑھانی جائیں اور ٹانگیں اور آنتیں وغیرہ پانی میں دھو کر چڑھائیں اور پھر ان سب کو خدا کے گھر کے سامنے جلاؤ الین اور خون قربانگاہ پر چھڑک دیں۔ اب دیکھو کہ کعبہ شریف کے سامنے نہ اس طور کی چراہندی قربانی ہوتی ہے اور نہ اسکا خون در دیوار کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے بلکہ مقام منامین خدا کے نام پر ذبح کر کے غراب و مساکین کو کھلاتے ہیں اور خو دکھاتے ہیں۔ یہود اور مسلمانوں کی قربانی میں جو فرق ہیں ہے اسکا اظہار ایک دوسری آیت میں کس خوبی سے ہوتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دما ثہا ولکن ینال اللہ التقویٰ منکم (سورۃ الحج)	اللہ کو نہ ان کا (قربانیوں کا) گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ تمہاری برہیزگاری پہنچتی ہے۔
---	---

احکام کی تفصیل کے بعد آخر سورہ کو دعا پر ختم کیا۔ توریت کا خاتمہ وفات موسیٰ کے تذکرہ پر ہوتا ہے (دیکھو توریت ثنی)۔ یہاں اللہ اسکے فرشتے اور اسکے تمام رسولوں اور آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے اور تمام رسولوں میں خواہ وہ موسیٰ ہوں یا عیسیٰ یا محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام فرق نہ کرنے اور شریعت یہود کی سختیوں کے مقابلہ میں دین میں آسانی پیدا کرنے کی التجا پھر دعا سے مغفرت و رحمت و نصرت

من الرسول بما انزل الیہ من ربہ	رسول ایمان لایا اس پر جو اسکے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا
--------------------------------	---

اور ایمان والے سب ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے فرشتوں اور پیغمبروں پر ہم نہیں منسوق کرتے کسی مین اسکے پیغمبروں میں سے اور بولے ہم نے سنا اور اطاعت کی اسے ہمارے رب ہم کو بخش اور تیری طرف بازگشت ہے اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدر اسکی دست کے۔ نفی نفس کے لیے ہے جو اُسے کیا اور اسی پر ہے جو کچھ اُسے کیا۔ اسے رب ہمارے اگر ہم بھول گئے یا غلط کی تو ہم پر گرفت نہ کر۔ اسے رب ہمارے جیسا تو نے ہمارے اگلوں پر بوجھ ڈالا ہم پر نہ ڈالے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے ہم اٹھا نہ سکیں اور ہم سے معاف کر اور بخش اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مولیٰ ہے پس ہم کو کافروں پر نصرت دے	والصومنون کلًا من بآلہ و ملائکتہ وکتابہ ورسلا لا تفراق بین احد من رسلہ و قالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر لا یمکن اللہ نفسا الا وسمہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکسبت ربنا لا تعاذنا ان نسینا واطعنا ربنا ولا تعمل علینا اصوار کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقت لنا بہ واعف عنا واعف لنا ورحمنا انت مولنا فانصرنا علی لقوم الکفرین۔
--	--

سورہ آل عمران سورہ بقرہ کا جس طرح تورات سے مقابلہ ہے اس طرح سورہ آل عمران انجیل کے مقابلہ میں ہے جہاں عقائد نصاریٰ کی اصلاح اور دین حق کی تعلیم ہے لیکن قبل اس کے کہ ہم اسکی تشریح کریں محمد رسول اللہ میں نصاریٰ کے جو عقائد تھے اُن کا ایک اجمالی خاکہ یہاں کھینچ دینا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ”عہد جدید“ کے عنوان میں لکھ چکے ہیں بیعت کی مشہور کونسل میں مسئلہ تثلیث عیسائیوں کا اصول دین قرار پایا تھا اور عیسائیوں نے اقاہیم ثلاثہ کو سادی اہمیت دے کر مسیح کو اہمیت کے درجہ پر پہنچا دیا تھا لیکن حضرت مریم کو اسوقت تک کوئی خاص درجہ نہیں دیا گیا تھا۔ اسکی کو مضر بین کے انجیل نے جو قدیم ایام

محمد رسول اللہ
میں نصاریٰ
کے عقائد

مین کنواری دیوی آئی سسر اور اسکے بیٹے ہوئیں کی جسکا باپ آسمانی دیوتا اسائرس تھا پرستش کرتے تھے پورا کر دیا اور حضرت مریم کی پرستش بحیثیت " مادر خداوندہ " (تھیوئی کس) اور آسمانی ملکہ کے ہونے لگی۔ ابتداً افسوس نے جو سلسلہ عین قسطنطنیہ کا بطریق اعظم تھا اس بدعت کو روکنا چاہا لیکن جب اس کے رقیب سائرل نے جو اسکندریہ کا بطریق اعظم تھا " مادر خداوندہ " کی حمایت کا بیڑا اٹھایا تو دنیا سے سحیت مین ایک تہلکہ مچ گیا یہاں تک کہ سلسلہ عین بمقام آفیسر ایک کونسل منعقد ہوئی جس مین سائرل نے اپنی حکمت علمی اور خفیہ کارروائی سے نطور اور اسکے حاسون کو شکست دے کر حضرت مریم کی پرستش کو بھی ارکان کلیسا مین داخل کر دیا اور آپ کی مورت گرجا مین بچھائی اور اجابت دعا کا ذریعہ قرار پائی۔ چند انجیلین بھی آپ کی شان مین تصنیف ہو گئیں جن مین دو خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

اول انجیل متی بزبان لاطنی جو سلسلہ عین لکھی گئی کتے ہین کہ اس انجیل کا ناخذ انجیل جیمس ہے جو سلسلہ عین تحریر ہوئی۔ کتاب ولادت مریم (De Nativitate Marione) اسی لاطنی انجیل سے ماخوذ ہے

دوم (Transitus Marione) جس مین معراج مریم اور آپ کا وسیلہ اجابت دعا قرار پانا مذکور ہے۔ اصل مین یہ کتاب نویسری صدی مین ایک شامی ناسٹک نے لکھی تھی جس کو سلسلہ عین ایک کتھولک نے اپنے طور پر مرتب کر کے پیش کر دیا۔

مردہ عہد جدید سے اگرچہ یہ کتاب مین خارج ہین لیکن ان کی تعلیمات عیسائیون مین بجنہ داخل ارکان دین ہین اور عہد رسول اللہ مین حضرت مریم کی پرستش بحیثیت " مادر خداوندہ " عام طور سے جاری تھی۔

سورہ آل عمران مین انھین عقائد باطلہ کی تردید ہے کیونکہ یہ اصلی انجیل مین مذکور

نہ تھے۔ انجیل تو حقیقت میں کلام الہی تھی جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی اور سر اسر نور ہوتا تھا۔ یہی مسئلہ توحید میں اس کی دہی تسلیم تھی جو توریت کی تھی اور جو قرآن کی ہے اسطور سے یہ تینوں آسمانی کتا بہن یعنی توریت انجیل اور قرآن ایک دوسرے کی مصدق ہیں ارشاد ہوتا ہے:-

انزل لا الہ الا ہوا الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدق لما بین یدہ و انزل التعالاة والا انجیل	اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے زندہ تھا منے والا ہے۔ اتاری تمہیں کتاب تحقیق ثابت کرنی اگلی کتاب کو اور اتاری تھی توریت و انجیل
--	---

اب تمیذاً ذہن کو اس طرف منتقل کیا کہ یہ خدائے خالق برحق کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ وہ ارحام مادر میں بطور سے چاہے مصوری کر کے انسان کی جیتی جاگتی تصویر بنا کر پیدا کر دے۔

ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ہوا الغنیز الحکیمہ	وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سواے زبردست ہے حکمت والا
--	--

مریم ہوں یا عیسیٰ دونوں اپنی اپنی ماؤں کے پیٹ سے معمولی مدت حمل پوری کر کے انسانوں کی طرح پیدا ہوئے (جیسا کہ خود اناجیل میں مذکور ہے) پھر دونوں خدائی کے درجہ پر کیے ان لیے گئے بات یہ تھی کہ یہود پر ان کی نافرمانیوں اور شامت اعمال کے باعث یونانیوں اور رومیوں کے ہاتھوں اسقدر صائب اور ذلتین نازل ہوئیں کہ ان کے قلوب میں یہ بات جھمکئی کہ خداوند بہواہ سخت جبار اور منتقم ہے نہ اپنے برگزیدہ اسرائیل پر رحم کرتا ہے نہ کفار کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں اپنی قوت دکھاتا ہے۔ اسکا جھیل

ویران ہے مگر تنہا نے آباد ہیں ان خیالات کے باعث جو کاذب الفقہاء کی گفدہ کی تشریح میں ہیں
ناامیدی اور خذلان کی حد تک پہنچ گئے تھے اور سلیم درخشا کے بلند درجے سے نیچے
گرہ گئے تھے لیکن حضرت عیسیٰ جوفت مبعوث ہوئے آپ چونکہ شان جمالی کے منظر تھے
اسیے خداوند ہواہ کو آسمانی باپ سے تعبیر فرمایا۔

آسمانی باپ
کی تاویل

اس تمثیل سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح باپ اپنے سرکش فرزند کو تادیب کے طور
پر باز پائینا ہے ہی طرح رب الافواج نے جو سرائین بنی اسرائیل کو دین وہ اس لیے مین
کہ ان کو عبرت ہو اور راہ راست پر آجائیں پس اصل وجہ شفقت پدرانہ سمجھنا چاہیے نہ
انتقام و قہر محض۔ اور اسلیے اسی کے دامن رحمت میں چھپنا چاہیے اور اسی سے تضرع
وزاری کے ساتھ دعا مانگنا چاہیے اور آسمانی بادشاہت کا منتظر رہنا چاہیے۔ انجیل
میں جہاں حضرت عیسیٰ کی زبان سے خدا کی شان میں آسمانی باپ کا لقب استعمال
ہوا ہے اسکا منشاء اصل میں یہی تھا لیکن چونکہ یہ لقب از قسم تشابہات ہے (جیسے
کلام مجید میں استوا علی العرش اور یار و جہ اور روح القدس و کلمۃ اللہ) نصاریٰ کو
دھوکا ہوا اور انھوں نے مسیح کو ابن اللہ کہہ کر الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا اور آپ کی
والدہ مریم کو آسمانی ملکہ اور مادر خداوند کا لقب دیکر پرستش کرنے لگے۔ اس قسم کے تشابہات
سے رائجون فی اسلام کا دھوکا نہ کھانے اور خدا سے ان کے اصل غایت سمجھنے کی دعا کرنے
کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایت حکمت من امر الکتاب واخر متشابہات فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء لفتنة وابتغاء تاویلہ وما یعلم	وہی ہے جسے اتاری تھی کتاب امین حکم آمین ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری متشابہ ہیں بھرجن کے دون میں پھیرے وہ متشابہ کی پیچھے پڑے ہیں تلاش کرتے ہیں فتنہ اور تلاش کرتے ہیں اسکی تاویل اور کوئی نہیں جانتا
---	---

تَابِعِلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّ مِثَابَهُ كُلِّ مَنْ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولَ الْأَبَابِ	آنکلی تاویل سواے اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اُس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور سمجھا دہی سمجھتے ہیں جبکہ عقل ہے۔
---	---

اب انجیل کی اس خصوصیت کو کہ اس میں پند و موعظت و امثال مذکور ہیں ملحوظ رکھ کر
کس جامعیت سے انھیں مضامین کا استقصا کر کے ارشاد ہوتا ہے۔

زِينٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنُ الْمَآبِ قُلْ أَذُنُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بِصِرِّ الْعِبَادِ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّا أَمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْفُنْتَيْنِ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ	لوگ فزون کی محبت پر رہ جائے گئے ہیں جیسے عورتیں۔ اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے اور پوری بدن کے گھوڑے اور مویٹی اور کھیت یہ سب دنیا کی زندگی کے مزے ہیں اور اچھا ٹھکانا اللہ ہی کے پاس ہے۔ کہہ دے کیا میں تم کو ان سے بہتر مزہ بتاؤں؟ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لیے اپنے رب کے یہاں بارغ ہیں جن کے تلے نہر بہتی ہیں رہ بڑے انھیں میں اور پاکیزہ بیبیاں اور اللہ کی رضا مندی اور اللہ کی نگاہ میں بندے ہیں وہ جو کہتے ہیں اسے رب ہمارا ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہم کو ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ وہ صبر والے سچے۔ بندگی میں لگے ہوئے خج کرنے والے اور کھلی راتوں کو گناہ بخشوانے والے۔
---	--

قصہ مریم و عیسیٰ شروع کرنے سے پہلے نصاریٰ کے اس زعمِ باطل کے جواب میں کہ مریم اگر محبوبہ خدا اور عیسیٰ اُس کے برگزیدہ فرزند نہ تھے تو ان کی شان میں محبت اور اصطفا کے الفاظ کیوں استعمال ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا اُن سب سے محبت کرتا ہے جو بہ اتباع رسول نیکو کار ہوں فَاَتَبِعُوا نَبِيَّكُمْ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ حَقِيقَةٌ یہ ہے کہ جس طرح مریم و عیسیٰ کو خلعتِ اصطفا عطا ہوا اسی طرح آدم و نوح و ابراہیم اور اُن کی ذریت کو بھی عطا ہوا۔ لیکن اس افضال الہی سے یہ سب خاصاً خدا نین ہو گئے پھر مریم و عیسیٰ کے واسطے اگر وہی الفاظ استعمال ہوئے تو کیوں صرے بڑھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ نے پسند کیا آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سارے جہان سے کہ اولاد تھے ایک دوسرے کی اور اللہ مستغنی جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا
وَآلَ اِبْرٰهٖمَ وَآلَ عِمْرٰنَ عَلٰى
العٰلَمِیْنَ ذَرِیَّۃً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ
وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

اب حضرت مریم کی ولادت اور پرورش کا قصہ اذتالت امراتِ عمران سے شروع کیا۔ یہ قصہ مروجہ اناجیلِ اربعہ میں مذکور نہیں لیکن ان دو انجیلوں میں جن کا حوالہ ہم نے اوپر سورہ آل عمران کی تہید میں دیا ہے مفصل بیان ہوا ہے۔ کلامِ حمید میں اس قصہ کا تذکرہ صرف اس لیے ہے کہ مریم ولیہ اور صدیقہ تھیں نہ کہ آسمانی مالکہ۔ پھر اس قصہ کے ساتھ ہی بشارت ملائکہ ولادتِ حضرت مسیح اور آپ کے

عہد طفولیت تعلیم تلمیذین اور پھر تصلیب کا مجملہ حوالہ دے کر اصل مطلب یعنی مسئلہ الوہیت کی تردید کی ارشاد ہوتا ہے:-

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقه من تراب شر قال له کن فیکون الحق من ربك فلا تکن من المماتین	بشیک عیسیٰ کی مثال جیسے آدم کی مثال جسکو مٹی سے بنایا پھر اسکو کہا ہو جاوہ ہو گیا حق بات ہے میرے رب کی طرف سے پھر تو شک میں نہ رہ
---	--

چونکہ انجیل لوقا ۲۲: ۳۱ میں حضرت عیسیٰ کا پشت نامہ آپ کے والد یوسف بخار سے شروع کر کے حضرت آدم تک ملایا ہے اور حضرت آدم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ آدم ابن البشر گویا اس طور سے حضرت عیسیٰ کا سلسلہ نسب خدا تک ملا کہ حضرت عیسیٰ کو ابن البشر قرار دیا اس لیے حق تعالیٰ نے وفدِ بخران کے مقابلہ میں الزاماً ارشاد فرمایا کہ تم مانتے ہو کہ آدم بن، مان باپ کے مٹی سے پیدا ہوئے لیکن اس طور پر پیدا ہونے سے تم ان کو ابن البشر مان کر پرستش نہیں کرتے پھر عیسیٰ جو بطن مادر سے

عہد طفولیت مسیح کے واقعات از قسم خلق طہور وغیرہ مردہ اناجیل الربہ میں مذکور نہیں ہیں لیکن ان اناجیل میں جنکو فزاری نے ابو کرئیل گابیل (جلی نبیلین) قرار دے کر خارج کیا ہے مذکور ہیں۔ ان اناجیل کا ترجمہ بی ایچ کا پر نے انگریزی میں کیا ہے انہیں بہت سے عجیب و غریب قصے آپ کے متعلق مذکور ہیں مثلاً جگلی شیر آپ کی پاسبانی کرتے تھے اور حکم مانتے تھے۔ بت آپ کے سامنے اذیت سے ہو جاتے تھے۔ ایک مہر دوس شاہزادہ آپ کے متعلیٰ آب غسل سے چنگا ہو گیا۔ آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے مٹی کے چڑیاں اور جانور بنائے اور انہیں رُوح بھونک دی۔ جن لڑکوں نے کھیل میں آپ کا کھانا مانا آپ نے ان کو کھانا بنا دیا۔ آپ کے کپڑوں کی ایک دھبی ایک بچہ کے لپیٹ دی گئی اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ جلنے اور دُرنے سے محفوظ ہو گیا وغیرہ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مردہ اناجیل اور بعض میں بھی اسی قسم کے بلکہ زیادہ عجیب و غریب قصے مذکور ہیں۔ قرآن مجید میں بعض یہ قصے جو منقول ہیں انکی غایت شاہ دلی اللہ نے فزا الکبیری فی اصول التفسیر میں خوب لکھی ہے ہم نے تذکرۃ المصطفیٰ صفحہ ۸۸ لغایت ۶۱ میں مذکور تشریح کی ہے ۱۱

پیدا ہوے کیون ابن اللہ سمجھ کر پوجتے ہو۔ وفد خیران کے نصاریٰ پھر بھی حجت کرتے رہتے تب حکم ہوا کہ ان کچھ نمون سے مباہلہ کا اعلان کر دو۔

فمن حاجت فیہ من بعد ماجاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین	پھر جو جھگڑا کرے مجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ تجھ کو علم پہنچ چکا پس کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور اپنی جان اور تمھاری جان پھر وہا کرین اور لعنت بھیجیں جھوٹوں پر
---	---

مگر نصاریٰ مباہلہ کی جرأت نہ کر سکے جس سے معلوم ہو گیا کہ انکی حجت بخن پروردی اور تقلیدی طور پر ہے نہ تصدیق قلبی۔ پھر اتمام حجت کے طور پر ایک ایسے اصول کی تشریح کی کہ اگر اہل کتاب اس کو بہ نظر انصاف دیکھیں تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

قل یا ہل لکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم لا نعبد الا اللہ ولا نشارك بہ شیئاً ولا یخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا شہدوا باننا مسلمون	کہدے اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمھارے درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ پکڑیں ایک ایک کو آپس میں رب اللہ کے سواے پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو کہو شاہر رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔
---	---

اس اصول کو اگر اہل کتاب تسلیم کر لیں تو اسلام نصرانیت اور یہودیت ایک ہی دائرہ میں جسا نقطہ دین حقیقی ہے یعنی طریق حضرت ابراہیم جو ان تینوں فرقوں کے مورث اعلیٰ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

ماکان ابراہیم یھودیا ولا نصرانیا وکن	ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی لیکن
--------------------------------------	-------------------------------------

ایک طرف کا حکم برقرار تھا اور شرکین میں نہ تھا لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو اس کے متبع تھے اور یہ نبی اور ایمان دائے اور اللہ والی ہے یونین کا	کان حنیفا مسلماً و ما کان من المشرکین۔ ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوا و هذا البنی والذین امنوا ولله ولی المؤمنین
یہاں تک نصاریٰ کی اصلاح عقائد سے بحث تھی اب تعلیم انجیل کے مقابلہ میں چند کلیات ارشاد ہوتے ہیں پہلے خیرات جبرائیل میں خاص طور سے زور دیا گیا ہے اور جو حوار میں اور ان کے متبعین کا شمار تھا۔ اس کے لیے یہاں ایک ایسا کلیہ ارشاد فرمایا جو حقیقت میں اصل خفادت اور روج ایشا ہے۔	لن تنالوا البر حتی تنفقوا ما تحبون
ہرگز نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک وہ خرچ نہ کرو جس سے تم محبت کرتے ہو۔	لن تنالوا البر حتی تنفقوا ما تحبون
پھر باہمی ہمدردی۔ اتفاق اور اخوت کے اصول	
اور مضبوط پیکر لو اللہ کی رسی اور مستغرق نہ ہو اور یا ذکر اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب تم و دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈالی اب ہو گئے اُس کے فضل سے بھائی۔	واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعلاء فالق بین قلوبکم فاصبحتم بنعمة اخوانا
کے ذریعہ سے سمجھا کر ایک ایسا دستور عمل سکھایا جو اشاعت دین اور ترقی مذہب کی روح و جان ہے ارشاد ہوتا ہے:-	کے ذریعہ سے سمجھا کر ایک ایسا دستور عمل سکھایا جو اشاعت دین اور ترقی مذہب کی روح و جان ہے ارشاد ہوتا ہے:-
اور چاہیے کہ رہن تم میں ایک جماعت نیک کام کی طرف بلاتی اچھائی کا حکم دیتی اور بُرائی سے روکتی اور وہی مراد کو پہنچے۔	وفتن منکم امة یدعون الی الحسین ویامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک هم المفلحون
یہی دستور عمل تھا جو ابتدا سے اسلام میں ہر مسلمان کا نصب العین تھا۔ جب صحابہ و	

و تابعین کا مبارک دور گزر گیا تو حضراتِ صوفیہ کرام اور علما سے دیندار نے اس مقدس فرض کو ادا کیا اور چین و لیبیا و روجا و ممالکِ افریقہ و اکثر یورپ کے حصوں میں اسلام کو پھیلا یا اور اگرچہ عیسائیوں کی طرح باقاعدہ مشنری اور تنخواہ دار جماعتیں قائم نہیں ہوئیں لیکن اسلام کی یہ خاصیت ہے کہ جہاں ”صبغة اللہی“ رنگ غالب ہوا ممکن نہیں کہ دوسرا رنگ پراٹھکاس انوارِ ننگو گویا ایک روحانی کمرِ بابت ہے جو قلوب کو بے اختیار کھینچتی ہے اس میں اسکی تخصیص نہیں کہ دستار بند ہو یا کلاہ پوش ادنیٰ مزدور ہو یا امیر الامرا کوئی ہو سب کے واسطے صلاۃ عام ہے یہ

کنتم خیدامتا خرجت للناس تامسون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہو س لوگوں میں اچھائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان لاتے۔
--	---

اب قریب قریب آخر سورۃ تک جنگِ احد کے واقعات مذکور ہیں۔ یہ واقعات صرف اسی سورت میں بیان ہوئی ہیں انکی ایک لطیف توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کر لیا۔ آپ ہی کے ایک حواری نے مخبری کی۔ بقیہ مفرد ہو گئے۔ رومی عدالت میں حواری بطرس نے بخون گرفتاری تین مرتبہ حواریت سے انکار کیا۔ آخر وہ معصوم نبی اللہ دار پر کھینچ دیا گیا پھر کسی نے یہ سمجھا کہ آپ زندہ مع جسم آسمان پر چڑھ گئے۔ کسی نے کہا کہ تین دن کے بعد مردوں میں سے زندہ ہو کر صعدو کر گئے کسی نے کہا نہیں آپ مصلوب ہی نہیں ہوئے ایک اور شخص آپ کی صورت کا مصلوب ہوا۔

۱۵ جب سے ہمارے صوفیہ نے سماعت اور تن آسانی اختیار کی علما نے فسائیت اور جسد کے باعث لہیت کو کھو دیا اور امرا و سلاطین نے عیش و عشرت اور جہالت میں مبتلا ہو کر خدمتِ دین چھوڑ دی تب سے ”حنید اُمتہ“ کا لقب ہم سے چھن گیا نغوزِ باشر من شرور الفناء

اب جنگ احد کے واقعات پر غور کرو حضرت رسالت مآب صلم کی قوم قریش نے آپ پر حملہ کیا۔ آپ اپنے جانناز صحابہ کے ساتھ دین حق کی حمایت کو اٹھکے۔ کفار کو شکست ہوئی لیکن جب وہ مسلمان جو درہ کی حفاظت کو مقرر ہوئے تھے اور جن کو آخر تک اپنی جگہوں پر بٹھرنے کا حکم تھا لڑائی کو ختم سمجھ کر مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے تو کفار کا ایک گروہ پلٹ کر اسی درہ میں گھس آیا اور پشت پر حملہ کر دیا مسلمان جو مال غنیمت لوٹ رہے تھے اس ناگہانی وارو گیر میں متفرق ہو گئے۔ کفار نے آنحضرت پر نرغہ کر دیا اکثر جانناز صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے آخر آپ خود بھی زخون سے چرہ پر کر فرش خاک پر غش کھا کر آ رہے۔ کفار نے آپ کی شہادت کا اعلان کر دیا مسلمان بدحواس ہو گئے کوئی دیوانہ وار لڑ بھڑ کر شہید ہو گیا کوئی میدان میں سر اسیمہ پھرنے لگا کسی نے راہ فرار اختیار کی۔ آخر آنحضرت ہوش میں آئے جانناز صحابہ نے غاز سے نکالا آپ کا جمال جہان آرا دیکھتے ہی صحابہ مثل پر دانہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سب کو ساتھ لیکر احد کی ایک کھائی میں قدم جما دیے کفار کو پھر جرات نہوئی کہ زخم خوردہ شیر دن پر حملہ کریں انھوں نے اسی قدر جیرہ دستی کو غنیمت سمجھ کر میدان سے کوچ کر دیا۔

ان واقعات کے نتائج کس خوبی سے ادا ہوئے ہیں ارشاد ہوتا ہے:-

اور مست نہ ہو نہ غم کھاؤ اور تم غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔	ولا تقنوا ولا تخزنوا ولا تنموا الاعلون ان کنتم مؤمنین -
اور محمد تو ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا	وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل

جنگ احد کو ہم نے تذکرۃ المصلفین میں بالتفصیل بیان کیا ہے (دیکھو صفحات ۳۹ تا ۴۸ طبع ثانی)

انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب
علی عقبیہ فلن یرضی اللہ شیئاً و
سیجزی اللہ الشاکرین

فیمارحمۃ من اللہ انت لہم
ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفصوا
من حولک فاعف عنہم واستغفر
لہم وشارہم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ عجب
التوکلین

ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتاً بل حیاء
عندنا بہم یرزقون فحیون
بما اتہم اللہ من فضلہ
ولیتبشرون بالذین لم یرلحقوا
بہم من خلفہم الا خوف علیہم
ولا ہم یجزنون

تم پھر جاؤ گے اُسے پاؤں اور جو کوئی پھر جائیگا
وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا اور اللہ ثواب دے گا
شاکرین کو۔

سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا اور اگر
تو ہوتا سخت گواہ سخت دل تو منتشر ہو جاتے
تیرے پاس سے سوتوان کو معاف کر اور انکے
لیے مغفرت چاہ اور کام میں اُن سے شورہ لے
پھر جب ٹھہرا چکا تو بھروسہ کر اللہ پر اللہ
متوکلین کو جاتا ہے۔

اور تو نہ سمجھ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے
کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے
پاس روزی پاتے ہیں خوشی کرتے ہیں اُسپر
جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے
اور خوشوقت ہوتے ہیں اُن کی طرف سے جو بھی
نہیں پہنچے انہیں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈرے
انپر اور نہ اُنکو غم ہے۔

سورہ کے آخر میں ذکر و فکر دوام حضور اور لذت مناجات کو یوں ارشاد فرمایا۔

بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور
دن کا بدلنا عقل والوں کو نشانیاں ہیں وہ جو
یا د کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ
پراور زمین اور آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں

ان فی خلق السموات والارض و
اختلاف الیل والنہار لآیات
لاولئالبالذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً
وعلی جنبہم ویفکرون فی خلق السموات والارض

ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانه
فنعنا غلا بلا النار..... الایہ

اے رب ہمارے تو نے یہ بحث نہیں بنایا تو پاک
سے عیب سے سوکھو دوزخ کے عذاب سے بچا

سورہ بقرہ اور آل عمران کے لطائف ترتیب بیان کر کے اس کتاب کے موضوع کے لحاظ سے اب اسکا موقع نہیں کہ ہم دوسری سورتوں کے لطائف ترتیب بیان کریں اس لیے اس عنوان لطیف کو ہم یہاں ختم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے قدیم نسخے

ہم اوپر ”جمع و ترتیب کلام مجید“ کے عنوان میں لکھ چکے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کی متعدد

نقلین بلا واسلام میں شائع کیں۔ ایک مضمون میں جو تہذیب الاخلاق بابت صفر ۱۳۲۹ء ہجری میں چھپا ہے علامہ شبلی مرحوم ان مصاحف کے متعلق لکھتے ہیں:-
”حضرت عثمانؓ نے جو مصاحف نقل کرا کے مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ بصرہ۔ کوفہ۔ دمشق میں بھجوائے تھے مدت تک موجود رہے چنانچہ انکی تفصیل حیا کہ مرقی نے فتح الطیب میں لکھی ہے (جلد اول صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ مصر) حسیل ہے:-

دمشق۔ اس مصحف کو ابو القاسم سبکی نے ۸۶۵ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اسکو ۸۷۵ھ میں دیکھا۔ یہ مصحف میرے سفر قسطنطنیہ کے زمانہ تک دمشق میں موجود تھا۔ کئی برس ہوئے جب سلطان عبدالحمید خان کے زمانہ میں جامع مسجد حل گئی تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

مدینہ منورہ۔ اس مصحف کا بھی ۸۷۵ھ تک پتہ چلتا ہے۔ اس نسخہ کی پشت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:- ہذا ما جمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہم زید بن ثابت و عبد اللہ ابن الزبیر و سعید بن العاص (اسکے بعد اوصحابہ کا نام تھا)

مکہ معظمہ۔ یہ بھی ۸۷۵ھ تک موجود تھا۔

بصرہ یا کوفہ۔ یہ قرآن معلوم نہیں کس زمانہ میں قرطبہ پہنچا۔ پھر عبدالومن اسکو قرطبہ سے اپنی دارالسلطنت میں بڑے ترک و احتشام سے لایا۔ ۳۴۵ھ میں وہ معتضد کے قبضہ میں آیا۔ اسکے بعد ابوالحسن نے جب تلمسان فتح کیا تو یہ نسخہ اسکے قبضہ میں آیا۔ اسکے مرنے پر پرتگیزی میں پہنچا وہاں سے ایک تاجر نے کسی طرح اسکو حاصل کیا اور ۳۴۵ھ میں شہر فاس میں لایا چنانچہ مدت تک خزانہ شاہی میں موجود تھا۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخط میں جہان قاضی فاضل (سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا) کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ اسکے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جسکو قاضی فاضل نے تیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا»

یہ نسخہ جو اہمات یا مصحف امام کے لقب سے مشہور ہوئے عہد عثمانی سے آج تک اُن لاکھوں کروڑوں کلام مجید کے نسخوں کے جو اقصا سے عالم میں شایع ہوئے اصل ماتخذین اور انھیں کے مطابق تلاوت ہوتی ہے اور یہاں تک احتیاط کی جاتی ہے کہ باوجودیکہ عہد عثمانی کے بعد سے رسم الخط قدیم کی بہت کچھ اصلاح ہوئی لیکن انھیں اہمات کے رسم الخط کی پابندی کی جاتی ہے اور اسکی مخالفت گناہ بھیجی جاتی ہے امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا مصحف کو لوگوں کے بنائے ہوئے جہاں کے مطابق لکھنا چاہیے جواب دیا نہیں بلکہ اسکو اسکی پہلی کتابت کے انداز پر لکھنا چاہیے۔ امام احمد کا قول ہے کہ زائد حروف مثلاً اَوَّلُوْ مِیْن وَاوْغِیْرُہ کے بارے میں مصحف عثمانی کے رسم الخط کے مخالفت حرام ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ جو شخص مصحف کو لکھے اسکو جہاں ہے کہ وہ انھیں حروف تہجی کی حفاظت کرے جن کے ساتھ صحابہ نے ان مصاحف کو لکھا ہے یہ اسی احتیاط سخت کا نتیجہ ہے کہ کلام مجید ہر قسم کے تغیر و نقصان وغیرہ سے محفوظ رہا۔

عہد صحابہ کے بعد رسم الخط میں جو اصلاحیں ہوئیں انکا یہاں ذکر کر دینا ضروری ہے

اصلاح
رسم الخط

اول نقطہ ادب اعراب۔

حضرت عثمانؓ نے جو صحیف لکھوائے تھے اُن میں نقطے اور اعراب نہ تھے۔ عربوں کو اُسکے پڑھنے میں کوئی دقت نہ تھی کیونکہ اُنکی زبان بھی علاوہ اُسکے قرآن بطور حفظ پڑھنے اور پڑھانے کا چرچا ایسا عام ہو گیا تھا اور اس کثرت سے حفاظ موجود تھے اور قرأت رسول اللہؐ ایسی مشہور ہو گئی تھی کہ پڑھنے والوں کو کوئی دشواری نہ تھی لیکن جب عجمی کثرت سے مسلمان ہونے لگے تو زبان عرب سے نا آشنا ہونے کی باعث اُن کو بطورِ پڑھنے میں سخت دقت پیش آئی۔ اس دقت کی طرف سب سے پہلے ابوالاسود دُلمی (المتوفی ۶۹ھ) شاگرد حضرت علیؓ نے توجہ کی۔ واقعہ یہ تھا کہ ابوالاسود نے ایک دن ایک شخص کو کلام مجید کی اس آیت اِنَّ اللّٰهَ بَسْمِیْ قَوْلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ سَمُوْعُہٗ کو ”دَسُوْیِی“ پڑھتے سنا جس سے معنی کچھ سے کچھ ہو گئے یعنی صحیح قرأت کے مطابق معنی یہ ہوے کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الْمُرْسَلِیْنَ“ سے بیزار ہے اور اُس کا رسول بھی لیکن اس شخص کے غلط اعراب لگانے سے یہ معنی ہوے کہ ”اللہ مرسلین اور اپنے رسول سے بیزار ہے“۔ ابوالاسود یہ سنکر سخت گھبرائے اور کان پر آکر ایک کاتب کو بلایا اور اُسکو اپنے پاس بٹھا کر ہدایت کی کہ میں قرآن کو لکھواتا ہوں جس حرف کے ادا کرنے میں اپنا منہ کھول دوں اُسکے اوپر ایک نقطہ دینا۔ جس حرف کے ادا میں آواز کا رخ نیچے ہو اُس کے نیچے نقطہ دینا۔ اور جس حرف کو منہ گول کر کے ادا کر دوں تم اُس کے آگے نقطہ دینا۔

دینا۔ ۱۰

اُسی زمانہ میں حجاج بن یوسف نے اپنے کاتب نصر بن عاصم اور ایک روایت میں ہے کہ یحییٰ بن یعمر سے قرآن مجید کو نقطوں کے ذریعہ سے اعراب کا اظہار کر کے لکھوانا شروع کیا

۱۱ فہرست ابن ندیم صفحہ ۴۰ و ابن خلکان ذکر ابوالاب ۴

۱۲ کشف الظنون صفحہ ۴۴

ابوالاسود دُلمی
اور نقطہ

لیکن یہ طریقہ بہم تھا اس لیے خلیل بن احمد (الموتوفی ۳۸۶ھ) نے نقطون کے عوض مرویہ پر نوذکر
دیش کے علامات ایجاد کیے جو آج تک رائج ہیں۔
دوم خطوط المصاحف۔

خطوط المصاحف

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قریش نے لکھنا اہل حیرہ (کوفہ) ۳۸۶ھ میں حیرہ کے لکھندرون
کے پاس آباد ہوا) سے سیکھا۔ پھر آنحضرت مسلم نے اسیران بدر کے ذریعہ سے مسلمانان
مدینہ کو سکھایا۔

کشف الظنون صفحہ ۴۶۶ علم الخط کی بحث میں ابن اتحق سے یہ روایت ہے :-

اول خطوط العربیۃ الخط المسک	پہلے عربی خطوط خط مکی پھر مدنی پھر
وبعدہ المدنی ثم البصری ثم الکوفی	بصری پھر کوفی ہیں۔ لیکن مکی اور مدنی
واما المسک والمدنی ففی شکلا انضما	خطوط ان کی شکلون میں آسان جھکاؤ
یسیر۔	ہے۔

عہد رسول اللہؐ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہی خط مدنی مستعمل تھا لیکن سخت
یا نرم چیزوں پر لکھتے وقت قدر تا نشان تحریر میں فرق ہوتا ہوگا (جیسا ہم نے نقشہ)
رسم الخط میں اوپر دکھایا ہے) سخت چیزوں پر گوشہ دار حروف اور نرم پر مدور
ہوتے ہوئے۔ یہی نمایان فرق ہے جو زمانہ مابعد میں خط کوفی اور خط نسخ میں
قائم رہا۔

فہرست ابن ندیم میں محمد بن اتحق سے روایت ہے کہ حسن خط سے جس نے پہلے مصحف
کو لکھا وہ خالد بن ابی الیاس ہے (ابن ندیم نے چوتھی صدی میں اس مصحف کو خود
دیکھا) ولید بن عبد الملک اموی نے سعد کو مصحف اشعار اور اخبار کی کتابت کے واسطے
سرکاری طور پر مقرر کیا اُس نے قرآن مجید کو سونے سے لکھا پھر خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے

اُسی نمونہ پر لکھوایا۔ عبد بنی امیہ مین قطبہ خاص کاتب تھا جس نے چار قلم ایجا کیے تھے پھر ضحاک بن عجلان کاتب بنی عباس نے قطبہ پر زیادتی کی پھر منصور و مہدی کی خلافت مین اتحق ابن حماد نے ضحاک پر زیادتی کی۔ خشم البصری اور مہدی الکوفی عمداً دارل الرشید مین مشہور کاتب قرآن تھے اُسی زمانہ مین علی بن حمزہ کسائی (المثنوی ۳۷۴) جو مامون رشید کا اُستاد تھا اصلاح خط کی طرف متوجہ ہوا اور جو خط اُس نے جاری کیا وہ اصلاح مین خط کوفی کے نام سے مشہور ہوا۔

قرآن مجید کا ایک پُرانا پورا نسخہ ایک قدیم خط مین لکھا ہوا خوش قسمتی سے بڑودہ مین میری نظر پڑ گیا۔ اس کے خاتمہ پر اُسی قلم اور اُسی روشنائی سے جس سے پورا کلام مجید لکھا ہوا ہے یہ عبارت تحریر ہے:-

کتبہ علی بن موسیٰ الرضا بن جعفر الصادق
بن محمد الباقر بن علی بن الحسین
بن علی بن ابی طالب صلی اللہ علی
سیدنا محمد وآلہ وسلم

حضرت امام رضاؑ کی ولادت ۳۲۷ھ اور وفات ۳۲۹ھ مین ہوئی اس لیے یہ نسخہ تقریباً ساڑھے گیارہ سو برس کا لکھا ہوا ہے اور اوراق جا بجا سے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ ایک ورق کا فوٹو تبرکاً بطور نمونہ اس کتاب مین شامل کرتا ہوں۔

(دیکھو صفحہ لمحقہ)

حضرت امام
موسیٰ الرضاؑ
کے دست مبارک
کا لکھا ہوا نسخہ
قرآن مجید کے
ایک مین کا فوٹو

اسی نمونہ پر لکھوایا۔ عہد بنی امیہ میں قطبہ خاص کاتب تھا جس نے چار قلم ایجاد کیے تھے پھر ضحاک بن عجلان کاتب بنی عباس نے قطبہ پر زیادتی کی پھر منصور و مہدی کی خلافت میں اتحق بن حاد نے ضحاک پر زیادتی کی۔ خضام البصری اور مہدی الکوفی عہد ہارون الرشید میں مشہور کاتب قرآن تھے اسی زمانہ میں علی بن حمزہ کسائی (الموتی سلسلہ) جو مامون رشید کا استاد تھا اصلاح خط کی طرف متوجہ ہوا اور جو خط اُس نے جاری کیا وہ اصلاح میں "خط کوفی" کے نام سے مشہور ہوا۔

قرآن مجید کا ایک پرانا پور نسخہ ایک قدیم خط میں لکھا ہوا خوش قسمتی سے بڑودہ میں میری نظر پڑ گیا۔ اسکے خاتمہ پر اسی قلم اور اسی روشنائی سے جس سے پورا کلام مجید لکھا ہوا ہے یہ عبارت تحریر ہے:-

کتبہ علی بن موسیٰ الرضا بن جعفر الصادق
بن محمد الباقر بن علی بن الحسن
بن علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ
سیدنا محمد وآلہ وسلم

حضرت امام رضاؑ کی ولادت ۱۲۸ھ اور وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی اس لیے یہ نسخہ تقریباً ساڑھے گیارہ سو برس کا لکھا ہوا ہے اور اوراق جا بجا سے بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ ایک درق کا فوٹو تبرکاً بطور نمونہ اس کتاب میں شامل کرتا ہوں۔

(دیکھو صفحہ لمحۃ)

حضرت امام
موسیٰ الرضا
کے دستِ مبارک
کا لکھا ہوا ہے
قرآن مجید
ایک نسخہ کا

یہ نسخہ سلاطین گجرات کے ہائے تخت احمد آباد کے خزانہ میں محفوظ تھا معلوم نہیں ایران سے وہاں کیونکر پہنچا مرہٹوں نے جب احمد آباد کو تاراج کیا تو یہ نایاب نسخہ بڑودہ آیا اور اب سردار ابن الدین کے قبضہ میں ہے۔ اس نسخہ کے چند خصوصیات ہیں جو بیان قابل ذکر ہیں:-

اس نسخہ کے
خصوصیات

(۱) سورتوں کے مدنی یا مکی کی تخصیص تعداد رکوع اور شمار کلمات و حروف اس نسخہ میں مطلق نہیں جہاں ایک سورہ ختم ہوا دوسرا سورہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہے اور سورہ کا نام سہری سے تحریر ہے۔

(۲) علامات اوقاف مثلاً م ط ج وغیرہ اور رکوع کے نشان اس نسخہ میں نہیں ہیں سرخ روشنائی سے کسی نے چند پاروں تک زمانہ مابعد میں اسکا التزام کیا ہے اور سونے سے رکوع کا ح آیت کا دائرہ اور ربع نصف ثلث وغیرہ نشانات تحریر کیے ہیں۔

(۳) زیر و زبر و پیش تنوین و تشدید کے علامات اس نسخہ میں موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ غلیل نحوی (التوفی مسئلہ) کے یہ غترہ علامات مقبول ہو چکے تھے اور کلام مجید میں درج ہونے لگے تھے۔

(۴) سورتوں کی تعداد اور ان کی ترتیب وہی ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اجماع ہو چکا تھا۔ اور آج تک مصاحف میں اسی کی پابندی کی جاتی ہے۔

(۵) یہ نسخہ قدیم کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ کاغذ شلہ میں ایجاد ہوا ہے۔ ابن ندیم کا بیان ہے کہ دولت عباسیہ میں صناعتان چین و جینی ورق کی طرح خراسان میں کتان سے کاغذ بناتے تھے جو درق خراسانی کہلاتا تھا۔

ہفت فرار

نافع بن ابی نعیم مولیٰ جو نہ - اصل وطن اصفہان تھا مگر مدینہ منورہ میں نشو و نما ہوئی اور وہیں قیام رہا - ستر برس کی عمر پائی - ۱۶۷ھ میں انتقال کیا -

ابن کثیر بن عبد اللہ ابن کثیر مولیٰ عمر بن علقمہ - یہ بھی عجمی تھے - ۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے مدت تک عراق میں رہے پھر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۲۰ھ میں وفات پائی

ابو عمرو بن العلاء - اصل وطن نگارون - بصرہ میں نشو و نما ہوئی ۱۵۵ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی -

ابن عامر عبد اللہ ابن عامر الدمشقی - وفات نبی صلعم سے دو سال قبل مقام رحاب میں پیدا ہوئے - دمشق فتح ہونے پر وہیں مقیم ہوئے اور ۱۵۵ھ میں وہیں انتقال کیا -

عاشم ابن ابی النجد کینت ابو بکر تابعی ہین - ۱۳۰ھ میں بمقام کوفہ وفات پائی -

حمزہ ابن حبیب الزیات - یہ بھی کوفی ہین - ۱۵۵ھ میں بمقام حلوان وفات پائی -

کسائی ابو الحسن علی الکسائی مولیٰ بنی اسد - مامون رشید کے اُستاد تھے ۱۵۵ھ میں انتقال کیا -

(سراج القاری مطبوعہ مصر صفحہ ۹ تا ۲)

مذکورہ بالا قاریوں کے دو دو راوی منتخب کیے گئے چنانچہ ناغ کے شاگردون میں قالون اور ورش ہین جو خود ناغ سے روایت کرتے ہین - ابن کثیر کے طریقہ میں قبیل اور البزرجی جو ابن کثیر کے یارون سے روایت کرتے ہین - ابو عمرو سے الدوری اور السوسی

بیک واسطہ راوی ہیں۔ ابن عامر سے ہشام اور ابن ذکوان بواسطہ یاران ابن عامر عاصم کے تلامذہ خاص بن جخص اور ابوبکر بن عیاش۔ حمزہ سے خلف اور خلاہ بیک واسطہ اور کسائی سے آلدوری اور ابوالحارث۔

(الفان نوع بستم)

راویوں کے طاق روایت پر غور کرنے سے صاف نظر آتا ہے کہ بابواسطہ راوی نافع اور عاصم کے ہیں۔ پھر نافع کی عمر مدینہ منورہ میں گذری جہاں قرآن کی جمع و ترتیب عمل میں آئی۔ اس سبب سے نافع کی قرأت بروایت قالون وورش اور عاصم کی قرأت بروایت جخص (مات ۳۳۵) زیادہ مشہور اور دنیا سے اسلام میں مروج ہے۔

ابوعبید قاسم ابن سلام (المتوفی ۲۲۳ھ) پہلا شخص ہے جس نے مختلف قراتوں کو کتاب کی صورت میں جمع کیا پھر چوتھی صدی ہجری سے سیکڑوں کتابیں علم قرأت و تجوید کی تصنیف ہونے لگیں اور قفاسیرین ان پر طویل بحثیں چھڑ گئیں چنانچہ تفسیر کشاف اور نیشاپوری ان مباحث سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن اختلاف قرات کی اصلیت اگر ہے تو اسی قدر کہ یا تو مختلف قاریوں کے تلفظ از قسم مد و قصر۔ الٹھا رو اخفا۔ بغیم وادغام وغیرہ کا نتیجہ ہے یا صرفی و نحوئی بحثیں ہیں جو کو فیوں اور بصریوں کی ہنگامہ آرائیاں ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ ذیل سے معلوم ہوگا۔

سورہ بقرہ رکوع ۲۱ میں نموص کو حمزہ اور کسائی نموص پڑھتے ہیں۔ اسی سورہ کے رکوع ۷۱ میں لڑؤف کو ابوعمر و حمزہ و کسائی بغیر واو کے یعنی لڑؤف پڑھتے ہیں۔ پارہ ۸م سورہ حمزہ میں عمڈ کو حمزہ اور کسائی جمع عمود تھکوا بضم یعنی عمڈ پڑھتے ہیں مگر باقی پارہ ۸ قاریوں کے نزدیک یہ عمود کی اسم جمع ہے۔ سورہ مائدہ رکوع ۲ میں اذکلم کو حمزہ ابن کثیر

اختلاف قرات کی نشانی

اور ابو عمرو اور طلحہ یعنی کسب اللام پڑھتے ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۲۸ میں تَقْرُونَ کو حمزہ اور کسائی تَشِیْل کے ساتھ یعنی تَقْرُونَ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ النساء رکوع ۷ میں لَسْتُمْ کو حمزہ و کسائی نے لام اور نیم اول کے درمیان بغیر الف کے یعنی لَسْتُمْ پڑھا ہے۔ سورہ فمل رکوع اول میں رَبِّ الْمَشْرِقِ کو حمزہ کسائی ابو عمرو اور ابن عامر حرف با کے کسرہ کے ساتھ یعنی رَبِّ الْمَشْرِقِ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سورہ شعراء رکوع ۷۱ میں تَزَكَّیَ کو حمزہ و کسائی و ابن عامر نے حرف زاء مجسمہ کو تشدید کے ساتھ اور آمین کے نون کو بالنصب یعنی تَزَكَّیَ لَیْلَ الْاَضْحَامِ پڑھا ہے اور نحوی بحثیں چھڑی ہیں۔ سورہ بقرہ رکوع ۱۷ میں خَبْرَکَ کو حمزہ و کسائی کَبْرَکَ پڑھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اختلاف قرات میں حمزہ و کسائی کا نام تقریباً ہر جگہ آتا ہے۔ بات یہ بھی کہ یہ لوگ قرات کو ان نحوی اصولوں کا پابند کرنا چاہتے تھے جو کوفہ و بصرہ میں منضبط تھے اور ان لہجوں اور تلفظ کو جو اس وقت رہاں مستعمل تھے پسند کرتے تھے لیکن اگر زبانوں کے تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ان کی غلطی تھی۔ اس غلطی کو اسی زمانہ میں مشہور متکلم ابو المذہل علاقہ نے جو سلسلہ میں پیدا ہوا وہ ۳۵۰ھ میں وفات پائی محققانہ طور پر دفع کر دیا تھا شرح ملل و نخل شہرستانی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابو المذہل سے کہا کہ قرآن مجید میں متعدد آیات آپس میں متناقض نظر آتی ہیں اور بعض آیات میں نحوی غلطیاں ہیں۔ ابو المذہل نے کہا کہ ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کی جائے یا ایسا اجمالی جواب دیا جائے کہ تمام شہادت دفع ہو جائیں۔ مقرر نے دوسری شق اختیار کی۔ ابو المذہل نے کہا یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے معزز اور شریف خاندان سے تھے یہ بھی مسلم ہے کہ ان کی فصاحت اور زبانڈانی پر کسی کو اعتراض نہ تھا اس میں بھی شک نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت کے جملہ لہجے اور آپ پر نکتہ چینی کرنے کا کوئی پہلو اٹھا نہیں لکھا اب غور کرو کہ اہل عرب نے آنحضرت پر اور ہر طرح کے اعتراض کیے لیکن کسی نے یہ بھی

ابو المذہل کا جواب

کہا کہ ان کی زبان دانی صحیح نہیں یا یہ کہ ان کی باتوں میں تناقض ہوتا ہے پھر جب ان لوگوں نے یہ اعتراض نہیں کیے تو آج کون شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے۔

الغرض اختلاف قرأت کی حقیقت جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دی اور مثالوں سے اس کی تشریح کر دی۔ تفاسیر میں البتہ ان کا حوالہ ملتا ہے لیکن متن کا ام مجید ان سے میرا ہے اہل کتاب لاکھ چاہیں کہ ان کو بڑھا چڑھا کر دکھائیں تاکہ عہد متین و جدید کی تحریف و تغیر تناقض اور تخالف پر پردہ پڑ جائے لیکن انکی یہ ناشدنی کوشش آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

یورپ اور تران مجید

یہود نے جس طرح حضرت عیسیٰ کو باوجودیکہ آپ نے توریت کو کلام الہی تسلیم کیا نہ مانا اور نہ آپ کی تعلیمات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا اُسی طرح یہود اور نصاریٰ دونوں نے قرآن مجید کو باوجودیکہ اُس میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے بنیہ اور احوال و اعمال کی تعلیمات کو منجانب اللہ تسلیم کیا ہے ہمیشہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس سے اس کی حقیقت اُن پر منکشف نہ ہونے پائی۔ توریت کے متعلق قرآن مجید صاف کہتا ہے۔

ہم نے تماری تورات جس میں ہدایت اور نور ہے۔

اِنَّكَ اَنْزَلْتَ التَّوْرَةَ فِيْهَا هُدًى وَنُورٌ (المائدہ)

انجیل کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

پھر بعد کو ہم نے انجیل کے قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ اٰثَارِهِم بِعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ وَاَتَيْنَاهُ الْاِنْجِيلَ فِيْهِ هُدًى

۱۴۷ ماخوذ از علم الکلام صفحہ ۳۷

ہے اور نور اور اگلی کتاب تورات کو سچ بتاتی ہے۔	وَنُورٌ وَمَصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ (مائدہ)
اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب حق پر تصدیق کرنی اگلی کتاب یون کو اور سب پر شامل۔	وَإِنزِلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (مائدہ)
بیشک قرآن مجید توریت اور انجیل کا مصدق ہے اتنا ہی نہیں بلکہ وہ صحف سادوی کا ”مہم“ ہے یعنی امین ہے۔ اُن کی اصلی تعلیم کا محفوظ رکھنے والا اور ہمہ نشان سائل توحید اور عصمت نبیا جو موعودہ عہد عتیق و عہد جدید میں محرف ہو گئے اُن کا اُن کی اصلی حالت میں دکھانے والا ہے۔ یورپ کے قرون وسطیٰ میں باوجودیکہ اسپین اور جنوبی یورپ میں نور اسلام کا اُجالا رہا لیکن نصاریٰ یا پاپے روم کی گرفت اور صلیبی جنگ کی مجنونانہ جوش میں ایسے مہوش رہے کہ اس کلام نبیین کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے مختلف یورپین زبانوں میں جو ترجمے کلام مجید کے ہوئے وہ یا تو محکم یورپ جلا دیے گئے مثلاً گلیٹینی کا ترجمہ ۱۵۱۵ء میں ہوا۔ یا ان میں متن کلام مجید کے ساتھ ایسے ضعیف اور نور روایات بھر دیے گئے کہ جن کے مطالعہ سے اور نفرت بڑھ گئی مثلاً ۱۹۸۸ء میں فادر مرکشی کا مشہور ترجمہ لاطینی زبان میں ۱۶۰۱ء میں حاصل المتن بھی تھا۔ مراکشی پوپ انوسنٹ یازدہم کا رفیق تھا اور نہایت متعصب اہلب تھا۔ اس نے ترجمہ کے ساتھ حواشی اور مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا جن کے متعلق پادری سب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ”حواشی بیشک بہت مفید ہیں لیکن مراکشی نے جو کچھ تردید میں لکھا ہے اور جس سے اس کی کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا وہ بالکل بیجا ہے ۱۔ بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے ”المبین الامین القرآن“ یعنی اس کتاب قبلہ“ ۲۔	

اور ناقابل الطینان اور اکثر گستاخانہ۔

بہر حال ان تراجم کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ لاتھرنے اتھن والا احباد ہم ورہبا غم وریا بنا
من دون اللہ کے تازیانہ سے متنبہ ہو کر پاپاے روم کی مذہبی استبداد کی زنجیریں پھینک دیں
اور مالمسیحیوں میں سے لادرسول قد اخلت من قبلہ الوصل دامہ صدیقہ منادی سے متاثر ہو کر
ابن اللہ اور مامور خداوند کی مورتوں کی پرستش کو کلیسا سے خارج کر دیا۔

اٹھارویں صدی میں جبکہ مذہبی آزادی کی ہوا یورپ میں زور سے چلنے لگی تو مختلف باؤن
میں قرآن مجید کے ترجمے شروع ہو گئے چنانچہ سلسلہ عین پادری جارج سیل نے انگریزی میں ترجمہ
کیا اور ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا۔ یہ ترجمہ بار بار شائع ہو چکا ہے لیکن پادری راؤ دیل
کی یہ رائے ہے کہ سیل نے ترجمہ قرآن میں مراکشی کی تفسیر میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں
اور یہ کہ سیکسن زبان کے عوض اکثر الفاظ لاطینی زبان کے لکھ دیے ہیں۔ سلسلہ عین میگلن نے
جرمن میں اور سلسلہ عین سیدواری نے فرینچ میں ترجمے کیے۔

انیسویں صدی میں جبکہ سائنس کی ترقی شروع ہوئی تو پادریوں کے علاوہ مشفقین
یورپ نے بھی ترجمے کیے مثلاً فرینچ میں دی تاسی نے سلسلہ عین جرمن میں فلو بل نے
سلسلہ عین انگریزی میں پالمر نے سلسلہ عین۔ یہ ترجمے بھی اگرچہ ناقص تھے لیکن یورپ
کے وماغین اس قدر صلاحیت پیدا ہو چلی تھی کہ لغو اور بیہودہ مضامین کے عوض سنجیدگی
سے قرآن مجید کی نسبت لکھیں۔ انگریزی میں جس نے سب سے پہلے تصب سے الگ ہو کر کھڑا
اور کلام مجید کے متعلق اپنی آزادانہ ذاتی رائے کا اظہار کیا وہ کارلائل ہے (ولادت ۱۷۹۵ء
وفات ۱۸۸۱ء)۔ وہ اپنی کتاب ہیر ووشپ میں لکھتا ہے۔

مجموعہ کی نسبت ہمارا یہ عام خیال کہ آپ مکاریا کاذب تھے اور آپ کا دین محض بے ایمانی
اور فریب کا انبار ہے حقیقاً ہر ایک کو درست نظر نہیں آتا وہ درد بخاں جھین

جوش مذہبی نے آپ کے متعلق بڑھیر لگا دی ہیں صرف ہماری ہی قوم کو ناپسند ہیں۔ ہوکوک نے جب گرجہ پیش سے پوچھا کہ اس کو تو ردالی روایت کی کیا اہلیت ہے جس کو مجھ کے کان سے دانہ نکال لانا سکھا یا گیا تھا تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی فرشتہ پیغام آئی کہہ رہا ہے گرد و پیش نے کہا کہ ہاں اس کا ثبوت تو کچھ بھی نہیں۔

بیشک اب یہی وقت ہے کہ ہم ایسے اکاذیب کو چھیک دیں۔ جو الفاظ کہ آپ کی زبان سے پچھلے وہ اس بارہ سو برس میں ہمارے ڈر آدیوں کی زندگی کے رہنما رہے۔ ہم غیصر ہماری ہی طرح مخلوق آئی ہیں۔ ایک بہت بڑا اگر وہ زندگان خدا کا مجھ کے اتوال یہ ایسا ایمان لائے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں اور کسی کو مانتے ہی نہیں۔ کیا اس بات کو ہم ان لین کلاس قادریوں کی مخلوق ایسے پھر روحانی ڈھکوسلے پر زندگی بھر اعتقاد کرتی رہی اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ میں آپ ہرگز ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا۔

میرے نزدیک قرآن میں بچائی کا جو ہر اُس کے تمام معافی میں موجو ہے جس نے کراس کو وحشی عربوں کے نظر ذہن میں پیش ہا کر دیا تھا سب سے اخیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو عہد گیان میں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کے بناء صرف اُسی سے ہو سکتی ہے۔“

کارلائل کی اس بے نقصبی اور انصاف پسندی نے حامیان مسیحیت کے کان کھڑے کر دیے۔ وہ اب قرآن مجید اور سیرت نبوی پر سینھل کر حملہ کرنے لگے۔ ان میں ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی میں اور سر ولیم میو انگلستان میں زیادہ مشہور ہوئے لیکن ان دونوں کے تصانیف کی متعلق ہمارے زمانہ کا مستشرق مارگو لیتہ کہتا ہے۔

”مگر چونکہ ان دونوں کی تصانیف پر پابین مشرقی تبلیغ کے مطالعہ کرنے والوں کے لیے معرکتہ آرا ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ولیم میور کے تصانیف میں صحیح سچیت کی جنبہ لاری

مارگو لیتہ

ہے اور آپس پر گزشتہ محققانہ پہلو کی کمی اور نامعتبر آثار و سیر کا نقص موجود ہے۔

(دیباچہ سیرت محمد صفحہ ۴)

ماشاء اللہ مارگو لیتہ ایسا فرماتے ہیں حالانکہ سیرت محمد میں جناب نے جنبہ داری۔ تدلیس و تخلیط کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا۔ میوہ اور آپس پر گزشتہ محققانہ ہوتے تو ہم اُن سے کہتے کہ حضرات آپ جناب مارگو لیتہ کے حضور میں لسان الغیب کا یہ شعر ضرور پڑھ دیجئے ۷

من از چہ عاشق و رند دست و نامہ سیاه | ہزار شکر کہ یاران شہر سیکینہ اند

سرو ولیم میوہ نے کلام مجید اور سیرت نبوی پر مستقل کتابیں لکھیں جن کے رد میں مرحوم سید نے اپنی معرکہ الآرا کتاب خطبات احمدیہ لکھی۔ ان خطبات کا انگریزی ترجمہ مرحوم نے اپنی قیام انگلستان میں شائع کر دیا تھا اور ایسی مقبول۔ دانشین اور محققانہ طریق پر سرو ولیم میوہ کے اعتراضات کی دھجیان اڑائیں کہ خود سرو ولیم کو یوں کہتے بن پڑا کہ ”میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کیے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کیے جسکو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آئے ہیں“۔ یہ بعینہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک تیر انداز کسی گروہ کو نہتا سمجھ کر اس پر تیر برسٹا شروع کرے اور جب اُدھر سے بھی خلافت توتخ تیر آئے لگین تو یہ کہے کہ میرا مقابلہ نہتوں سے ہے تیر اندازوں سے نہیں ہے۔ (دیکھو حیات جاوید جلد دوم صفحہ ۱۵۰)

۱۸۵۹ء میں جرمنی کے مشہور فاضل نولا کی نے قرآن مجید پر ایک مبسوط مضمون لکھا جس کو اس نے نظر ثانی اور چند اضافوں کے ساتھ ایک کتاب کی صورت میں دوسرے سال شائع کر دیا اس کا نام *Mein Koran* ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ابھی نہیں ہوا لیکن انسائیکلو پیڈیا برٹیکا طبع یازدہم مطبوعہ ۱۹۰۱ء میں نولا کی نے جو مضمون قرآن پر لکھا ہے (دیکھو جلد ۵ صفحات ۸۹۸ لغایت ۹۰۶) اُس میں اس کے خیالات اور اعتراضات کا تلخیص آگیا ہے۔

نور کی کہ قاض اور ان کے جواب

وکم میور نے جب قرآن پر کتاب لکھی تو زیادہ تر نولکی کے خیالات بیان کیے تھے جن کی تردید سرسید مرحوم کر چکے ہیں اس لیے ہم یہاں نولکی کے اعتراضات کو نقل کر کے روکتے ہیں جسکے جواب دینے کی نوبت سرسید کو نہیں آتی تھی اور غالباً جب تک کسی نے دیے ہیں۔

قرآن مجید میں ایسی فاش تاریخی غلطیاں ہیں جن سے اسکے مصنف کی جہالت عیان ہے مثلاً (۱) سورہ قصص میں ہامان کو فرعون کا وزیر بنا دیا حالانکہ ہامان شاہ اہامہ سردس ایرانی کا وزیر تھا جس کا ذکر توریت کی کتاب

اعترض اول

ایسرتین ہے اور جفرعون مصر کے سیکڑوں برس بعد گذرا ہے (۲) سورہ مریم میں یم کو ہارون کی بہن لکھ دیا حالانکہ ہارون سیکڑوں برس پہلے وفات پا چکے تھے (۳) سورہ مائدہ میں مسیح پر نزول ماندرہ کی کیفیت رسم عشار ربانی کی ایک خلاف واقع اور محکمہ غیر تصویر ہے۔

احضار دل تعلق تاریخ

جواب

حضرت موسیٰ جس فرعون کے زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ قدیم مصریوں کی تحقیق ہامان

انیسویں سلطنت کا بادشاہ عمیس ثانی تھا اس نے اپنے عہد حکومت میں عالیشان عمارتیں اور تختانے تعمیر کرائے۔ اس کے زمانہ میں مندرون کی کاہن دولت اور ثروت کے باعث سلطنت کے ایک قوی باز دستے ان سب میں مینڈھے کی شکل کے دیوتا اتن کا مندر بہت وسیع مانا جاتا تھا اور اس کی کاہنوں کے سردار کے اختیار بہت وسیع تھے لہٰذا یونیورسٹی کا مشہور ڈاکٹر اسٹنڈرٹ اپنی کتاب ”قدیم مصریوں کا مذہب“ کی صفحہ ۹۶ میں لکھتا ہے۔

اتن دیوتا کے سردار کاہن کو نبی اول کہتے تھے حکمران کا انسر بھی تھا مندرون کی علیحدگی

عمار تون اور ان کی زیب و زینت کا انتظام اسی کے سپرد تھا۔ دیوتا کی فوج یعنی مندرون

کے سپاہیوں کا جنرل ہی ہوتا تھا جیسے یورپ کے قرونِ وسطیٰ میں شہنشاہت عظمیٰ ہو کر تے تھے۔ خزانہ کی نگرانی اور انتظام کا بھی یہی ذمہ دار تھا نہ صرف اتن کا مندر اور اُس کے پوجاری اُس کے دائرِ حکومت میں تھے بلکہ تھیس اور شمالی و جنوبی مصر کے تمام دیوتاؤں کے پوجاریوں کا افسر اعلیٰ ہی ہوتا تھا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۰۱ میں پھر کہتا ہے۔

”مندرون کے خدنگار عموماً قیدیوں یا جنگ ہوتے تھے لیکن کاشتکار اور اہل حرفہ بھی شامل کر لے جاتے تھے۔ ان کے خدمات یہ تھے کہ کھیت میں کام کریں۔ گلوں کی نگہبانی کریں اور جیسا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے عالی شانہ مندروں کی تعمیر میں اُن سے بہرہ خدمت لی جاتی تھی اور اکثر ان سے سونا۔ چاندی اور مختلف قدرتی پیداوار بطور پیشکش وصول کیے جاتے تھے۔۔۔۔۔ اگر حساب لگایا جائے تو صرف شہر تھیس کی دیوتا اتن کے مندر کے قبضہ میں مصر کی زمین کا دسواں حصہ تھا اور کم از کم ۱۱ حصہ آبادی پر اُس کی حکومت تھی۔“

مذکورہ بالا واقعات جو گذشتہ صدی میں مستشرقین یورپ نے مصر کے آثارِ قدیمہ کی روشنی میں دریافت کیے ہیں پیش نظر رکھ کر اب دیکھو کہ کلامِ مجید ہامان کے متعلق کیا کہتا ہے

اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خٰطِئِيْنَ (سورہ قصص)

بیشک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر والے قصور دار تھے

فرعون مصر کا بادشاہ ضرور تھا لیکن اتن کا سردار کاہن اور اس کے لواحقین بطور خود ایک مستقل حیثیت رکھتے تھے اسی لیے جو وہما کا استعمال ہوا ہے۔ پھر اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ

اور فرعون نے کہا درباریو معلوم نہیں میرے

سوا تھا ار کوئی خدا ہو تو ہا مان تو میرے لیے مٹی کی کواڑ ایک محل میرے لیے بنا تو شاید موسیٰ کے خدا کو بھانک لون اورین تو بھتا ہون کہ وہ جھوٹا ہے۔	مِنْ اِلٰهِ غَيْرِيْ فَكَوْنْ لِّيْ يٰهَامُنْ عَلٰى الطَّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلَّيْ اَطْلِعْ اِلَى الدُّخَانِ اِذَا لَظَهَتْ مِنَ الْكَذِبِ بَيِّنٌ
---	--

اتن کا سردار کاہن میر عمارت بھی ہوتا تھا اسی کی طرف ہا مان اشارہ ہے۔ اب صرف یہ سوال رہا کہ اتن کے سردار کاہن کو قرآن نے ہا مان کیوں کہا اس کا جواب یہ ہو کہ توریت میں حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام ارون لکھا ہے اور وہ بنی اسرائیل کے سردار کاہن تھے لیکن قرآن مجید میں ان کو ہازون فرمایا ہے اسی قبیل سے اتن کے سردار کاہن کو ہا مان کہا ہے۔

شترخ (جرمنی) میں مصر کا ایک قدیم مجسمہ موجود ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ مجسمہ اتن کے سردار کاہن بکن خوش کا ہے جو عریس ثانی کے زمانہ میں تھا۔ پھر نیچے اپنی سونخ عمری خود لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن سے کیونکر اس نے درجہ بدرجہ ترقی کی اور ۵۹ برس کی عمر میں اتن کا سردار کاہن مقرر ہوا۔

بیشک یہ بکن خوش (جو مصری زبان کا لفظ ہے) وہی شخص ہے جس کو اتن کے سردار کاہن کی مناسبت سے قرآن نے ہا مان کہا ہے۔ ہمارے مفسرین نے اس کو فرعون کا وزیر لکھ دیا تھا لیکن کوئی ثبوت نہ تھا اس لیے عیسائیوں کو موقع مل گیا کہ قرآن مجید پر تاریخی اعتراض کر بیٹھے۔ مگر اب جدید تحقیقات نے اس کا ثبوت بھی ہم پہنچا دیا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد نم طبع یا زہم کے صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے۔

اتن کا سردار کاہن بنجملہ دیگر اختیارات کے جنوبی مصر کا وزیر بھی مقرر ہوتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدیم قومون کے متعلق کلام مجیب میں جو کچھ تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے

اُس کی تصدیق زمانہ حال کے انکشافات سے روز بروز ہوتی جاتی ہے کیونکہ
ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ لِيَكُنْ لِّجَنِّ لُغُوْنِ كَے آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا
ہے اُن کو کیا نظر آسکتا ہے۔

خُت ہارون یاد رہی کہ جو تولد کی سے ڈیڑھ سو برس پہلے گزرے ہیں اس اعتراض کو
نقل کرتے ہیں لیکن خود ہی اپنے ترجمہ قرآن سورہ آل عمران و سورہ مريم
بین یون رو بھی کرتے ہیں۔

”اگرچہ مقدم تاریخ اور علم انساب سے ایسے ناواقف خیال کیے جاسکتے ہیں
جس سے ایسی فاش غلطی سرزد ہو گئی ہو لیکن بین نہیں سمجھتا کہ قرآن کے
الفاظ سے یہ نتیجہ کیسے کل سکتا ہے مثلاً اگر دو شخصوں کے ایک ہی نام ہوں
اور ان کے والدین کے نام بھی ایک ہی ہوں تو ان کو فرد واحد کیونکر سمجھ
سکتے ہیں علاوہ اس کے ایسی غلطی قرآن کے دوسرے اُن مقامات سے
باطل ہو جاتی ہے جہاں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محترم کو معلوم تھا اور
انہوں نے اس کا انہما بھی کیا کہ عیسیٰ کا زمانہ موسیٰ سے صدیوں پہلے ہے۔“
(صفحہ ۳۵)

”مریم کو ہارون کی بہن اس لیے کہا کہ وہ قبیلہ لوی سے تھیں (جیسا کہ
الیشیع کے رشتہ دار ہونے سے معلوم ہوتا ہے) یا پھر بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔“
(صفحہ ۲۲۹)

بیشک اگر قرآن کے الفاظ اور بلیغ اسلوب بیان پر غور کیا جائے تو مطلب صاف ہے۔
سورہ طہ میں گوسالہ پرستی کے معاملہ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام و غضب میں حضرت ہارون
کے سر اور ڈرامی کے بال کھینچتے ہیں تو آپ اُن کے غضب کو دھما کرنے اور محبت کو جوش لانے
میں یون خطاب کرتے ہیں بَابُ اَمَرَ لَا تَاْخُذْ بِالْحَبِیْتِ ذٰلَا وَاِیْ ”یا بن ام“ سے یہ مراد نہیں ہے

کہ یہی سوتیلے بھائی تھے۔ اسی طرح یہاں یہود حضرت مریم کو اختہ ہارون کہتے تھے کہ آپ ہارون کی نسل میں سے ہیں۔ حضرت ہارون اور آپ کی نسل میں خدمت کے واسطے مخصوص تھے حضرت مریم آپ ہی کی نسل سے تھیں اور عہد کی نذر کی گئی تھیں اس لیے متعجب اور غیرت دلانے کے طور پر یون خطاب کیا۔

نزل مائدہ اس اعتراض کے جواب کے لیے عیسائیوں کی ”رسم عشاء ربانی“ (دیکھ کر سٹ) جس کا نولہ کی نے حوالہ دیا ہے پہلے سمجھ لینا چاہیے۔

حضرت عیسیٰ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے توکل پر مدار تھا جان جو کچھ مل گیا خدا کا شکر کر کے غربا مساکین اور بیماروں کے ساتھ بہ نظر ترجم ٹھیکہ کھا لیتے تھے اور حارون کو بھی ایسے ہی توکل اور تواضع کی تعلیم دیتے تھے۔ دیکھ کر سٹ جس کے نفی منی شکر کرنے کے ہیں اسی مناسبت سے ابتدا میں آپ کی اس نیک سیرت کے واسطے استعمال ہوا سنی گرفتاری سے پہلے اسی طور پر ایک شب آپ نے حارون کے ساتھ ملکر روٹی کھائی شکر خدا بجالائے اور ان کو برکت دی۔ آپ کے بعد سینٹ پال نے جب بت پرستوں میں آپ کو ابن اللہ کی حیثیت سے پیش کر کے جلول اور کفارہ کے مسائل تعلیم دیے تو اس نیک سیرت کو بھی ایک پراسرار رسم کی شکل میں بیان کیا۔ نامہ اول کا ترجمان ۲۵-۲۳ میں کہتا ہے۔

مجھے یہ روایت خداوند (مسیح) سے ملی جسے میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ خداوند یسوع نے اس رات کو جس میں بخبری کی گئی روٹی کے کراواے شکر کے بعد توڑی اور کھا لیا اسے کھاؤ یہ میرا جسم ہے جو تمہارے واسطے توڑا جاتا ہے بطور یادگار ایسا تم بھی کرنا۔ اسی طرح آپ نے پیالہ لیا اور اس میں سے تھوڑی کفرمایا یہ پیالہ میرے خون کا عہد جدید ہے جب کبھی تم پناہیری یاد میں ایسا ہی کرتے رہنا۔

پال کی اس روایت کو مرقس ۱۵-۲۲ متی ۲۶-۲۹ اور لوقا ۲۲-۲۳ نے اپنے طور پر درج کیا لیکن یوحنا نے سچ کی شب آخرین اس رسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہتا ہے کہ مسیح نے حواریوں کے پاؤں دھلائے اور فرمایا کہ اسی طرح تم بھی خدمت کرو تاکہ مخدوم بنو ۱۳-۱۴ پھر روٹی اور پیالہ کی تاویل یون کی ہے کہ ان سے مراد آپ کے تعلیمات میں (۱۵)۔ یوحنا کے یہ نیہیالات یہودی فلسفی فائلو (مہمعصر مسیح) کے تعلیمات متعلق لوگاس (کلمتہ اللہ) کے آئینہ تھے یعنی جس طرح فائلو نے لوگاس کو مادہ آسمانی اور سمائی یزدانی قرار دیا اسی طرح یوحنا نے رسم یوحنا رسٹ کی تاویل کی لیکن عیسائیوں میں اُس وقت سے اب تک یہ ایک مراسر مذہبی رسم قرار پا گئی ہے جس میں رومی بت پرستوں کے رسوم کا جو "اسرار مترا" کے نام سے مشہور ہیں متبع صاف نظر آتا ہے۔ صدون تک یہی جھگڑا رہا کہ روٹی اور شراب کی قلب ماہیت حقیقی ہے یا ظنی یعنی واقعی یہ روٹی اور شراب مسیح کا جسم اور خون ہو جاتا ہے اور اس طور سے آپ کے پیر آپ کے جزو لاینفک ہو کر خجائت پاتے ہیں یا یہ بال تحلیل آپ کی نسبت سے مرتبہ فناست پر ہونچا کر ہمہ دست ہو جاتا ہے۔ ہر فرقہ اپنی اپنی دلیل لاتا اور پھر مناظرہ مجادلہ ہو کر خون آشامی کا ہولناک منظر دکھاتا تھا۔ یہ ہے رسم عشاء ربانی جس کے بانی جناب سینٹ پال ہیں۔ قرآن مجید میں یہ رسم مذکور نہیں سورہ مادہ میں بس اسی قدر مذکور ہے۔

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب قدرت رکھتا ہو کہ ہم پر آسمان سے مادہ آتا رہے۔ کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ بولے چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس میں سے اور ہمارے دل مطمئن ہوں کہ خدا کرے کہ تو نے سچ کہا اگر ہم اسپر گواہ ہو جائیں عیسیٰ بن مریم نے کہا خداوند ہم پر آسمان سے مادہ نازل کر کے ہمارے

اَدَقَالَ لِحَوَارِيُوْنَ يَحْيٰى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْطِيعُ رَبَّنَا اَنْ يُزَلَّ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ قَالَ اَتَقُوْا هَٰذَا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَالُوْا اَنْزِلْ يٰ اَنْتَ نٰكُلُ مِنْهَا وَنَطْمِئِنُّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمُ اَنْ قَدْ صَدَقْتَ وَكُنُوْنَ عَلَيْهِا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ قَالَ عِيْسٰى بَنُ مَرْيَمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا

عِبَادًا لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُدْرِكُ الْغُيُوبَ ۚ وَأَنذَرْتُكَ مَا أَنتَ خَائِفٌ لَّكَ ۚ وَاللَّهُ يَتَّبِعُ الْمُتَّقِينَ ۚ لَئِن لَّمْ يَكُفَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ لَأُعَذِّبَنَّكُمْ بَعْدَ مَسْكُوتِكُمْ ۚ وَأَنذَرْتُكُمْ عَذَابَ الْآبَاءِ ۚ أَتَعْتَابُونَ ۚ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ

اکھون او بچھلون کو عید ہوا۔ تیری نشانی اور میں
 رزق دے اور تیرا اچھا رزق دینے والا ہے خدا
 نے کہا میں اُس کا اُٹارنے والا ہوں تم پر پس جو کفر
 کر چکا تم میں سے اُترے کے بعد پس میں اُسکو وہ عذاب
 دوں گا کہ کسی کو عالم میں نہ دیا ہو۔

زبور نمبر ۸۹ میں لکھا ہے کہ نبی اسرائیل نے کہا کیا خدا اس بیابان میں مادہ نازل کر سکتا ہے۔ حواریوں نے جو رفاقت مسیح میں درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے نبی اسرائیل کی طرح یہی الفاظ حضرت مسیح سے کہے مگر آپ نے اُن کو ادب سکھانے کے لیے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تب انھوں نے وجہ بیان کیے آپ نے دعا کی خدا نے فرمایا اچھا لیکن ناشکری کی سخت سے سخت سزا کا بھی اعلان کر دیا۔ حواری جانتے تھے کہ نبی اسرائیل مادہ آسمانی یعنی من و سلویٰ کی ناشکری کے باعث تباہ ہو گئے تھے اس لیے یہ وعید نہ کر مرعوب ہو گئے اور ایسے سوال سے باز آئے۔ مشہور تابعی جابر بن عبد الرحمن کا یہی قول ہے اور واقعی کلام مجید میں انھار و عید کے بعد پھر یہ بیان نہیں ہوا کہ مادہ اُترا یا نہیں اور اُترا تو کیا تھا اور جیسا کہ نبی اسرائیل کے قصہ کے متن و سلویٰ کا ذکر ہے یہاں کچھ بھی نہیں لیکن تفاسیر میں ایسی روایات بھی مذکور ہیں جن سے بالعموم یہ مشہور ہو گیا کہ مادہ آسمان سے اُترا جس میں لذیذ اور مرغین کھانے تھے حضرت سلمان فارسی سے یہ روایت نقل کی جاتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نے خان کا سروپوش کھولا تو اس میں پھلی بھونی ہوئی روغن سر سے جاری سر ہانے نمک پانوں کی طرف سر کر گردا گرد ہر قسم کے ساگ اور پانچ روٹیاں ایک پر ریتوں دوسری پر شہد تیسری پر گوشت بریان چوتھی پر مسکہ پانچویں پر پیئیر۔ تیرہ سو آدمیوں نے سیٹ بھر کر کھایا پھر

بھی وہ مچھلی ویسی ہی رکھی رہی لے
تو لکھ کی نے انھین روایات کو متن کلام مجید میں شامل سمجھ کر اعتراض کیا ہے لیکن ان سب
کا مآخذ روایات اہل کتاب ہیں اور اس لیے ان کا شمار اسرائیلیات میں ہے جن کے متعلق
ہم حدیثی میں لکھ چکے ہیں۔ اس قول کی تائید میں ہم انجیل مرقس ۳۵-۳۴ کی یہ
روایت نقل کرتے ہیں۔

”اور جب دن ختم ہو چلا عواری آئے اور صبح سے کہنے لگے یہ مقام ایک بیابان
ہے اور ناوقت اس قدر۔ پس لوگوں کو بھیج کر وہ شہر جائیں گا تو ان جائیں
اور روٹی خرید لائیں کیونکہ کھانے کو کچھ نہیں۔ یسوع نے کہا انھین کھانا دو۔
وہ بولے کیا ہم جائیں اور دو سو درم کی روٹی خرید لائیں۔ اس نے کہا تمہارے
پاس کتنی روٹیاں ہیں جاؤ دیکھو۔ انھوں نے دیکھ کر کہا پانچ روٹیاں اور دو مچھلی۔
تب اُس نے ان سب کو ہماری گھاس پر قطار در قطار بیٹھ جانے کو کہا اور وہ
سب سو سو پچاس پچاس کی قطار میں بیٹھ گئے تب اُس نے وہ پانچ روٹیاں
اور دو مچھلی آسمان کی طرف دیکھا اور برکت دیکر روٹی توڑی اور حواریوں کو
دی کہ سب کے سامنے رکھو اور اسی طرح دو لون مچھلیاں بھی تقسیم کیں۔ سبھوں
نے سیر ہو کر کھایا اور روٹیاں اور مچھلیوں کے ٹکڑوں کے بارہ ٹوکڑے بھرے
اور کھانے والوں کا شمار پانچ ہزار تھا۔“

اسی انجیل کے باب ۸ میں پھر ایسا ہی قصہ نقل کیا ہے لیکن اس میں سات روٹیاں
ہیں اور چند چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور آدمیوں کی تعداد چار ہزار اور ٹکڑوں کے ٹوکڑے سات
دعوت کے بعد حضرت عیسیٰ ص حواریوں کے ایک کشتی پر سوار ہوتے ہیں۔ فیکسی آپ سے
معجزہ طلب کرتے ہیں اور آپ آہ بھر کر فرماتے ہیں یہ لوگ کیوں معجزہ طلب کرتے ہیں

میں سچ کہتا ہوں کہ اس نسل کو بخیرہ نہیں دکھایا جائیگا۔ پھر تبتی پر مریدین روٹی مانگتے ہیں آپ فرماتے ہیں تمہارے دل سخت ہو گئے نہ تم دیکھتے ہو نہ سنتے ہو نہ یاد رکھتے ہو وہ بارہ ٹوکریں وہ سات ٹوکریں کیا ہوئے۔

ان روایات کو متنی نے اپنی انجیل ۱۲-۱۳ اور لوقا نے ۹-۱۲ میں مک مریج کے ساتھ نقل کیا پھر جب مسلمانوں کا دور آیا تو ہمارے راویوں نے کچھ اور یہی رنگ دکھایا لیکن مچھلی وہی رہی جس نے روایات کے سارے تالاب کو گندہ کر دیا مگر الحمد للہ کہ ہمارا چشمہ ہدایت یعنی کلام مجید حفاظت الہی سے گندہ نہوسکا۔ فولد کی اور اس کے ہم مشرب اگر عشاء ربانی کے نشہ میں نور حقیقت کو نہ دیکھ سکیں تو۔

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قرآن کی ترتیب ناقص ہے سلسلہ کلام منتشر اور ادبی حیثیت سے اعترض دوم ادا نے پایہ رکھتا ہے سورہ یوسف ہی کو جس میں ایک مسلسل قصہ بیان ہوا ہے لیکن پھر بھی تو ریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف کے مقابلہ میں ہست نظر آتی ہے۔

اعترض دوم
متعلقیت
و تعلیم

جواب

قرآنی ترتیب پر کار لائل نے بھی اعتراض کیا تھا لیکن پھر غور ہی کیا تھا کہ اس نے صرف سبیل کے ترجمہ سے ایسا سمجھا ہے نیز یہ کہ مشرقی طرز بیان مغربی طریقہ سے جدا گنا ہے لیکن تعجب ہے کہ فولد کی جو عربی سے واقف مشہور ہے اور علوم مشرقیہ کا ماہر ایسا کہتا ہے۔ ترتیب قرآن کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جو نہایت مقبول جواب دیا ہے، اس کا ترجمہ علامہ شبلی مرحوم کی زبان سے صبح کرتے ہیں ۵۵

مذکران مجید عرب کی زبان میں اُترا ہے اور مخاطب اول اسکے عرب ہیں اس لیے ضرور تھا کہ طرز بیان میں اسلوب عرب کی رعایت کی جائے۔ عرب قدیم کی جقدر نظم و نشر موجود ہے سب کا یہی طرز ہے کہ مضامین کو یکجا بیان نہیں کرتے بلکہ ایک بات کہتے ہیں ابھی وہ تمام نہیں ہوتی کہ دوسرا ذکر چھڑ جاتا ہے پھر پہلی بات شروع ہوتی ہے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا بڑا مقصود یہ ہے کہ توجہ الی اللہ اور اخلاص و عبادت کے مضامین اسقدر بار بار رکے جائیں کہ مخاطب پر ایک حالت طاری ہو جائے۔ اس قسم کی تکرار ترتیب کی صورت میں ممکن تھی۔

نولد کی نے مثال میں سورہ یوسف کو پیش کیا ہے اور توریت کتاب پیدائش کے قصہ یوسف سے مقابلہ کرنے کو کہتا ہے لیکن پھر مقابلہ کر کے دکھایا نہیں اس لیے ہم بیان دونوں کا موازنہ کرتے ہیں تاکہ اعتراض کا پورا جواب ہو جائے۔

خوش بودگر محاکم تجر بہ آید بمیان	
تا سیر روی شود ہر کہ دروغش باشد	

سورہ یوسف کا موازنہ توریت کتاب پیدائش میں قصہ یوسف بائبل سے اہلک
توریت کے قصہ یوسف سے بیان ہوا ہے۔ ذیل میں ہم ایک جانب اصل عبرانی مع ترجمہ اور بالمقابل متن سورہ یوسف مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اصل عبرانی کو ہم نے خط نسخ میں اس نسخہ سے نقل کیا ہے جسکو ولیم گریغیالڈ نے سال ۱۸۷۶ء میں چوتھی مرتبہ لندن سے شائع کیا ہے۔

توریت	قرآن
یوسف بن شبع عشرہ شہ ہیم رعہ ات احو بسان	اذ قال یوسف لابنہ یاکا

انی رایت احد عشر کو کباب والشمس والقمر رایت هم لی سجدین قتال با بنی لا تقصص رؤیاءک علی اخوتک فیکید و لک کیدا ان الشیطن للانسان عداؤ مبین۔ و کذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتک لعلیک و علی ال یعقوب کما اتمها علی ابویک من قبل ابراهیم و اسحق ان ربک علیم حکیم۔	و هو نعرات بنی بلہم وات بنی زلفہ نشی ابیو ویسا یوسف ات دیتم بعد الا بیهم واسال احب ات یوسف مکی بنیو کی بن زلفہم هو الو وعشه لو کنت فسیم۔ ویراد اخیو کی اتوا حب ابیهم مکی ابیو ویشنا و اتو دلا ییکو دبر و لشل و یحلم یوسف حلوم و عید ل اخیو و یوسف عود شناتو۔ و یا مر الیم شمعونا هملوم هزه اشر حلمتی۔ و هنه اغنوم المیم المیم بتوک هشد۔ و هنه قمه المتی و جملقمه و هنه تسینہ المتی کمر و تشحون لالمتی۔ و یا مرو لواخیو هملک تملک علی نوا مشول تمل بشور و یوسف عود شناتو و عمل حلمتیو و عمل دبریو و یحلم عود حلوم احر و یسفر اتو لاخیو و یا مر هنه حلمتی حلوم عود و هنه شمش هیراج واحد عشر کو کبھیہم مشتحویم لی و یسفر لابیو دلاخیو و یجمر لوا بیو دیا مرو مہ هملوم هزه اشر حلمت هرا بنوا انی وامل و اخیک لهشتحوت لک ارضہ یما و بواجو و ابیہ شمرات هدیبر
---	--

ترجمہ

ترجمہ

جب یوسف نے اپنے باپ
سے کہا اے باپ! میں نے
گیارہ تارے اور سورج اور

یوسف سترہ برس کی عمر میں اپنے بھائیوں کے ساتھ
گلہ چراتا تھا بلکہ اور زلفہ کے لڑکوں کے ساتھ جو اسکے
باپ کی بیبیاں تھیں اور یوسف ان بھائیوں کی

جائید دیکھو کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اُس نے کہا بیٹا! اپنے بھائیوں سے اپنا یہ خواب نہ کہنا کہیں تجھ سے کوئی حیلہ نہ کریں۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب برگزیدہ کرے گا اور تعبیر دینا سکھائے گا اور تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت پوری کر چکا جس طرح ابراہیم داسحق تیرے باپ دادون پر اپنی نعمت پوری کی بے شک تیرا رب دانا حکمت والا ہے۔

بُری باتیں باپ سے لگایا کرتا تھا۔ اور اسرائیل یوسف کو اور اولاد کے مقابلہ میں بہت چاہتا تھا کیونکہ وہ بوڑھا ہے کی اولاد تھا اور اُسے یوسف کے لیے رنگین قمیص بنوایا۔ اور بھائیوں نے دیکھا کہ باپ اُسے سب سے زیادہ چاہتا ہے تو وہ اُس سے نفرت کرنے لگے اور آشتی سے بات نہیں کرتے تھے۔ اور یوسف نے ایک خواب دیکھا بھائیوں سے کہد بادہ اور نفرت کرنے لگے اور اُسے کہا ذرا سو میں نے یہ خواب دیکھا کہ ہم کھیت میں پوسے باندھ رہے ہیں یکا یک میرا پولا کھڑا ہو گیا اور ہتھارے پوسے اُسکے گرد جھک کر تعظیم کرنے لگے اور بھائیوں نے کہا کیا تو ہم پر حکومت کر گیا یا تو ہمارا حاکم ہو گا۔ اور وہ اُس کی باتوں اور خوابوں سے اور بھی جل گئے۔ اور اُسے دوسرا خواب دیکھا اور بھائیوں سے کہا لو سو میں نے دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے جھک کر میری تعظیم کر رہے ہیں اور اُس نے یہ خواب اپنے باپ اور بھائیوں سے کہا اور باپ نے ملامت کر کے کہا تو نے یہ کیا خواب دیکھا کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی زمین پر سبجے سجدہ کریں گے؟ اور بھائی حسد کرنے لگے مگر باپ نے یہ بات خیال نہ کی۔

توریت میں قصہ کی ابتدا یوں ہوتی ہے: کہ یوسف اپنے بھائیوں کی ناحق بدگوئی کرتے ہیں حالانکہ آپ قصہ کے ہیرو ہیں۔ حضرت یعقوب آپ کو

زیادہ عزیز رکھتے ہیں کیونکہ اس لیے کہ آپ بوڑھا ہے کی اولاد میں حالانکہ یوسف سے بھی چھوٹا لڑکا بنیا میں تھا۔ آپ دومرتبہ خواب دیکھتے ہیں پہلا خواب صرغ بھائیوں سے کہتے ہیں اور دوسرا باپ اور بھائیوں سے۔ بھائی اگر حسد کرنے میں تو خیر ان بھائیوں کو یوسف نے پہلے ہی باپ سے غیبت کر کے نظروں سے گرا دیا تھا۔ لیکن باپ کا بگڑنا کیا معنی۔ محبت والا باپ تو یہی چاہے گا کہ اُسکا لاڈلا بیٹا اُس سے بڑھ جائے۔

اب دیکھو! قرآن مجید قصہ کی ابتدا کیونکر کرتا ہے۔ قصہ کا آغاز جب تک کوئی ندرت کا پہلو لیے ہوئے نہو سامعین کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ قصہ یوسف میں جو چیز عجیب ہے اور جس پر قصہ کا اول سے آخر تک مدار ہے وہ خواب اور اُسکی تعبیر ہے۔ اس لیے سب سے پہلے خواب سے شروع کیا اور خواب بھی وہ جو ندرت کا پہلو لیے ہوئے ہو یعنی چاند سورج والا خواب۔ حضرت یعقوب یہ خواب سنکر فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ اُن کے اس بیٹے کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا ہے اور اس لیے بقضاء شفقت و دور اندیشی یوسف سے کہتے ہیں کہ بیٹا! بھائیوں سے یہ خواب نہ کہنا خدا جانے وہ کیا سمجھیں اور کیا کر گزریں۔ مگر انکی نسبت اس گمان کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے، پھر یوسف سے بجائے اسلے کہ تعبیر کہدین اور خفا ہوں یوں فرماتے ہیں کہ خدا تجھے برگزیدہ کرے گا تجھے خواب کی تعبیر دینا سکھائیگا اور تیرے بزرگوں کی طرح تجھ پر اور یعقوب کی سب اولاد پر فضل فرمائیگا۔

توریت	قرآن
والکواحبوا لرعونات صان ابھم بيشکم وبامراسرہل ال یوسف ہلوا احبتک	لقد کان فی یوسف واخواتہ ایات للسائلین - اذ قالوا

رعییم بشکم لکمو اشلحک الیهو ویامرو هیننی
 ویامرو لکن اراه ات شلوم اچیک و انت
 شلوم هسان و هشب فی دبرو ویشلمو حو عمیق
 حبران ویب اشکم و یصا هیا ایش و هنت
 تعه بشده ویشا لهو هایش لامر مه تبمش
 ویامرات احمی انکی مبقش هجیده نالی
 ایفه هم رعیم ویامرو هالش نسومزه کی
 شمعی امریم نلکه دین و یلک یواسف
 احر احمی و یصا مبد تن و یرو اتو مرحق
 و بطرم یقرب الیهو و تین کلوا تو لهمی تو
 ویامرو ایش الا حیو هنت بعل هلمو ت
 هلزه با و عته لکو و خرجهو و نسلکهو با حدا
 هبروت و امر نوحیه رع اکلتهو و تراه مه
 یهیو حلمتو و یصا راو بین و یصا هر مید م و
 یامرا لکنو نفس ویامرا الیهم راو بن ال
 تشفودم هشلکیو اتوال هبی رهزه اشر مبد بر
 و یبال تشلمو بو بعم هصل اتی مید م
 لهشیو الا بیو و هی کا شربا یواسف ال حیو و
 یفشیطوات یوسف ات کتنوات کنت هفسیم
 اشر علیو و یغهو و یسلکو اتو هبره و هبور سا قان
 بومیم و یشیو لکل لحم ویشا و عینهم و برا و هنت

لیوسف و اخوه احب الی
 اینسا منا و غن عصمتان ابانا
 لفی ضلل مبین لا قتلوا
 یوسف او اطرحوه ارضا یخل
 لکم وجه ابیکم و تکلونوا من
 بعده قوم اصحین قال
 قائل منهم لا تفتلوا یوسف
 و القوه فی غیبت الحب یلنقطة
 بعض السیارة ان کتم فتلین
 قالوا یا ابانا مالک لا تا مانعلی
 یوسف و انت له لنا صحنون
 ارسله معنا غدا یرتعو
 یلعب و انت له لحفظون قال
 انی لیحزننی ان تذهبوا به
 و اخاف ان یا کل الذئب
 و انتم عنه غفلون قالوا
 لئن اکل الذئب و نحن
 عصبه انا اذ الخنزون فلما
 ذهبوا به و اجمعوا ان یجعلوه
 فی غیبت الحب و اوحینا الیه
 لتنبئنهم بامرهم هنذا

وہم لا یشرعن۔ وجاءوا اباہم عشاء یبکون فتالوا لیأبانا انا ذہبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا فاکله الذئب وما انت بمؤمن لنا ولو کنت صدقین وجاء وعلى قمیصہ بدم کذب قال بل سؤلتکم انفسکم امرا۔ فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون وجاءت سیارة فارسلوا واسرا دهم فادلی دلسه قال یبشرا می هذا علم واسرود بضاعة والله علیم بما تعملون۔ وشرود شمن نحس دراهم معدودة وکانوا فیه من الزاہدین	ارحت یسما لیم باہ مجمعلہ وجعلیم نشاثر نکات وصوی ولط هو الکر لہو رید مصر میہ۔ و یا مرہودہ الاحیومہ بصعکی خبر جات احنو وکیسوات ومو لکو ونکر نولیشما لیم وید نوال ہتیبوکی احنو بشر نوہوا ولشمو وایو۔ وبعہا اولشیم سد انیم سحنیم ولشکو وعلوات یوسف من ہبور ویمکروات یوسف لاشما لیم بشر یر کسف ویبی ات یوسف مصر میہ۔ ونشب رابین ال ہبور دہنہ ابن یوسف ہبور و یقرع ات عجد یوز ونشب الہجود یا مرہلید اینیو۔ وانی انہ انی با۔ ولقیوات کنت یوسف ولشخطو شعیر غمریم ویطلبوات ہکنت بدم ونشلحوات کنت ہفسیم ویبی اوال انیم ویامروزات مصا نو اہکرتا ہکنت شک هو ات لو ولکیق ویا مرہکنت نبی حیدعہ اکاتو طن طرن یوسف و یقرع یعقوب شکتمو ویشم شق بمیتنم ویتابل عل بنو میم ریم۔ ویقو کل سینو وکل بنینو لشمو ویمان ہمت غم ویامرکی اورال نبی ابل شالہ ویک اتو ابوا وہم انیم لکرو اتوال مصر لغو طیف سرا یس فوعہ شرہ طبعیم
ترجمہ	ترجمہ
البتہ یوسف اور اُس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کیلئے	اور اُس کے بھائی اپنے باپ کے گلہ کو شکم میں چرانے گئے اور اسرائیل نے یوسف سے کہا کیا تیرے بھائی

نشانیان تھیں۔ جب کہنے لگے یوسف اور اُس کے بھائی کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ چاہتا ہے حالانکہ ہم جوان مضبوط ہیں بیشک ہمارا باپ ضرور کھلی غلطی کر رہا ہے۔ یوسف کو مار ڈالو یا کسی جگہ پھینک دو تو تمہارے باپ کا رُخ تمہارے ہی طرف رہے گا اور یوسف کے بعد پھر تم لوگ اچھے رہو گے۔ اُنہیں سے ایک کہنے لگا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یوسف کو جان سے نہ مارو اس کو اندھے کنوئین میں ڈال دو کوئی راہ چلتا اس کو نکال لے گا کہنے لگے بابا تو یوسف کے لیے ہم پر بھروسہ کیوں نہیں کرتا اور تم تو انکی بھلائی چاہتے ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ کر دے وہ کچھ کھائے پیے کھیلے کو دے گا اور ہم اُس کے نگہبان رہیں گے یعقوب نے کہا مجھے غیناک کرتا ہے کہ اسکو لے جاؤ اور مجھکو

شکم میں لگہ چرانے نہیں جاتے۔ ادھر آئیں تجھے اُن کے پاس بھیجوں اور اُس نے جواب دیا میں حاضر ہوں اور اُس نے کہا بیٹا جا اور اپنے بھائیوں اور گلہ کی خبر و عافیت کی خبر لا پس اُس نے اُس کو وادی جبران میں بھیج دیا اور وہ شکم پہنچا اور وہ بھٹک رہا تھا کہ اُسے ایک آدمی ملا جس نے پوچھا تجھے کس کی تلاش ہے۔ اور اُس نے جواب دیا اپنے بھائیوں کو تلاش کرتا ہوں مہربانی کر کے بتا دیجیے وہ کہاں جاتے ہیں۔ اُس نے کہا وہ یہاں سے چلے گئے کیونکہ میں نے انھیں یہ کہتے سنا کہ آؤ دن چلین اور یوسف اپنے بھائیوں کی تلاش میں دن پہنچا اور جب انھوں نے اُسے دور سے دیکھا قبل اس کے کہ وہ پاس آئے انھوں نے اُس کے قتل کا مشورہ کیا اور ہر ایک کہنے لگا وہ دیکھو صاحب خواب آتا ہے اس لیے آؤ اور اُسے قتل کر کے کسی غار میں پھینک دو اور ہم کہیں گے کہ اُسے کوئی موزی جانور کھا گیا پھر ہم دیکھیں گے کہ اُس کے خواب کیا ہوئے اور ردین نے منکر اُسے لکھے ہاتھوں سے بچایا اور کہنے لگا اس کو قتل نہ کرو اور ردین کہنے لگا اسکا خون

نہ بہاؤ اور دیرانہ کے کسی غار میں ڈال دو
اُس کا مطلب یہ تھا کہ غار سے نکال کر باپ
کے پاس پہنچا دے۔ اور ایسا ہوا کہ
جب یوسف بھائیوں کے پاس آیا تو انہوں
نے اُس کا وہ رنگین قمیص اُتار لیا اور اُسے
اندھے کنوئین میں ڈال دیا اور پھر بیٹھ کر روٹی
کھانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جلد سے ایک
اسمعیلی قافلہ اونٹوں پر مصاحمہ لہان قمر کی
لیے ہوئے مصر جا رہا ہے اور یہودا بھائیوں
سے کہنے لگا بھائی کو مار کر اس کا خون بھپانے
سے فائدہ آؤ اسے اسمعیلیوں کے ہاتھ
بیچ ڈالیں کیونکہ وہ ہمارا ہی گوشت پوست
ہے۔ پس بھائی راضی ہو گئے۔ تب ایک
قافلہ مرین کا وہاں گذر ہوا جنہوں نے
یوسف کو غار سے کھینچ کر اسمعیلیوں کے ہاتھ
بیس درم کو بیچ ڈالا اور وہ اُسے مصر لے گئے
اور روبن غار دیکھنے گیا لیکن یوسف کو
نہ پایا تب اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور بھائیوں کے پاس آ کر کہنے لگا ”لڑکا وہاں
نہیں ہے اب میں کیا کروں“ اور انہوں
نے یوسف کا قمیص لیا اور ایک بکری کے

ڈرے کہ کہیں تم غافل ہو جاؤ
اور اُسے بھیڑیا کھا جائے۔
کہنے لگے اگر ہم اتنے جوانوں
کے ہوتے ہوئے یوسف کو
بھیڑیا کھا جائے تو ہم پھر
کس کام کے۔ خیر جب وہ یوسف
کو لے گئے اور سب نے یہ ٹھہرایا
کہ اس کو اندھے کنوئین میں
ڈال دیں اور ہم نے یوسف کو
وحی بھیجی تو ضرور اُن کو اس
کام پر جتلائے گا اور وہ بے خبر
ہوں گے۔ اور رات کو وہ روتے
ہوئے باپ کے پاس آئے
اور کہنے لگے بابا! ہم شرط
باندھ کر دوڑنے لگے اور یوسف کو
ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا
اتنے میں بھیڑیا اُس کو کھا گیا
اور ہم سچے بھی ہوں تو تجھ کو
ہماری بات کا یقین کیوں
آنے لگا اور یوسف کی قمیص پر
جھوٹا سوٹ کا خون بھی لگا لائے

یعقوب نے کہا بلکہ بھٹار سے
نفسوں نے ایک بات بنالی
ہے۔ خیر صبر بہتر ہے اور تم
جو بائین بناتے ہو اُن پر اللہ
ہی کی مدد چاہتا ہوں۔ اور
ایک قافلہ آیا اُنھوں نے اپنا
پانی بھرنے والا بھیجا جو نہی
اُس نے ڈول ڈالا کہنے لگا واہ
واہ یہ تو لڑکا نکلا اور اُنھوں
نے دولت سمجھ کر اُسے چھپا لیا
اور اللہ خوب جانتا ہے جو
وہ کرتے تھے اور اُسے بہت کم
قیمت درہم کے عوض بیچ ڈالا
اور وہ تو یوسف کے باب
مین بیزار تھے

(قرآن)

بچہ کو ذبح کر کے اُس کا خون چھڑک دیا۔ اور
اُنھوں نے وہ رنگین قمیص بھیجا اور باپ کے
پاس لائے اور کہنے لگے ہمیں یہ کرتا ملا ہے
معلوم نہیں تیرے بیٹے کا ہے یا کس کا اور
اُس نے پہچان کر کہا یہ میرے بیٹے کا ہے
اُسے کوئی موذی جانور کھا گیا یوسف پارہ پارہ
ہو گیا اور یعقوب نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور کمر پر ٹاٹ باندھا اور اپنے بیٹے کے لیے
بہت دن رو یا اور اُس کے بیٹے اور بیٹیاں
اسے تسکین دینے اُٹھے مگر اُسے تسلی نہ ہوئی اور
وہ کہنے لگا میں بیٹے کے غم میں قبر میں جاؤں گا
اس طور سے اُس کے باپ نے ماتم کیا۔ اور
قافلہ مدین نے یوسف کو مصر میں فوطیفہ کے
ہاتھ بیچا جو فرعون کی فوج کا کپتان یا خواجہ را
تھا۔

(توریت)

توریت میں حضرت یعقوب خود اپنے لاڈلے بیٹے کو بھائیوں کی خیر و عافیت
اور گلہ کی حالت دریافت کرنے کو جنگل میں بھیجتے ہیں آپ بھٹکتے ہوئے بھائیوں
کے پاس پہنچتے ہیں وہ دور سے دیکھتے ہی قتل کا مشورہ کرتے ہیں اور آخر کو مین
مین ڈال دیتے ہیں۔ آپ یہاں سے قصہ مین اختلاف بیانی شروع ہو گئی۔ یہود
یوسف کو اسمعیلی قافلہ کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے جس پر سب رضامند ہوتے ہیں۔ پھر

یہ بیان ہوتا ہے کہ دوسرا قافلہ مین یوسف کو کنوئین سے نکالتا ہے اور اسمعیلیوں کے ہاتھ بیچتا ہے جو اسے مصر لجاتے ہیں لیکن آخرین پھر یہ بیان ہوتا ہے کہ قافلہ مین یوسف کو مصر لے جا کر فرعون کے ایک افسر کے ہاتھ بیچتا ہے اسی کتاب کے باب ۴۲ مین لکھا ہے کہ یوسف جب بھائیوں سے مصر میں ملے تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے بیچا تھا۔ غرض کہ عجب غلط بیانی اور انتشار مضمون ہے جس سے قصہ بے مزہ ہو جاتا ہے۔ پھر ردوبن جو یوسف کو کنوئین سے نکال کر باپ کے پاس لیجانا چاہتا ہے خالی کنوان دیکھ کر بھائیوں سے کہتا ہے اب مین کیا کروں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ مین ملازم نہ تھا۔ غرض کہ کچھ ایسا اگھڑا ہوا مضمون ہے جس پر غور کر کے زمانہ حال کے علماء یورپ یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ ”قصہ یوسف دو مختلف ماخذوں سے ہے اور آئی (اسکی تفصیل ہم بعد عتیق مین بیان کر چکے ہیں) سے مرتب ہوا ہے اس لیے یہ اختلاف بیانی ہے ۱۵

اب اس کے بعد بھائی یوسف کی قمیص کو غون آلود کر کے باپ کو دکھاتے ہیں یعقوب قمیص پہچان کر کہتے ہیں کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا پھر ماٹھی لباس پہن کر گریہ و زاری کرتے ہیں بیٹے بیٹیاں سمجھاتی ہیں مگر آپ جزع و فزع نہیں جھوٹے۔ آج قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو۔ بھائیوں کے حسد کو کس عنوان سے شروع کیا لعدکان فی یوسف الایہ آنحضرت کو خدا نے برگزیدہ نبی بنایا اور وحی نازل کی یہود حسد سے جل گئے کہ بنی اسمعیل مین نبی کیون ہو قریش اپنے بھائی محمد سے جل گئے کہ ہم مین سے خاص اسکو کیون چن لیا۔ ان جذبات کو مقدمہ کے طور پر پیش کر کے سامعین کے ذہن کو یوسف کے بھائیوں کے

جسد کی طرف منتقل کیا پھر بھائیوں کی پوشیدہ کیٹی جبین گلہ بانوں کے فطرتی جذبات کا اظہار ہے پھر کس خوبصورتی سے باپ سے یوسف کے ساتھ لیجانے کو کہنا۔ باپ کا فرط محبت اور یوسف کی جدائی کے تصور سے اپنی کمزوری کا اظہار کر دینا۔ بھائیوں کا معقول جواب دینا اور اس طور سے لیجا کر کنوین مین ڈال دینا پھر اندھیری رات میں اور طرہ یہ کہ روتے ہوئے توجیہ کے ساتھ یوسف کو بھیڑ یا کھانے کا جھوٹا قصہ کہنا اور خون آلود قمیص دکھا دینا مگر باپ کا فوراً انکا فریب سمجھ جانا اور صبر کر کے خدا کی اعانت چاہنا۔ ان امور میں واقعہ کی تصویر پر اس خوبصورتی سے کھینچی ہے کہ قصہ کا لطف دو بالا ہو گیا اور نیچرل جذبات کا فوٹو کھنچ گیا پھر اخلاقی پہلو کو بھی ہاتھ سے نڈیا۔ یوسف کو کنوین مین بحالت بکیسی خدا کے کریم کاسٹیکن دینا۔ یعقوب کا فرط غم و الم میں فصہاں جمیل اور واللہ المستعان کہنا کس قدر اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے۔

اب بیان سے توریت میں یوسف کا ذکر ملتوی کر کے ایک پورے باب میں آپ کے بڑے بھائی یہود کا قصہ بیان کیا ہے جبین اپنی بیوہ ہو کے ساتھ یہود کا زنا کرنا اور حرامی اولاد کا پیدا ہونا مذکور ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ مقدس توریت ہے یا ہنود کے پوران اور یونانیوں اور رومیوں کے دیو مالاؤن کی حرام کاریوں کی داستان ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری کتاب ایسے مضمون سے آلودہ ہو لیکن تولد کی موازنہ چاہتا ہے ہم مجبور ہیں اصل عبرانی مع ترجمہ نظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں:-

ویقرہ یہودہ اشہ لعربکورہ واشمہ تمر وہی عریکو د یہودہ رعدہ بعینہ
یہودہ ویتموہ یہودہ دیا مر یہودہ لادن بالاشت احیک ویبیم اتہ وہقم
زرع لاحتیک۔ دیدع ادبن کی لالوہیہ ہزرع وہیہ امر بالاشت احیو و شعت

ارصه لبلیتی نطن زراع لا حیو. ویرع بعینه یهوہ اشرعشه ویمت جمواتو.
 ویامریهو ده لتمر کاتویشی المنہ بیت ابیک عدا یجدل شله بنی کی امرفن
 یسوت جم ورا کا حیو و تلک تمر و نشب بیت ابیه. ویربو هی میم و تمت
 بت شوہ اشت یهو ده و ینجم یهو ده و یعل عل جززی صانو هو او حیره
 رتمو معد یعی تمتہ. و یجد لتمر لا مرهنہ حییک اعلہ تمتہ لجز صانو.
 و تسر یجدی المنوتہ معلیہ و تکز بصعیف و تتعلف و تشب بفخت عنیم
 اشرعل درک تمتہ کی لاتہ جدل شله و هو لا تننہ لاشہ. ویراہ یهو ده
 و یحشب لزونہ کی گستہ فینہ. و یطالیہ ال ہدرک و یامرہبہ نا ابوا الیک
 کی لایدع کی کلتو هو و تا مر مہ تن لی کی تبوالی. و یامرانکی اشلر جدی
 عنیم من حصان و تا مرا متن عربون عد شلحک. و یامر مہ ہعربون
 اشرا تن لک حتمک و فتیک و مطک اشربیدک و یتن لہ و یبالیہ و تھرو
 و تقم و تلک و تسر صیفہ معلیہ و تلشن یجدی المنوتہ. و یشلر یهو ده ات
 جدی ہعربو یبیدر عمو معد لسی فخت ہعربون میدا ہاشہ و لامصاہ
 و ییشال ات انشی مقمہ لامر مہ ہقدشہ ہوا بعنیم عل ہدرک و یا مر
 و لاہیہ ہزہ قدشہ. و یشب الیہو ده و یا مر لا مصاہ و جم انشی ہمقوم
 امر دلاہیہ ہزہ قدشہ. و یامریهو ده تقولہ فن ہنہیہ لبوز ہنہ شلحتی
 ہجدی ہزہ واتہ لامصاتہ. و ہی کشلش حدشم و یجد لیہو ده لامر مہ نتہ
 تمر کلکتک و جم ہنہ ہزہ لزونیم و یامریهو ده ہوصی اوہ و تشر ف
 ہوا موصات و ہی شلحہ ال حصیہ لامر لاش اشرا لہ لوانکی ہزہ و تا مر
 ہکر نا لی ہتمت و ہفیتلم و ہمطہ ہالہ. و یکر یهو ده و یا مر صدقہ ممنی
 کی عل کن لاننہ نشلہ نبی و لا یسفا عود لدعتہ. و ہی بعت لاتہ و ہنہ

تادمیم بطنہ۔ وہی بلدتہ ویتن ید و تقوہ میلدت و تقشیر عل
ید و شنی لامریضہ ایصاراشنہ۔ ویکھی کی مشیب ید و وھنہ یصارحیو و تامرہ
فرصت علیک فرص و یقراشمو فرص۔ و احریصارحیو اشعرعل ید و وھشنی
ویقراشمو رنح

ترجمہ

اور یہودانے اپنی بڑے بیٹے عرکی شادی تھر کے ساتھ کی اور یہود اکا یہ بڑا
بیٹا عر یہودہ کی آنکھوں میں بڑا نظر آیا پس یہودہ نے اُسکو مار ڈالا۔ تب یہودانے
آون سے کہا اب تو اپنی بھادج سے شادی کر اور اپنے بھائی کے لیے اولاد
پیدا کر اور آون جانتا تھا کہ لڑکا اُسکا نہ کہلا سکا۔ اس لیے جب اس نے اپنی بھادج
سے مقاربت کی تو زمین پر سنی گرا دی تاکہ اُسکے بھائی کے لیے لڑکا نہ پیدا ہو
اور یہ بات خداوند یہودہ کو ناگوار گزری اور اُس نے اُسکو بھی مار ڈالا۔ تب یہودانے
اپنی بہوتر سے کہا تو اپنے خسر کے گھر میں یہودہ کی حیثیت سے رہ یہاں تک کہ میرا بیٹا
شلہ جوان ہو جائے۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ ایسا نہ کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح
قضا کر جائے۔ اور تھر اپنی خسر کے گھر رہنے لگی۔ اور چند روز میں یہودا کی بیوی
بنت شوع مر گئی اور یہودا کو آرام ملی اور وہ مع اپنے دوست چہرہ عدلی کے اپنی
بھیڑوں کے بال کترنے والوں کے پاس گیا بمقام تمنہ۔ اور تھر کو خبر ملی کہ خسر
بھیڑوں کے بال کترنے تمنہ جاتا ہے تب اُس نے اپنی بیوی کا لباس اُتارا اور
منقہ اوڑھ کر عینیم کے پھانک پر جو تمنہ کے راستہ میں ہے بیٹھ گئی کیونکہ اُس نے دیکھا کہ

۵ دیکھو تو بیت ثنی ۲۵ یہودہ بھادج سے شادی کرنے کا حکم تھا تاکہ پہلا لڑکا جو یہودہ متوفی
بھائی کے نام کا کہلائے اور اس طرح سے اُس کا نام زندہ رہے ۱۱

شلہ جان ہو گیا مگر اب تک وہ اُسکے حوالہ نہیں ہوئی۔ یہودا نے بب اُسے دیکھا تو سمجھا کہ کوئی رنڈی ہے کیونکہ وہ چہرہ چھپائے ہوئے تھی اور وہ راستہ سے کٹ کر کہنے لگا کیا میں تیرے پاس رہ سکتا ہوں کیونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ اُسی کی ہو ہے وہ بولی کیا دو گئے۔ وہ کہنے لگا گلہ سے میں تجھے ایک بکری کا بچہ بھیج دوں گا تب وہ کہنے لگی پہلے ضمانت داخل کیجئے۔ اسنے کہا کیا ضمانت دون۔ وہ بولی اپنی انگوٹھی اپنے کڑے اور اپنا عصا۔ یہودا یہ سب دیکر صحبت کرنے گیا اور اُس کے حل رہ گیا اور وہ اُٹھی اور جا کر مقنعہ اُتار ڈالا پھر بیوگی کا لباس پہن لیا۔ اور یہودا نے اپنے علمی دوست کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا کہ چیزیں چھڑالائے لیکن عورت کا پتہ نہ تھا تب اسنے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ قبہ کیا ہوئی جو عینیم میں سر راہ بیٹھی تھی اور وہ کہنے لگے یہاں قبہ کہاں۔ اور واپس آکر اُسے یہودا سے کہا کہ قبہ وہاں نہیں ہے اور لوگوں کو بھی نہیں معلوم ہے اور یہودا کہنے لگا وہ لیگی کمین بدنامی ہو جا میں نے بکری کا بچہ بھیجا مگر تو نے اُسے نہ پایا۔ اور جب تین مہینے گزرے تو یہودا کو اطلاع دی گئی کہ تیری بہو نے فحش اختیار کیا اور دیکھ وہ حرام کا بیٹ لائی ہے یہودا بولا پکڑ لاؤ میں اُسے آگ میں جلا دوں گا۔ جب وہ لائی گئی تب اُسے اپنے خسر سے یہ کہلایا کہ جس شخص کی یہ چیزیں ہیں اُس کا پیٹ بھی ہے ذرا پہچانیے یہ انگوٹھی یہ کڑے یہ عصا کس کے ہیں۔ اور یہودا پہچان کر کہنے لگا یہ تو مجھے زیادہ پار سائلی کیوں نہ میں نے اپنے بیٹے شلہ کے ساتھ اسکی شادی کی۔ اسکے بعد یہودا نے پھر اُس سے صحبت نہ کی۔ اور جب دردزہ شروع ہوا تو پیٹ میں تو ام بچے پائے گئے اور درد کی حالت میں ایک بچہ نے اپنا ہاتھ نکال دیا قابلمہ نے فوراً اس کے ہاتھ میں سُرُخ تاگا باندھ دیا اور کہا یہ پہلے نکلا ہے۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ بچہ نے اپنا ہاتھ اندر کھینچ لیا اور دوسرا بھائی پیدا ہو گیا تب وہ کہنے لگے تو کیوں نکل پڑا اس

توڑ کر نکلنے پر تیرا ہم قرص ہے اور پھر اسکا بھائی جسکے ہاتھ میں سرخ تاگا بندھا تھا پیدا ہوا اور اسکا نام زرخ رکھا گیا۔

اخلاقی لحاظ سے قطع نظر کر کے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ داستان قصہ یوسف میں بے جوڑ نظر آتی ہے مگر کچھ کہیں ذکر نہیں اور توام قرص اور زرخ سے کچھ کام نہیں لیا گیا۔ یہاں یہ بھی سن لو کہ وہ برگزیدہ خداوندیوہ جس پر زبور نازل ہوئی اور جسکی نسل سے مسیح موعود پیدا ہونے کے یہود منتظر ہیں یعنی حضرت داؤد اسی قرص کی اولاد سے ہیں (دیکھو اول تاریخ الایام ۱۱۷)۔ اسطرح روح اللہ و کلمۃ اللہ جسپر انجیل نازل ہوئی اور جس کو نصاریٰ ابن اللہ اور ثالث ثالثہ کہتے ہیں داؤد کے سلسلہ سے اسی قرص کی نسل سے ہیں (دیکھو انجیل متی ۱۱۱)۔ یہود اور نصاریٰ نے اس امر پر غور نہیں کیا اور کیوں کریں جب عہد عتیق کی کتابوں میں کہیں حضرت لوط اپنی بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں۔ کہیں حضرت ہارون سونے کا بچھاڑ بنا کر پوجاتے ہیں۔ کہیں حضرت موسیٰ پتیل کا سانپ بناتے ہیں۔ کہیں حضرت داؤد زوجہ آوریہ سے زنا کرتے ہیں۔ کہیں حضرت سلیمان اپنی بیبیوں کی خاطر بت پرستی کرتے ہیں۔ غرض کہ کوئی ناپاک الزام نہیں جو باقی ہو پھر ایسی حالت میں اگر خاندان پر دھبہ آیا تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ یاد رہے کہ زمانہ حال کے محققین یورپ کی اب آنکھیں کھلی ہیں اور انھوں نے آخر اقرار کر لیا کہ کتب عہد عتیق مختلف اور متضاد اخذوں سے مرتب ہوئی ہیں اور انکی صحت شکوک سے جیسا کہ ہم عہد عتیق میں اوپر ثابت کر چکے ہیں۔ کیوں نہیں قرآن مجید تیرہ سو برس پیشتر اعلان

۱۷ کتاب پیدائش ۱۷ خروج باب ۱۷ اعداد ۱۷ دوم صوفیل ۱۷
۱۷ اہل ملوک ۱۷

كَرْجًا سَمِعَ قَوْلَ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ فَهُمْ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَ شَيْءٌ مِنْهُ شَيْئًا قَلِيلًا فَتَعَالَى لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ آيَاتُ يَوْمِهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (سورہ بقرہ)

اب توریت نے قصہ یوسف پھر چھٹا قرآن مجید نے یہودہ کی بیوہ داستان کو چھوڑ کر قصہ یوسف کا تسلسل قائم رکھا تھا۔

قرآن مجید	توریت
وقال الذى اشتراه من مصر لامرأته اكرمي مثواه عسى ان ينفعنا او نتخذة ولدا - وكذلك مكنا ليوسف فى الارض ولنعلمه من تاييل الاحاديث والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون - ولما بلغ اشده اتيناه حكما وعلما وكذلك نخزي المحسنين وراودته التى هو فى بيتها عن نفسه وغلقت الابواب وقالت هيت لك قال معاذ الله انه ربى احسن مثواى انه لا يفلح الظالمون ولقد همت به وهم بها لولا ان رابرهان ربهم كذالك لنصرفن عن السوء والفحشاء ان من عبادنا المخلصين - واستبقا	ويوسف هو رد مصرى ويقتن هو فوطيف سرس فرعه وطبيع ايش مصرى ميد هاشمعاليم اش رهو رد هو شمه وهى يهوه ات يوسف وهى ايش مصلم وهى ببيت ادنيو هم مصرى ويرادنيو كى يهوه اتو و كل اش رهو اعشه يهوه مصلم بيد و - ويمسا يوسف حن بعينه ويشترات اتو ويفقد هو عمل بيتو وكل الش لونت ن بيد و وهى يوسف يطة تار و يفة مره وهى احره دبريم هاله وليثا اشت ادنيو ات عينه اليوسف وتا مرشكبة عى ويمان ويا مره لاش ات ادنيو هن ادنى لا يدع اتى مة ببيت وكل اش ريش

قرآن	توزیث
الباب وقدت قمیصه من دبر و الغیا سید هالد الباب قالت ما جزاء من اراد باهلك سوء الا ان یسجن او عذاب الیم۔ قال هی راودتني عن نفسی وشهدا شاهد من اهلها ان كان قمیصه قد من قبل فصدقت وهو من الكذبین وان كان قمیصه قد من دبر فكذبت وهو من الصديقین فلما را قمیصه قد من دبر قال انه من کید کن ان کید کن عظیم۔ یوسف اعرض عن هذا واستغفری لذنبك انك كنت من المخطین۔ ووقتال نسوة فی المدینة امرأت العزیز تراودفتها عن نفسه قد شغفها حبا انا لنزها فی ضلل مبین۔ فلما سمعت بمكرهن ارسلت الیهن و اعتدت لهن متكئا واتت كل واحدة منهن سکینا وقالت اخرج علیهن فلما راینه اکبرن وقطعن ایدیهن وقلن حاشا لله ما هذا بشرا ان هذا الا ملک کریم۔ قالت	لو ثن بیدای این نو جد ول بیت هذه ممی و لا حشك ممی ما و کی ا ما و تک با شر ات اشتو و ایک اعشه هرعه هجد ل هزات و حطاتی لا لیم۔ و یچی کد بر الیوسف یوم یوم و لا شمع الیه لشکب اصله لهیوت عمه و یچی کیوم هرزه و یبا یوسف هبیت یعشوت ملاکتو و این ایش مانشی هبیت شم بیت و تفشهو بیجد و لا مرشکبه عمی و یغرب بجد و بیده و ینس و یصا هحوصه و یچی کرا و ت کی غرب بجد و بیده و ینس هحوصه و تقتر لا فشی بیت و تا مر لهر و لا مر را و هبیا لنوا یش عبری لصحق بنو با الی بشکب عمی و اقرا بقول جد ول۔ و یچی کشعوی هری متی قوی و اقتر و یغرب بجد و اصلی و ینس و یصا هحوصه و تنخر بجد و اصله

قرآن	توریت
فذلک الذی لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسه فاستعصم ولئن لم یفعل ما امرہ لیسجن ولیکونا من الصغیرین قال رب السجن احب الی ما یدعوننی الیہ والاک تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجاہلین فاستجاب لہ رب فصرف عنہ کیدھن انہ هو السمیم العلیم ثم بد الھم من بعد ما راوا لایت لیسجننہ حتی حین	عدوا او نیوال بیتو تد بر الیو کد مریم ہالہ لامرہ الی عبد لعبری اشہ ہیات لنو لصحق بی وہی کھرنی قوی واقتر او یغرب بجد واصلی ویش ھمو صہ وہی کشمہ اونوات دبری اشو اشرد برہ علیو لا مرکد بریم ہالہ عشہ لی عبدک و عیرافو و یقہ ادنی یوسف اتو تیھو البیت ہسم مقوم اشواسیری ھملک اسوریم وہی شمر ببیت ہسم یہی ہوہ ات یوسف و یط علیو حسد و یتن حنو بعننی شمر بیت ہسم
ترجمہ	ترجمہ
اور جس نے مصر میں میں اُسکو خرید اُس نے اپنی جورو سے کہا اس کو اچھی طرح رکھ شاید یہ ہمارے کام آئے اور ہم اس کو اپنا بیٹا بنالین اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر کے ملک میں بچا یا اور تاکہ اُسے تعمیر خواب سکھائیں اور اُس پر دست سے جو کام چاہتا ہے پورا کرتا ہے	اور یوسف کو مصر میں لائے اور فوطیف نے جو فزعون کی گارڈ کا ایک مصری افسر تھا اسمعیلیون کے ہاتھ سے اُسکو خرید لیا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا وہ صالح تھا اور وہ اپنی مصری مالک کے گھر رہنے لگا اور اُس کے مالک نے دیکھا کہ خدا اُس کے ساتھ ہے اور وہ جو کچھ کرتا

قرآن	توریت
مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اور جب یوسف جوان ہوا تو ہم نے اُسکو حکومت دی اور علم دیا اور ہم نیکون کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اُس نے اپنی خواہش اُس سے بھجانا چاہی اور دروازے بند کر دیے اور کہنے لگی آجا۔ یوسف نے کہا خدا کی پناہ بیشک میرے آقا نے مجھے اچھی طرح عزت سے رکھا بیشک تم کو ہم پہنچ نہیں سکتے اور تحقیق عورت نے یوسف کا قصد کیا اور اگر وہ اپنے رب کی نشانی نہ دیکھتا تو اُس نے بھی قصد کیا ہوتا۔ تاکہ اُسکو برائی اور بدکاری سے ہم دور رکھیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اُسکا کرتا پیچھے سے بھاڑ لیا۔ اور دونوں نے دروازے پر شوہر کو پابا تباہ دہکنے لگی جو کوئی تیری بی بی کے ساتھ بڑا کام کرنا چاہے اُسکی یہی سزا ہے کہ قید ہو	ہے خدا اُسکے ہاتھ سے برکت دیتا ہے اور یوسف اُسکی نگاہوں میں عزیز ہو گیا اُس نے خدمت کی اور اُس نے اُس کو اپنے گھر کا داروغہ بنا دیا اور اپنی ہر چیز سپرد کر دی اور یوسف خوشنود اور حسین تھا اور ایسا ہوا کہ اُس کے مالک کی عورت اُسے گھورنے لگی اور کہنے لگی لے آجا۔ لیکن اُس نے انکار کیا اور عورت سے کہنے لگا میرا مالک نہیں جانتا کہ گھر میں کیا ہوتا ہے اور اُس نے میرے سپرد سب کچھ کر دیا۔ اس گھر میں مجھے بڑا اور کوئی نہیں۔ اُس نے مجھ سے کوئی چیز دریغ نہیں کی بجز تیرے کہ تو اُس کی بیوی سے پھر میں کیونکر حرام کروں اور خدا کا گناہ گار ٹھہرون اور ایسا ہوا کہ روزِ روز وہ اصرار کرتی تھی مگر یوسف نہ اُسکے پاس آیا نہ ساتھ رہا۔ اور ایسا ہوا کہ یوسف ایک دن ایک کام کو گھر میں گیا

توریت	قرآن
اُسوقت گھر میں کوئی آدمی نہ تھا عورت نے دامن پکڑ لیا۔ اور بولی اب آجا اور اُسکا دامن اُسکے ہاتھ میں رہا مگر وہ نکل بھاگا۔ اور ایسا ہوا کہ جب عورت نے دیکھا کہ دامن تو ہاتھ میں ہے اور وہ ہاتھ سے نکل گیا تو اُس نے غل مچایا اور گھر کے آدمیوں سے کہنے لگی وہ ایک عبری شخص کو میری تفصیح کے لیے لایا وہ مجھے خراب کرنا چاہتا تھا مگر میں زور سے چلائی اور جب اُس نے دیکھا کہ میری آواز بلند ہوئی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ کر نکل بھاگا اور اُس نے کپڑا رکھ چھوڑا یہاں تک کہ اُسکا شوہر گھر میں آیا اور وہ کہتے لگی وہ عبری نوکر جو تو نے رکھا ہے مجھے بے آبرو کرنے آیا اور جب میں چلائی تو وہ اپنا کپڑا چھوڑ کر نکل بھاگا۔ اور ایسا ہوا کہ جب شوہر نے جوی کی یہ بات سنی	یا اُسکو تکلیف دہ مار ماری جائے۔ یوسف نے کہا اسی خود مجھ سے لگا وٹ کی اور عورت کے لوگوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ اگر یوسف کا کرتا سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا لیکن اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف سچا ہے پس جب دیکھا کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو شوہر کہنے لگا یہ تمہارا بی چلتے ہو بیشک عورتوں کا چلتے غضب کا ہوتا ہے۔ اے یوسف تو اسکا کچھ خیال نہ کر اور اسے عورت تو اپنا گناہ بخشو بیشک تو یہی خطا کا رہتی اور شہر میں عورتوں نے چچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام سے خواہش نہجنا ناچاہتی ہے وہ اسے عشق میں دیوانی ہو گئی ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہ صاف بہک گئی ہے پس جب اُسے عورتوں کے طعنے سنے تو اُس نے انھیں بلا بھیجا اور (عورت میں) مسند بچائی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی پھر یوسف سے کہا انکے سامنے نکل آ عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو وہ مرعوب ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بول اٹھیں جاشا اللہ یہ آدمی کا ہے کو سے یہ تو ایک نیک فرشتہ ہے۔ عورت بولی یہی وہ ہے جسکے بارے میں تم طعنے دیتی ہو اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے ہی خواہش کی مگر اُسے آپ کو بچایا اور اب اگر میرے کہنے پر

توریت	قرآن
جو نو کرنے کی تو اس کا غصہ بھڑکا اور اس نے یوسف کو اس قید خانہ میں جہان شاہی قیدی رہتے تھے بھیجا اور خدا یوسف کے ساتھ تھا اس لیے داروغہ جیلخانہ اسپر مہربان ہو گیا۔	نہ چلا تو ضرور قید ہوگا اور ذلیل ہوگا۔ یوسف نے کہا خدا و خدا جس کام کیلئے یہ مجھے بلاتی ہیں اس سے توقید میں جانا مجھے گوارا ہے اور اگر تو انکا چلتر مجھ سے نہ دور کرے گا تو کہیں میں انکی طرف جھک نہ جاؤں اور نادانوں میں ہو جاؤں پس خدا نے اسکی دعا سن لی اور انکا چلتر اس سے روک دیا بیشک وہ سبکی سنتا جاتا ہے پھر اتنی نشانیاں دیکھنے پر بھی انکو یہی سوچا کہ یوسف کو ایک نرت تک قید کر دین۔

قصہ یوسف میں عورت کا فریفتہ ہو کر آپ کو گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش
کرنا ایک نازک موقع ہے لیکن غنیمت ہے کہ توریت نے یہاں سنبھال لیا اور یوسف
صاف سچ کر نکل گئے ایسے سخت امتحان میں جب کہ عورت خود خواہش کرتی تھی اور روز بروز
اصرار کرتی تھی حضرت یوسف کا اپنے محسن کی نمکرا می سے محسن حقیقی کی عدول حکمی
کی طرف ذہن منتقل کرنا اور حرام سے بچنا نہایت عمدہ مضمون ہے لیکن اس کے بعد
واقعات کچھ اس طور سے بیان ہوئے کہ قصہ پھیکا ہو جاتا ہے۔ عورت ناکام رہ کر
غل بچاتی ہے اور کپڑا دکھاتی ہے کہ یوسف ایک غیر شخص کو میرے خواب کرنے کو
لایا پھر شوہر کو وہی کپڑا دکھا کر یوسف کو ملزم ٹھہراتی ہے۔ شوہر غصہ میں آ کر
یوسف کو قید کر دیتا ہے۔ اب قرآن مجید میں لکھو کہ اس نازک موقع پر توریت
کے اس عمدہ مضمون کو کیسا چمکا یا ہے اور کقدر بلند کر دیا ہے۔ تنہائی میں دروازہ
بند کر کے عورت کا بتانا نہ اصرار مرد کو محض دلیل کی قوت سے بچانے یہ بشریت کے
نفاض کے لحاظ سے آسان نہیں ہے ایسے سخت امتحان اور نازک معاملہ میں جب تک

فضل انہی شامل حال نہوا یمان کا بچنا مشکل ہے۔ اس دقیق نکتہ کو جو حضرت انسائی کی سچی تصویر اور مذہب کی جان ہے اُس دلیل و برہان کے بعد کیا خوب ادا کیا ہے کہ ذلک لتصرف عند السوء والفتشاء انہ من عبادنا المخلصین اور اپنے بندہ مخلص یوسف کی عصمت کا کیسا زبردست ثبوت دیا ہے لہ

اب اسکے بعد کا اسلوب بیان دیکھو شوہر عین اُسوقت آجاتا ہے جب دروازہ سے یوسف بھاگتے ہوئے نکلتے ہیں اور پیچھے عورت ہے جو برجستہ بات بنانے کی غرض سے آپ کو ملزم ٹھہراتی ہے اور سزا کا تعین بھی کر دیتی ہے مگر گھر کا ایک شخص گواہی دیتا ہے اور فیص یوسف کے پیچھے سے پھٹے ہونے کی لطیف توجیہ سے عورت کو ملزم ٹھہراتا ہے۔ شوہر اس تریا چلتر سے سناٹے میں آتا ہے پھر بدنامی کے خیال سے یوسف سے اخفا سے راز کی درخواست کرتا ہے اور عورت کو جسے حضرت یوسف کے قابل قدر استقلال نے ناجائز فضل سے بچا دیا تھا صرف اسقدر تنبیہ کرتا ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو کر توبہ کر لے۔ پھر اس واقعہ کا مصر کی

۱۵ تفسیر کبیر اور کشاف میں اس موقع پر عصمت یوسف کی معرکتہ الآرا بحث کی ہے اور اُن اقوال کی تردید کی ہے جن سے حضرت یوسف کے قصد و ارادہ کا ثبوت ہوتا ہے (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) محدث ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الفضل فی الملل جلد ۴ صفحات ۱۴ و ۱۵ میں ان اقوال کی تردید زور و شور سے کی ہے۔ حقیقت میں وہ اقوال جن کو ابن جریر نے اپنی تفسیر جلد ۲ صفحات ۱۰۸ و ۱۰۹ میں درج کیا ہے اصل میں تالمود بابلی سد ششم صفحہ ۳۶ سے ماخوذ ہیں اور "اسرائیلیات" میں شامل ہیں اور ہرگز احادیث نبوی نہیں ہیں اس کی تفصیل ہم عند عتیق کے متن میں اوپر لکھ چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان لفظی اقوال کو متاخرین نے اپنی تفاسیر میں درج قبول عطا کیا اور پھر شوا مشلاً جامی نے یوسف زلیخا میں حاشیہ چڑھا کر عام طور سے مشہور کر دیا ۱۲

عورتوں میں چرچا ہونا (اور عورتوں ہی میں اس قسم کا چرچا سب سے پہلے ہو جاتا ہے) اور غلام کے ساتھ عشق کو حقارت سے دیکھنا۔ عورت کا یہ طعنہ سکر بیچ و تاب کھانا اور ایک جلسہ دعوت میں حسن یوسف کا جلوہ دکھا کر انھیں از خود رفتہ کر کے قائل اور ہمدرد بنالینا پھر حضرت یوسف کو قید و ذلت کی دھمکی دینا۔ حضرت یوسف کا پریشان ہو کر خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس بلا میں مبتلا ہونے سے بلا سے زندان بہتر ہے۔ دعا کا قبول ہونا اور آپ کا قید خانہ جانا۔ یہ تمام واقعات کچھ ایسے نیچرل طور پر دلکش طرز میں جذبات کی تصویر کھینچتے ہیں اور توریت کے اُس پھیلے مضمون کو ایسا لطیف اور بامزہ بنا دیتے ہیں کہ اس لذت کا ادراک صرف ذوق سلیم ہی کو ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن میں زنان مصر کی دعوت کا قصہ یہودی کتاب ”مدرائش یلقوت“ اور ”مدرائش ابکیم“ باب ۱ کے مطابق ہے لیکن کتاب پیش کے جمع کرنے والوں نے (اپنی بد مذافی کا یہ ثبوت دیا ہے کہ یہود اور انکی زنا کاری کا قصہ فحش تو ایک دوسرے باب میں بیان کیا لیکن اس لطیف مضمون کو اڑا دیا۔

قرآن	توریت
و دخل معه السجن فتيان قال احدهما لاني اذاني اعصر خمرا و قال الاخر اذاني اذاني احمل فوق راسي خبزا تاكل الطير منه نبثنا بتاويله انا انراك من المحسنين۔	ويحي احرهد برسم هاله حطا و مشقه ملك مصر يرمو هافنه لادينهم مللك مصر يرمو ويقصف فرعه على شني سيري سيو على شرهم مشقه و على شرها و نسيم وتين اتر بمشمر بيت شره طعيم البيت هسهم مقوم شره يوسف اسورشم

قرآن	توریت
فقال لاياتيكم اطعام تري قنه الانبات كما بتاويله قبل ان ياتيكم ذلكما مما علمني رب اني تركت ملة فتوم يومنون بالله وهم بالاخرة هم كفرون واتبعت ملة ابائي ابراهيم و اسحق ويعقوب ما كان لنا ان نترك الله من شئ ذلك من فضل الله علينا وعلى الناس و لكن اكثرا للناس لا يشكرون يصاحبى السجين ءا سباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتوها انتم واباؤكم وما انزل الله بها من سلطان ان الحكم	وياب اليهم يوسف ببقرا ويرا انتم وهنم زغنيم ويسال اسرائيل فرعه اشرا تو بمشربيت ادنيولا مرمد وعقنيكم رعيم هيوه ويا مرو اليو حلو مخلصو وفتو اين اتو ويا مرو اليهم يوسف هلوا لا لهيم فترنيم سفر ونالى ويسفر شرمشقيم ان حلمو ليوسف ويا مرو بجاي وهنه جفن لفنى ويجفن شلشه شريم و هو كفات علتة نصه هبشيلوا شكليت عبنم وكوس فرعه بيدى واقمرات هعنيم واشمط اترا الكوس فرعه واتنات هكوس عل كف فرعه ويا مرو يوسف زه فترنو هشلشت هشر جيم شلشت يميم هم بعود شلشت يميم يشا فرعات راشك وهشى بك عل كنك وندت كوس فرعه بيد وكشفط يراشون اشرا هيت مشقهو كى امره كرتنى اتك كاشرا يطب لك وعشيتنا عمدى حسلا و هز كرتنى الفاعه وهوصاتنى من هيت هزه كى جنب جنبتى مارص هعبريم وجم

توریت	توریت
الا لله امرالا تعبدوا الا ایتا ذلك السدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون - يصاحب السجن اما احدا كما فيسقى رب خمرًا و اما الاخر فيصليب فتاكل الطير من راسه قضى الامر الذي فيه تستفتين - وقال للذي ظن انه ناج منهما اذكرني عند ربك فانك الشيطان ذكر به فلبث في السجن بضع سنين -	فلا عشيتهى مادامه كى شمواتى بيور ويراشر ها فم كى طوب فتر ويا مراليوسف افانى مجاوى وهنه شلشه شلى حرى عل راشى وبسل هعليون مكل ماكل فرعه معشه افه وهعون اكل اتقرن هسل معل راشى ويعن يوسف ويا مرزاه فتر نوشلشت هسلیم شلشت یمیم هم يعود شلشت یمیم ليشا فرعات راسك معليك وتله اوتك عل عص واكل هعون ات بشرك معليك وهى بيور هشلشى يوم هلدات ات فرعه ويعش مشته لكل عبد يو ویشات راس سرهمشقم وات راش شرها فم بتوك عبد يو ویشب ات شر همشقم عل مشقه ويتن هكوس عل كف فرعه وات شرها فم تله كاشر فتر لهر يوسف ولا ذكر شرهمشقم ات يوسف ویشكهو
ترجمہ	ترجمہ
اور یوسف کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان اور آئے ایک نے کہا میں نے خواب میں دیکھا	اور اسکے بعد ایسا ہوا کہ بادشاہ مصر کے آبدار اور خانہ مان نے شاہی جرم کیا اور فرعون آبدار اور خانہ مان پر عصفہ ہوا اور اسنے

توریت	قرآن
انھیں اپنی گارڈ کے کپتان کے مکان میں جہاں یوسف اسیر تھا قید کر دیا اور کپتان نے قیدیوں کو یوسف کے سپرد کر دیا۔ اور وہ اُن کی نگہداشت کرنے لگا اور ایک فضل تک وہ قید رہے اور ایک رات کو دونوں نے خواب دیکھا یعنی آبدار و خانسا مان نے جو شاہ مصر کے ملازم تھے اور قید کیے گئے تھے۔ اور صبح کو یوسف اُن کے پاس آیا اور انھیں متفکر پایا اور اُس نے فرعون کے اُن ملازموں سے جو قید تھے پوچھا تم آج کیوں غمگین ہو۔ انھوں نے کہا ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اور کوئی تعبیر دینے والا نہیں ہے اور یوسف نے کہا کیسا تعبیر دینا خدا کے ہاتھ میں ہے تم مجھ سے کہو تو سہی۔ اور آبدار یوسف سے یون کہنے لگا میں نے خواب میں انگور کی ایک بیل دیکھی جس میں تین شاخیں تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کھلا جا رہی ہیں اور کلیان نکلتے والی ہیں اور پختہ انگور پیدا ہو گئے اور فرعون کا پیالہ میرے ہاتھ میں ہے میں نے انگور لیس کر فرعون کے پیالے میں پھوڑے اور فرعون کے	جیسے شراب پھوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں جیسے سرور و ثیان لاوے ہوں اور چڑیاں اُس میں سے کھا رہی ہیں۔ یوسف انکی تعبیر بتا دے ہم تجھے نیک آدمی پاتے ہیں اُس نے کہا قبل اس کے کہ تمہارا کھانا جو تمہیں ملتا ہے تمہارے پاس آئے میں تمہیں تعبیر بتا دوں گا یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا میں نے اُن لوگوں کا طریق بھوڑ دیا جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے اور آخرت کو بھی نہیں مانتے اور میں اپنے باپ دادا کے طریق پر چلتا ہوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے ہمارے کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر

قرآن	توریت.
آدمی شکر نہیں کرتے اے میرے رفیق زندان جدا دیوتا بہترین یا وہ اکیلا خدا جو بڑے ہے تم جو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو وہ فقط نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں اتاری اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اُس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوا اسکے کسی اور کو نہ پوجو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اللہ لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے رفیق زندان! تم میں سے ایک تو اپنے صاحب کو شراب پلانے لگا اور دوسرا جو ہے اُسکو سولی دی جائے گی پھر چڑیاں اُس کے سر کو نوچ کھا لیں گی تم جس بات کو پوچھتے تھے اُس کا فیصلہ ہو چکا۔ اور جسکو	ناتحہ میں دیا۔ یوسف نے کہا اسکی تعبیر یہ تین شاخیں تین دن ہیں۔ تین دن میں فرعون تجھے سر بلند کرے گا اور تیری جگہ پر مقرر کرے گا اور تو فرعون کو پیالہ دے گا جس طرح تو پہلے آباری کرتا تھا لیکن جب تو اچھی حالت میں ہو تو مجھے بھی یاد رکھنا اور براہ کرم مجھے مہربانی کرنا۔ فرعون سے میرا ذکر کرنا اور اس گھر سے مجھے نکال لینا کیونکہ مجھے عبرتوں کے زمین سے چُرا لائے ہیں اور یہاں بھی میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکے سبب سے وہ مجھے اس قید خانہ میں ڈال دیں جب خانہ سالانہ دیکھا کہ تعبیر تو خوبی تب اُس نے یوسف سے کہا میں نے بھی خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ میرے سر پر سفید روئی کے تین ٹوکرے ہیں اور اوپر دانے ہیں فرعون کے واسطے سب قسم کے کھانے جو باورچی پکائے رکھے ہیں اور چڑیاں میرے سر کے ٹوکرے سے نکال نکال کھا رہی ہیں اور یوسف نے جواب دیا اسکی تعبیر یہ ہے تین ٹوکرے تین دن ہیں۔ تین دن میں فرعون

توریت	توریت
یوسف نے سمجھا کہ چھوٹے والا ہے اُس سے کہا اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا۔ لیکن شیطان نے اُس کو بھلا دیا کہ اپنے صاحب سے اُس کا ذکر کرے آخر کئی برس تک یوسف قید خانہ میں اور رہا۔	تیرا سر تھکے سے جدا کر دیا اور ایک درخت پر سولی چڑھا دے گا اور چڑیاں تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھا یں گی اور ایسا ہوا کہ تیسرے دن جب فرعون کی مالگرہ تھی تو اُس نے سب ملازمین کو دعوت دی اور آبدار کو سر بلند کیا اور خانا مان کا سر کاٹ لیا سب ملازمین کے سامنے۔ اور اُس نے سانی کو پہلی جگہ دی اور وہ فرعون کو پیالہ دینے لگا لیکن خانا مان کو سولی دگنی جطور سے یوسف نے تعبیر دی تھی۔ لیکن آبدار یوسف کو بھول گیا اور اُس کو یاد نہ آیا۔

توریت میں حضرت یوسف صرف یہ کہہ کر کہ تعبیر خدا کے ہاتھ سے فوراً سانی کے خواب کی تعبیر شروع کر دیتے ہیں پھر جن الفاظ میں اُس سے سفارش چاہی ہے ان سے لجاجت اور گدایا نہ ابرام ٹپکتا ہے۔ آپ کا سانی سے یہ کہنا بڑی عنایت ہوگی بادشاہ سے کہہ کر مجھے یہاں سے نکلوا لیجیے مجھ کو میرے وطن سے چر کر لائے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا بخیطا ہوں مجھ سے بیکس کو قید میں ڈال رکھا ہے لیکن سانی رہا ہو کر بھول جاتا ہے اور آپ چند سال اور قید رہتے ہیں۔

آب قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھو دو وزن کا خواب سن کر بجائے اسکے کہ حضرت یوسف فوراً تعبیر شروع کر دین فرماتے ہیں ٹھہرو میں تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی تعبیر کر دینگا مجھے تو یہ علم خدا نے سکھایا ہے اس طور سے انھیں شتاق بنا کر عین موقع پر اپنے اصلی فرض کو یعنی خدا پرستی کی تعلیم و تلقین اور شرک و بت پرستی کی مذمت

پرجوش اور موثر طریقہ سے ادا کرتے ہیں اس طور سے آپ کا اصلی جوہر کھلتا ہے کہ آپ نہ معجز تھے نہ کاہن بلکہ نبی زادہ رسول کریم اور ہادی برحق تھے۔ پھر تعبیر خواب کے بعد ساقی سے خطیہ جملہ فرماتے ہیں اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (یعنی اپنے صاحب سے میرا بھی ذکر کرنا) جس سے اظہار مدعا ہے مگر خود داری کے ساتھ بغیر گدایا نہ ابرام دلجا جت کے یہ جملہ کس قدر بلیغ ہے پھر مٹا ایک ایسا جملہ بیان ہوتا ہے جس سے خاصانِ خدا کے روحانی رمز پر روشنی پڑتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ فَاَنسَاہُ الشَّیْطٰنُ ذَکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السَّجْنِ بَعْضَ مَسٰیْنِ۔ دیکھو تورات میں ساقی کا بھول جانا اور آپ کا عرصہ تک قید رہنا کس قدر فصل کے بعد آخر باب میں بیان ہوا ہے اور وہ بھی بطور نقل واقعہ کے لیکن یہاں کلام مجید میں ادھر حضرت یوسف نے ادا سے فرض نبوت کے بعد بلحاظ اسکے کہ دنیا عالم اسباب ہے اور تدبیر ممنوع نہیں ہے ساقی سے اظہار مدعا کیا اور اُدھر غیرت الہی جوش میں آئی کہ توکل محض اور دوام حضور کے مقام قرب سے جنبش کیسی اب ساقی کی فراوشی سے حصول مدعا میں تاخیر کا نتیجہ دیکھو سچ ہے:-

جن کے رتبہ ہیں سوا ان کو سوا شکل ہے

حَسَنَاتُ الْاَبْکَرِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّرِ

قرآن	توریت
وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْ اِذِّیْ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَمَانٍ یَّا کَاهِنُ سَبْعَ عَجَافٍ	وہی مقص شنیع تم یمیم و فرعونہ حلم و ہنہ عمد عل ہبار و ہنہ من ہیا رعلت سبع فروت بقوت مراء دبری ات بشرو و شرعینہ باحو و ہنہ سبع

قرآن	توریت
وسبع سنبلت خضر و اخریلست یا ایھا الملاک فتونی فی رؤیای ان کنتم للرب یا تعیدون قالوا اصغاث احلام و ما غن بتاویل الاحلام بعلمین و قال الذی نجما منهما و ادکر بعد امۃ انا انبئکم بتاویلہ فارسلون یوسف ایھا الصدیدین افتنا فی سبع لغزات سمان یا کلھن سبع عجاف وسبع سنبلت خضر و اخر یدست لعلی ارجع الی الناس لعلہم یعلمون قال تیرعون سبع سنین و ابافما حصدم فذروہ فی سنبلة الا قلیلا ما تاکلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع مثلاً یا کلن ما قیتم	فروت احروت علوت احرى هن من هیار دعوت مراہ و دقوت لبشر و تعمدا نہ اصل هفروت عل شفت هیار و تا کلنہ هفروت دعوت همراہ و دقت ہبشر اتسبع هفروت یفت همراہ و ہبری ات یفض فرعہ و یدشن و یلم شنت و ہنہ سبع شلم علوت بقتہ احد بریات و طبت و ہنہ سبع شبلیم دقوت بشد دقت تدیر صحت احرى هن و تبلعانہ شبلیم ہد قوت اتشبع شبلیم ہبریات و هملاوت و یقص فرعہ و ہنہ حلوم و ہنہ و بقرہ و لقغم رد جو ویشلم و یقات کل حوطی مصویر و اتکل ہامیہ و یسفر فرعہ لہم اتحملو این فوترات و توت و تر فرعہ دید بر شر ہمشقیم اتفرا عملام اتخطای انی مرکز یرہوم فرعہ قصف عل عبد یو و تین اتی بشرا بیت شر ہطجیم اتی و اتشرا ہانیم و غلمہ حلوم بلیہ احد انی و ہوا الیش کفترون حلوم حلوم و شم اتنی نعر عربی عبد لشر ہطجیم و نسفر لو و بفترونوا تحملیتنوا یش کحلوفترو و یھی کا شرفتر لو کن ہنہ اتی ہشیب عل کنی و اتوتلہ ویشلم فرعہ و یقرا اتیوب و یر صہوم ہبور و یحاجر و یخلف شملیتو و بب الفراعہ و یا مرفوعہ الیوسف

تورات	توریت
لن الا قليلا مما تحصنون ثم ياكى من بعد ذلك عام فيه يغاث الناس وفيه يعصرون وقال الملك انتوى به فلما جاءه الرسول قال ارجع الى ربك فثله ما بال السنوة التي قطعن ايدى ان ربي بكيد هن عليم قال ما خطبك اذ راودتن يوسف عن نفسه قلن حاش لله ما علمنا عليه من سوء قالت امهات العزیز الان حصص الحق ان اراودت عن نفسه و ان لمن الصادقین ذلك ليعلم اني لم اخنه بالغيب وان الله لا يهدي كيد الخائنين وما ابرئ نفسي ان النفس لا اماراة بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور رحيم وقال الملك ايتوني بما استخلصه لنفسى فلما	حلوله حلمتى وفتاين القراوين شمعنى عليك لا مر تشمه حلوم لفترا تو ويعن يوسف اتفرعه لا مر بلعدى الهيم يغنه اتشوم فرعه ويد بفرعه اليوسف بجلى ويا مريوسف اتفرعه حلوم فرعه احد هوالت اشرها الهيم عشه هنيذ الفرعه شبع فرست هطبت شبع شنيم هنه وشبع هشليم هطبت شبع شنيم هنه حلوم احد هو وشبع هفروت هفروت وهفروت هفروت هفروت شبع شنيم هنه وشبع هشليم هفروت شدفوت هفديم وهيو شبع شني رعب هواهد براشرو يرقى الفرعه اشرها الهيم عشه هرا الفرعه هنه شبع شنيم باوت شبع جدول بكل ارض مصر يرو فوشبع شني رعب احرهين ونشقر كل هشبع بارص مصر يرو كله هرعبات هارص ولا يودع هشبع بارص مفنى هرعب هوا احرى كن كيد هوا ماد وعل هشنوت محلولم الفرعه فميم كى تكون هرب مع هالهيم ومعه هالهيم لعشتو وعته يرا فرعايش بنون وحكم ويشيتهوعل ارض مصر يرو عشه فرعه ويفقد فقد يروعل هارص وحش ات ارض مصر يرو بشبع شني هشبع ويقبضوا نكل اكل هشنيم هطوت

قرآن	توریت
كلمه قال انتك اليوم ولد ين مكين امين قال جعلني على خزائن الارض لاني حفيظ عليهم وكذلك مكنا يوسف في الارض يتبعونها حيث يشاء نصيب بحسبنا من نشاء ولا نضيع اجر المحسنين ولا اجر الاخرة خير للمذين امنوا وكانوا يتقون	ہبات ہلا ویصبر وبر تحت ید فرعون اکل بعزیر وشر وہر ہا کل نفقد ون لارص بسبع شنی ہرعبا شہقین بارص مصر یو ولا تکر ت بارص ہرعب و یطب ہد بر بعینی فرعہ وبعینی کل عبد یو دیا مرفرعہ العبد یو ہمضا کزہ ایش اشرسا روح الہیم بو ویا مرفرعہ الیوسف اخری ہو دبع الہیم و تک النکل رات این ہبون وحکم کموک اتہ تمہیر علی بیتی وعل فیلک یشق کل عمی رق ہکسا اجدل ممک
ترجمہ	ترجمہ
اور بادشاہ نے کہا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائین موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائین لکھائے جاتی ہیں اور سات سبز بالیان اور باقی سوکھی۔ درباریوں تعبیر کو اگر تم تعبیر دینا جانتے ہو وہ بولے یہ خواب پریشان ہیں اور ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر ہم کو معلوم نہیں۔ اور جو ان دو فیدیوں میں سے چھوٹ گیا تھا	اور ایسا ہوا کہ دو سال بعد فرعون نے یہ خواب دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے یکا یک دریا سے سات موٹی اور خوش شکل گائین نکلیں اور وہ چراگاہ میں چر رہی تھیں اور ان کے بعد دریا سے سات اور بد شکل اور دبلی گائین نکلیں اور کنارے پر ان کے مقابل کھڑی ہوئیں اور یہ بد شکل دبلی گائین ان خوش شکل موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ پس فرعون جاگ اٹھا اور پھر سو گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ سات ایک ہی طرح کی عمدہ بالیان کھڑی ہو گئیں اور پھر سات دبلی اور شرقی ہوا سے جھلسی ہوئی بالیان

تورات	توریت
اُسے کہا اور ایک مدت کے بعد اُس کو خیال آیا میں تم کو اُسکی تعبیر بتاتا ہوں مجھکو بھیج دو سہی اسے یوسف تو سچا ہے ہمیں تعبیر بتا سات موٹی گائیں ہیں جنھیں سات دہلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات ہری بالیان ہیں اور دوسری سوکھی تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور تاکہ وہ سمجھ لیں یوسف نے کہا تم سات سال برا بکھیتی کرو گے پھر جب فصل کاٹو تو انا ج بالیون میں رہنے دو مگر تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لو ان کے بعد سات سخت قحط کے سال آئیں گے جن میں جو کچھ تم نے ذخیرہ کیا تھا کھا لیا جائے گا مگر تھوڑا جو بچا رکھو گے پھر ان کے بعد ایسا سال آئے گا جن میں بارش	کٹری ہوئیں اور یہ پہلی سات بالیان ان سات عمدہ بالیون کو نگل گئیں اور فرعون جاگ پڑا اور خواب تھا اور ایسا ہوا کہ صبح کو وہ پریشان اُٹھا اور مصر کے سب جادو گردن کو بلایا اور سب عاقلوں کو اور اُن سے اپنا خواب بیان کیا لیکن فرعون کے خواب کی کوئی تعبیر نہ دے سکا تب ساتی فرعون سے کہنے لگا آج میری خطائیں مجھے یاد آئیں فرعون اپنے نوکردن پر خفا ہوا اور مجھے افسر گارد کی جیل میں بھیجا مجھے اور خاٹا مان کو اور ہم دونوں نے ایک خواب دیکھا جنکی تعبیر الگ الگ تھی اور ہمارے ساتھ ایک عبری غلام بھی تھا افسر گارد کا ہم نے اُس سے خواب بیان کیا اُس نے تعبیر دی ہر ایک کی الگ الگ اور جیسی اُس نے تعبیر کی تھی ویسا ہی ہوا۔ اُس نے مجھے میری جگہ دلوائی اور دوسرے کو سولی چڑھا یا تب فرعون نے یوسف کو بلوایا اور وہ اُسے جلدی سے قید خانہ سے نکال لائے اور اُس نے خط بنایا اور کپڑے بدلے اور فرعون کے سامنے آیا اور فرعون نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر کوئی نہیں دے سکا اور میں نے سنا ہے کہ تو تعبیر دینا جانتا ہے

توریت	توریت
ہوگی اور لوگ اس بچوڑین گے بادشاہ نے کہا اُسے میرے پاس لاؤ جب اس کا قاصد آیا یوسف نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا اور اُس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے بیشک میرا رب اُن کے فریب سے وقف ہے۔ پوچھا کیا معاملہ گذرا جب تم نے یوسف کو پھانسا جا ہا وہ بولیں حاشا بشریم کو اُس کی کوئی بُرائی معلوم نہیں ہے تب عزیز کی بیوی کہنے لگی اب حق بات تو کھل گئی میں نے خود اُس سے خواہش بچھانا چاہی اور بیشک وہ بچا ہے یوسف نے کہا یہ سب اس لیے کہ وہ جان کے دین نے بیٹھ چھپے ہکی خیانت نہیں کی اور خیانت کرنے والوں کا داؤن اللہ چٹنے	اور یوسف نے فرعون سے کہا مجھ میں کیا دھرا ہے خدا فرعون کو سلامتی کا جواب دے گا اور فرعون نے خواب بیان کیا اور یوسف نے فرعون سے کہا کہ فرعون کا خواب ایک ہی ہے خدا نے فرعون کو جو کچھ وہ کرنے والا ہے دکھایا ہے۔ سات خوش شکل گائیں سات برس مین اور سات عمدہ بالیان سات برس مین خواب ایک ہی ہے اور سات دہلی اور بد شکل گائیں جو بعد کو نکلیں سات سال مین اور سات خالی بالیان جو مشرقی ہوا سے بھلتی مین سات سال قحط کے مین۔ یہ بات ہے جو مین نے فرعون کے حضور مین بیان کی خدا جو کچھ کرنے والا ہے اُسے فرعون کو دکھا دیا ایسا ہو گا کہ سر زمین مصر مین سات سال بڑے افزائش کے ہون گے اور پھر سات سال ان کے بعد قحط کے جس مین ساری افزائش سر زمین مصر مین بھول جائیں گے اور قحط ملک کو برباد کر دے گا اور افزائش زمین مین معلوم نہ ہوگی اسوجہ سے کہ جو قحط آئے گا وہ بڑا ہولناک ہو گا اور اس لیے فرعون کا خواب مکرر ہوا کیونکہ خدا نے اسکو ایسا

قرآن	توریت
نہیں دیتا اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو بُرے کام کی طرف ابھارتا ہے مگر یہ کہ میرے رب نے رحم کیا بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اُسکو میرے پاس لاؤ میں خاص اپنے کام پر رکھوں گا۔ جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی کننے لگا آج سے تو ہمارے پاس مرتبہ والا ہے امانت دار یوسف نے کہا بھگے ملک کے خزانہ پر مقرر کر میں حفاظت کر سکتا ہوں اور خبردار ہوں اور ہم نے اسطرح یوسف کو ملک میں جا دیا وہ جہاں چاہتا تھا رہتا تھا ہم جیسے چاہیں اپنی رحمت پہنچاتے ہیں اور نیکوں کی محنت ہم برباد نہیں ہونے دیتے اور ایماندار پر ہیزگاروں کے لیے آخرت کا ثواب بہتر ہے۔	مقرر کر دیا ہے اور عنقریب خدا ایسا کرے گا اس لیے فرعون کو اب ایک ہوشیار اور عقلمند آدمی چاہیے جو سرزمین مصر پر مقرر کیا جائے فرعون کو ایسا کرنا چاہیے اور اُسے زمین پر حاکم مقرر کرنا چاہیے اور سات افزائش کے سالوں میں زمین مصر کا پانچواں حصہ آمدنی لینا چاہیے اور سات عمدہ برسوں کی پوری خوراک جمع کرنا چاہیے اور فرعون کے ہاتھ میں غلہ رکھنا چاہیے اور اُسی شہروں میں خوراک رکھنا چاہیے اور یہ خوراک مصر کے ملک میں قحط کے سات برس کے واسطے جمع رہنا چاہیے تا کہ ملک قحط سے تباہ نہ ہو۔ یہ بات فرعون کو پسند آئی اور اُس کے سب ملازمین کو بھی اور فرعون نے ملازمین سے کہا کیا ہم کوئی ایسا آدمی جیسا یہ ہے پاسکتے ہیں جس میں روح اتنی موجود ہے اور فرعون نے یوسف سے کہا خدانے تجھے یہ سب کچھ دکھایا ہے تجھ سے زیادہ واقف کار اور عقلمند اور کوئی نہیں ہے تو میرے گھر پر حاکم ہوگا اور میری رعایا تجھے بوسہ دیگی مرتخت پر میں تجھ سے بڑا رہوں گا۔

توریت میں حضرت یوسف ساقی کی سفارش سے فرعون کے خواب کی تعبیر کے لیے قید خانہ سے نکالے جاتے ہیں اور بعد تعبیر بادشاہ کے نائب مقرر ہوتے ہیں لیکن جس الزام پر آپ کو فوطیف نے غصہ میں آکر قید کیا تھا اُس سے بری ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں ساقی نے جبوقت یوسف کی تقریب بادشاہ سے کی وہاں اس قدر اور کہتا کہ میرے اور خانسان کے ساتھ قید خانہ میں ایک اور بخیط عبری غلام تھا مگر توریت نے اور باتوں کو تو طول دے کر اور مُکتر بیان کیا لیکن اس ضروری امر کو اڑا دیا جس سے آپ کا کیرکٹر فوطیف بادشاہ اور درباریوں سب کی نگاہ میں مشتبہ رہا۔ اب قرآن کا اسلوب بیان دیکھو فرعون کا خواب سنکر اور بخمیون کو عاجز پا کر ساقی کو حضرت یوسف یاد آتے ہیں لیکن چونکہ شاہی خواب کا معاملہ ہے جس کی تعبیر سے بڑے بڑے بخومی عاجز ہیں اس لیے فوراً یوسف کا نام نہیں لیتا ہے اور پہلے خود قید خانہ میں جا کر اور معقول تعبیر خواب سنکر اطمینان کے ساتھ واپس آکر بادشاہ سے ذکر کرتا ہے آپ طلب ہوتے ہیں اس موقع پر بجایے اسکے کہ آپ خوش ہو کر فوراً روانہ ہو جائیں پہلے جس جرم میں آپ مآخوذ ہیں اُس کی تحقیقات چاہتے ہیں تاکہ سب پر اصل حقیقت کھل جائے اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ عزت اور آبرو کا خیال دنیاوی عروج پر مُقدم ہے حسن اتفاق سے اگر تقرب شاہی حاصل ہو گیا لیکن ننان و نام پردہ بہ قاعلم رہا تو کس کام کا۔ غرضکہ تحقیقات ہوتی ہے زنان مصر شہادت دیتی ہیں اور عورت منغل ہو کر اپنے جھوٹے الزام کا خود اقرار کر لیتی ہے۔ اور حضرت یوسف علیٰ رؤس الاشہاء دیگناہ ثابت ہوتے ہیں تب آپ کفر سے اقرار ہویت اور شکر اُٹی کے طور پر کس قدر اعلیٰ اور ارفع خیال ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں وما ابدی نفسی ان النفس لا تارة بالسوء الا ما رحم ربي ان ساقی

غَفُودٌ سَاحِسْتُمْ۔ پھر آپ دربار میں جاتے ہیں فرعون آپ سے گفتگو کر کے تمہیں گرویدہ ہو جاتا ہے اور اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے آپ جس کام کو باحسنِ چوہہ سرانجام دے سکتے ہیں اُسکے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور بغیر جھجک کے پورے اعظام کے ساتھ فرماتے ہیں اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلَیْمٌ کیونکہ ایسے موقع پر انکسار نہیں کرتے بلکہ افراد اور قوموں کی ترقی اور حسنِ سیاست مَدُن کا راز امین مضمر ہے کہ جو شخص جس کام کے واسطے موزوں ہو اُس کے لیے قدردانِ حاکم کے سامنے خود کو پیش کرے اور پورے اعظام و نفس کے ساتھ۔ پھر نائب مقرر ہونے کے بعد نیک بندوں پر دنیاوی انعام کے ساتھ ہی اجر آخرت اور اسکی فضیلت کے ذکر کا التزام قصہ کے اخلاقی اور مذہبی پہلو کو کس قدر بلند کر دیتا ہے۔

قرآن	توریت
وجاء اخوة يوسف فدخلوا عليه فعرفهم وهملهم منكروا ولما جهلهم بجهلهم قال اتوني بآثاركم من ابيكم الا ترون اني اوفى الكيل وانا خير الموزنين فان لم تا توني به فلما كيل لكم عندى ولا تقر بون قالوا سؤاود	ويباواهي يوسف ويشتحوا فام ارضه ويرا يوسف الاحيو ويكرم ويتنكر اليهم ويد انا تم قتوت ويا مري اليهم ما ين با تم ويا مرو ما رص كنعن لشبرا كل ويكر يوسف الاحيو وهم لا هكر هو ويزكر يوسف ات معلوت اشرح لهم ويا مري اليهم مرجليم ات ملروات اتعروت ها رص با تم ويا مرو اليوم واليو لا ادنى و عبدوك بيا الشرا كل كلنوبى ايش احد غن كنيم انحن لا هيو عبد يك مرجليم ويا مري اليهم لاكى عروت بارص با تم لرا ده ويا مري و

قرآن	توریت
عنه اياه وانا الفاعلون وقال لفتينه اجعلوا بضاعتهم في رحالهم لعلهم يعرفونها اذا انقلبوا الى اهلهم لعلهم يرجعون فلما رجعوا الى ابيهم قالوا يا ابانا منع منا الكيل فارسل معنا اخانا نكتل وانا له الحفظون قال هل امنكم عليه الا كما امنتمكم على اخيه من قبل فانه خير حفظا وهو ارحم الراحمين فلما فتحو امتاعهم وجدوا بضاعتهم ردت اليهم فتالوا يا ابانا ما نبغى هذه بضاعتنا ردت الينا ونميرا هلنا ونحفظ اخوانا ونزودا كيل بعير	شنيح عشر عبدك احييم انخوبني ايش احد بارص كنعن وهن هقطن ات ابينو هيوم ويا حد انينو ويا مراليهم يوسف هو اشرو برقي الكم لامر مرجليم اتم بسات تبحوحي فيعه ام رصا ومزه كي ام ريو احيكم هقطن هنه شلحومكم واحد ويحرات احيكم واتم هاهرو ويبحنود بريكم هامت اتكم و ام لاجي فرعده كي مرجليم اتم ويا سفا اتم المشمر شلت يميم ويا مراليهم يوسف بيوم هشديشي ذات عشو وحيوات هاليهم اتم يرااه كنيم اتم احيكم احد يا سر بيت مشرام واتم لكوهبيا وشبر عبون بيتكم وات احيكم هقطن تبي اوالى ويا منود بريكم ولا تموتو ويعشوكن ويا مروايش الا حيوا بل اشميم انخوعل احيوا شر اينو صرت نفشو بهت حنو الينو ولا شمعينو علكن باه الينو مصره هزات ويعن راوبن اتم لامر هلوا ام رقي اليكم لامر الخطا وبيلد ولا شعتم وجمد موهنه ندارش وهم لا يدعو كي سمع يوسف ك

قرآن	توریت
ذلك كيل يسير قال لن ارسله معكم حتى تتوبن موثقا من الله لنا تني به الا ان يحاط بكم فلما اتوه موثقهم قال الله على ما نقول وكيل وقال يلبني لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة وما اغنى عنكم من الله من شيء ان الحكم الا لله عليه توكلت وعليه فليتوكل المتكلمون - ولما دخلوا من حيث امرهم ابوهم ما كان يغنى عنهم من الله من شيء الا حاجة في نفس يعقوب قضىها وانه لذو علم لما علمناه ولكن اكثر الناس لا يعلمون	همليص بنيتم وليسب معيهم ويبيك ويشب الهم ويد بالهم ويصير ما تم اذ تسمعون وياسر اتوبينهم ويصويوسف ويلا واتكليمهم برو لهشيب كسفهم ايشل الشقوت لت لهم صده لذلك يعيش لهم كن ويشاوات شبرم عدل حمريهم ويلكوشم ويفتحها احد الشقوت لت مسفوا لهما وبلون ويرات كسفو وهنه هو ابني امتحتو ويا مرا لا حيو هو شب كسفي وجم هته بامتحتي ويصالبم ويجرد وايش الا حيولا مرمه نرات عشه الهيم لتوره ويبا واليعقب ابهم ارصه كنعن ويجيد ولوات كل هفرت اتم ويا مرا اليهم يعقب ابهم اتوشكلم يوسف ايننو وشمعون ايتووات بتمين لقحو على هو كلنه ويا مرا ابن الايولا مرا نشني بنى تيت ام لا ابى انو اليك تنه اتو عمل يدي واني اشيب نو اليك ويا مرا لا بيد بنى عمكم كى احيومت وهو البد ونشار وقر اهو اسون بدرك اشركوكوبه وهو ردت مرات شيبتي يججون شاوله وهرب كبد بارص ويحي كاشر كلو لا كل ات هشد اش رهبيا ومصريه ويا مرا

توریت	تہران
ایہم ابیہم شبو شبر و لنو معطاکل ویا مر ایو یہودہ لامر ہعد ہعد ہنو ہائش لامر لاترا و فنی بلتی اہیکم اتکم امیشک مثلہ ات اہینواتونردہ و نشبراک اکل و امر انک مثلہ لانردکی ہائش امر الینولا ترا دفنی بلتی اہیکم اتکم ویا مر لشرال لہ مرعتم و لہجید لایش ہعود کم لرح ویا مرو شاول شال ہائش لنو و لمولد تنولا مر ہعود ابیکم ہی ہیش نکمر اح ونجد لوعل فی ہد بریم ہالہ ہید و ع ندع کی یا مر ہوید وال اہیکم ویا مر یہودہ ال یشرال ابوشلحہ ہغرانی و نقرامہ و نلکہ و نغیہ ولا نموت جملا غنوجملاتہ جم طفینوا کی اعر بنو میدی مبقتنوا ملاہبیا تیوالیک و ہصجیتو لفنیک و حطانی لک کل ہمیم کی لولاہتم مہنو کی عتہ شبنوزہ فعمیم ویا مر لہم لشرال ابیہم امر کن افوا زات عشرہ قحومزمرت ہارص بکلیکم وہو رید و لا بش منہ معط صری و معط دبش نکات و لط بطنیم و شقد یم و کسف مشنہ قحوبید کم وات یکسف ہمو شب بغی امر تحتیکم تشبیبید کم اولی مشجہ ہوا وات اہیکم قحوقوموشو ہوال	ولما دخلوا علی یوسف اوی الیہ اخاہ و قال انی ان اخوئ فلا تبش بماک' نوا یعملون - فلما جہزہم بچہازہم جعل السقایۃ فی رحل اخہ ثم اذن موزن ایتہا العید انکم لسا رقون قالوا و اقبلوا علیہم ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملك ولن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم - و قالوا اللہ لقد علمتم ما جننا لنفسد فی الارض وما کنا سارقین قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کذبین قالوا جزاؤہ من وجدہ فی رحلہ فہو جزاؤہ کذلك نجزی الظالمین

تورات	قرآن
ہائش وال شدی وتن لکم رحمیم لفنی ہائش وشلم لکمات ایکم احروات بنیمین وافی کاشر شکلتی شکلتی ویقموہا نشیم ات ہمنہ ہسزات ومشنہ کسف لقموہا ودرات بنیمین ویقموہا ودر دو مصریم ویعمد ولفنی یوسف ویدا یوسف اتمرات بنیمین ویامرلا شرعل بیتوہبات ہا نشیم ہبیتہ وطبحہ طبحہ وہکن کی اتی ویکلوہا نشیم بصہریم ویجثوال ہائش اشرعل بیت یوسف وید برو الیوسف ہبیت ویامرو بی ادنی یرد ورا دنو بتقلہ لشبرا کل ویجی کی بانوال ہملون ونفتحات امتحتینو وہنہ کسہ ہائش بغی امتحتو بسفنو بمشقلو ونشب اتو پیدا وکسف احرہ ودر نو پیدا نو لشبرا کل لاید عنومی شمر کسفنو بامتحتینو ویامر شلوم لکم ال تیرا والہیکم والفی ایکم نتن لکم مطمون بہ امتحتیکم کسفکم بالی ویوصا الہمات شمعون ویباہائش ات ہا نشیم بانہ یوسف ویتن میم ویر حصو ورجلیہم ویتن مسفو لحریمہم ویکیئون ہمتہ عدوا یوسف بصہر کی شمعو کی ہم والکلو لحم ویبا یوسف ہبیتہ ویدیا ولوات ہمنہ	فبد ابا وعیتہم قبل وعاء اخیه ثم استخرجہا من وعاء اخیه كذلك کذات الیوسف ماکن لیاخذنا حناہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ نرفعہ درجت من نشاء فوق کل ذی علم علیہم قالوا ان یعرفی فقد سرق اخر لہ من قبل فاسرہا یوسف فی نفسہ ولم یسبہا لہم قال انتم شر مکانا وانلہ اعلم بما تصفون قالوا یا ہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا فخذنا احدنا مکانہ ان انزلک من المحسنین

قرآن	توریت
فتال معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عتده انا اذ الظلمون فلما استأثروا منه خلصوا بخيلا قال كبيرهم ارم تعلموا ان اباكم قد اخذ عليكم موثقا من الله ومن قبل ما فرطتم في يوسف فلن ابرح الارض حتى ياذن لى ابي او يحكم الله لى وهو خير الحاكمين ارجعوا الى ابيكم فقلوا يا ابا ناس ان ابنك سرق وما شهادان الا بما علمنا وما كنا للغيب حافظين	اشريدهم هبة ونشيتو ولوارصه ويشال لهم لشلوم ويا مروه شلوم ابيكم هزقن اشرا مروت همودنوحى ويا مروه شلوم لعبدك لا ينوعود شو حى ويقدد ويشتعو ويشاعينو ويرات بنيمين اخيو بن امو ويا مروه زه احيكم فقطن اشرا مروت الى ويا مراهيم يحنك بنى ويمهر يوسف كى نكمر ورحميو لا خيو ويقتش لبكوت ويا لهمداه وبيك شمه ويرحص فنيو ويصا ويتافق ويا مرشيمو لحم ونشيمو لوليد وولهم لبد مروه لمهر يمه هاكليم اتوليد مري لا يوكلون همصريم لا كل ات هعبريم لحمر كى توعبه هو المصريم..... ويصروات اشرا علبيتو لا مرملا ات امتحت هانشيم اكل كاشريوكلون شارو يشيم كسف ايش بفي امتحتوات حبيعى جبيعى هكسف تشيم لبسى امتحت فقطن وات كسف شبرد وتعيش كد بريوسف اشرد بروهيقرا اور هانشيم شلمو همه وحمريمهم همريصا وات هعبريلا همريميقو يوسف امر لا شرعلبتوقو مريداس اخرى هانشيم وشجتم وامرت الهم لمرشلمتم رعه تحت طوبه هلاوازه اشريشته ادنى بووهوا غش ينخش بوهر عتم اشرعشتم ونشجم ويد براهم ات هدبريم هاله

توریت	قرآن
ويا امرؤ اليوليد برادنى كد بر يم هالم حليله لعبداك معشوت كد بر هزه هن كسف اشرو مصا نوبغى امتختينو هشينوا اليك مارص كنغن وايك نجنب مبيت ادنيك كسف او بن هب اشرو يمصا اتو معبدك وممت وجرم اخنوخيه لاد نه لعبد يرم ويا مرجم عته كد بريكم كن هوا شر يمصا اتو هيه لى عبد واترم هيو نقيم ويمهرو ويوريد وايش ات امتتوار صه ويفتحتوا ايش امتتو ويخفش بجدول محل وبقطن كله ويمصا هيجيع بامتحت بنمين ويقرا عوشملت وبعمس ايش عل حصرو وليشبو هعيرة ويا يهوده وانخوبيته يوسف وهوا عود نوتهم ويفلوفيتوار صه ويا مر لهمر يوسف مههمعشه هزه اشرعشيتم هلو ايد عتم كى نخش ينخش ايش اشركنى ويا مر يهوده مه نامر لادنى مدند بر دم نه صطداق هالهم مصا ات عون عبد ايك هنو عبد يرم لادنى جمر اخنوخيه اشرمصا بيد ويا مر حليله لى معشوت زات هائيش اشرمصا هيجيع بيد وهوالهيه لى عبد واترم علوشلوم ال ابيكم ويجيش اليو يهوده ويا مر كى ادنى بد برنا عبدك دبر بازلىنى ادنى والبحرافك بعبرك كى كوك كفرعه ادنى	واستل القرية التي كنا فيها والعير التي اقبلنا فيها و ان الصدقون قال بل سولت لكم انفسكم امراف صبر جميل عسى الله ان ياتينى بهم جميعا انه هو العليم الحكيم وتولى عنهم وقال ايا سفى على يوسف وابيضت عيناه من الحزن فهو كظيم فالتوات الله تفتتوا تذاكر يوسف حتى تكون خضرها وتكون من الهالكين قال انما اشكوا بثى وحزنى الى الله اعلم من الله

قرآن	توریت
مَا لَا تَعْلَمُونَ- يَلْبِسُ إِذْ هَبَّ أ فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْسُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ- إِنَّهُ لَا يَأْتِي مِنْ سِوَا حِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا هَذَا الْعَزِيزُ مَنْ أَنْتَ وَأَهْلُكَ الضَّرِيرُ وَجِئْنَا بِبَضَاعَةٍ مَرْجُومَةٍ وَأَنْتَ لَنَا الْكَيْلُ وَنَصَدَّقُ عَلَيْكَ إِنَّ اللَّهَ يُخَيِّرُ الْمُتَصَدِّقِينَ- قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُ بِيُوسُفَ وَ أَخِيهِ إِذَا أَنْتُمْ جَاهِلُونَ قَالُوا إِنَّكَ	شال اتعبد یولا مرهیشد کم اب رواح ونا مر الادنی یثلاثون اب رفت ویددنا قوم قطن و احیومت و یوترهوالبد ولامو وایوا هبورت امر العبدیل هورد هوای ویشیمه عینی علیو ونا امرالادنی لایوکل هنر لعنبت ابیو و عزبت ابیو وونه ونا امرالعبدیل امرالایرد احیکم هقطن اتکم لاسفون لوات فنی ویم کے علینو العبدک ابی ونبذ لوات دبری ادنی ویا مرا اینوشو شبر و لنو معط اکم ونا امرالانکل لردت امریش احینو هقطن اتو ویرد نوکی لانوکل لوات فنی هایش اوچینو هقطن ایننو اتنو ویا مر عبدک ابی الینو اتمرید عتم کی شیم یلده فی اشتی ویمها احد ماتی و امراک طرف طین و لا رایتو وعد هنه- ولصحتهم جم اترا معمر فنی وقرهو اسون وهورد نترات شیبتی مرعه شاله و عترکب ای العبدک ابی وهنر اینو اتنو و نفشو فشوره بنفشو دهمیه کرا و نوکی این هنر وونه وهورید عبدک ات یشب عبدک ابینو یجون شاله کی عبدک عرب ات هنر معمر ابی لامر ام لابی انوالیک و حطانی لابی کل هیمیم وعته یشبنا عبدک تحت

توریت	قرآن
یغفر عبدلادی وهغریغل عمر احووی ایک اعله الابی وهغری ایننواقی فن الاله برع اشرف یمصاات ابی: ولایکی یوسف لهت افق لکل هضیبیم علیو ویقر اصوصی اوکل ایش معلی ولاعمد ایش اتو بهتودع یوسف الاحیو ویتن ات قلوبکی ویشعمومصر یمردیشمع بیت فرعه ویا مریوسف الاحیو ائی یوسف هود ابی حی ولا یکلو احویلعنوت انوکی بنهلومفینو ویا مریوسف الاحیو جشنون الی ویشو ویا مرانی یوسف اچکم اشرف مکرتم ائی مصر یمردعتم التعمصبو والیجر بعینکم کی مکرتم ائی هنه کی قمحیه شلحنی الهیم لفنی کم کی نه شنیم هرعب بقربا بارص دعود حمش شنیم اشرا ین حریش ویصیدو یشلحنی الهیم لفنی کم لشومر کم شاربت بارص و لهیوت لکم لفلیطه نداله وعت لا انتم شلحتم ائی هنه کی هالهیم ویشمینن لاب لفرعه ولا دون لکل بیتو و مثل بکل ارض مصر یم مهر ووعلو الابی وامرتم الیوکه امر بتک یوسف شمنی الهیم لا دون لکل مصر یمردع الی التعمد-	لانت یوسف قال ان یوسف وهذا خی قد من الله علینا انه من یتق ویصبر فان الله لایضیع اجرا للمحسنین- قالوات الله لقد اشرك الله علینا وان كنا لخطئین قال لا تثیب علیکم الیوم یغفر الله لکم وهو ارحم الراحمین اذهبوا بقمیصی هذا بالقوه علی وجه ابی یار بصیرا واستوانی بأهلکم اجمعین

ترجمہ قرآن	ترجمہ تورات
اور یوسف کے بھائی اُسکے پاس آئے اُنہیں پہچان لیا مگر اُنھوں نے نہ پہچانا اور جب یوسف نے اُنکا سامان سفرتیار کر دیا تو کہنے لگا اپنے بھائی کو جو تمھارے باپ سے ہے بیکراؤ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیسی پوری ماپ (غلم) دیتا ہوں اور میں سب سے اچھی طرح مسمائی کرتا ہوں پھر اگر تم اُسکو نہ لاؤ گے تو تمھارے لیے میرے پاس بچاؤ نہیں ہے پھر میرے پاس نہ پہنکنا وہ بولے ہم جاتے ہیں اپنے باپ سے خواہش کریں گے اور ہم ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے خدام سے کہا یہ جو پونجی لائے ہیں وہ انکی خورجیوں میں رکھ دو اس لیے کہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر پہنچیں تو اپنی پونجی پہچان کر شاید	اور یوسف کے بھائی آئے اور اُنھوں نے اسے سجدہ کیا اور یوسف نے بھائیوں کو دیکھ کر پہچان لیا لیکن خود کو غیر ظاہر کیا اور سخت الفاظ کے اور پوچھا تم کہاں سے آئے اُنھوں نے کہا سرزمین کنعان سے غذا خریدنے اور یوسف نے اُنہیں پہچان لیا لیکن وہ پہچان نہ سکے اور یوسف کو وہ خواب یاد آیا جو اُس نے دیکھا تھا اُن کے بارے میں اور اُنہے کہتے لگا تم مجھے یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور وہ بولے نہیں خداوند تیرے خادم غلہ خریدنے آئے ہیں ہم سب ایک باپ کی اولاد ہیں اور سچے ہیں مجھے نہیں ہیں اُنہے کہا نہیں تم یہاں کا کچا چٹھا دریافت کرنے آئے ہو اور وہ بولے تیرے خادم بارہ بھائی ہیں ایک باپ کی اولاد کنعان میں اور سب سے چھوٹا آج باپ کے پاس ہے اور ایک نہیں ہے اور یوسف اُنہے کہنے لگا اسی سے تو کہتا ہوں کہ تم مجھے یہاں سے امتحان لیا جا بیگا فرعون کی جان کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک اپنے چھوٹے بھائی کو یہاں نہ لاؤ۔ ایک تم میں سے جاے اور اپنے بھائی کو

قرآن	توریت
بھرا آئین پھر جب وہ لوٹ کر باپ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے بابا غلہ کا لانا ہمارے لیے بند ہو گیا ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج ہم غلہ لائیں اور ہم اسکے نگہبان ہیں۔ باپ نے کہا کیا میں اس پر بھی بھلا ایسا ہی بھروا کروں جیسا پہلے اسکے بھائی کے بارہ میں کیا تھا اشد ستر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انھوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ انکی پونجی وہی ہے جو لوٹا دیکھی ہے تب کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیے یہ پونجی بھی ہے جو ہم کو بھیر دی گئی ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائینگے اور اپنے بھائی کی خبر داری کرینگے اور ایک اونٹ بھر غلہ اور لائینگے ابکی جولائے میں وہ تھوڑا سا ہے	لائے باقی تم سب قید رہو گے تاکہ تمھارا قول صحیح ثابت ہو ورنہ فرعون کی جان کی قسم تم مجسرو - اور تین دن تک انھیں قید رکھا اور تیسرے دن یوسف کہنے لگا تم ایسا کرو اور زندہ رہو کیونکہ مجھے خوف خدا ہے اگر تم سچے ہو تو ایک کو قید میں چھوڑ جاؤ اور قحط کے لیے اپنے گھر دن میں غلہ لیجاؤ لیکن اپنے چھوٹے بھائی کو لاؤ تاکہ تمھاری بات سچ نکلے اور تم مارے نہ جاؤ اور انھوں نے ایسا ہی کیا اور ہر ایک اپنے بھائی سے کہنے لگا حقیقت میں اپنے بھائی کے معاملہ میں ہم گنہگار ہیں کیونکہ وہ ہم سے عاجزی کرتا تھا مگر ہم نے اس کی مصیبت کا خیال نہ کیا اس لیے ہم پر یہ وبال پڑا اور روین کہنے لگا میں نے نہیں کہا تھا کہ لڑکے پر ظلم نہ کرو مگر تم نے نہ سنا اب دیکھو اس کا خون بدلہ لیتا ہے اور وہ نہ جانتے تھے کہ یوسف یہ سب سمجھ رہا ہے کیونکہ ترجان بیچ میں تھا اور یوسف ادھر سے ہٹ آیا اور رونے لگا اور پھر واپس آکر ان سے باتیں کرنے لگا اور انھوں نے کہنے کر ان کے سامنے بندھوا دیا تب اس نے حکم دیا کہ انکے برتنوں میں غلہ بھر دو اور ہر ایک کی پونجی ورے میں رکھ دو اور انھیں زاوراہ دو اور اس طرح اسنے انکے ساتھ برتاؤ کیا۔ اور وہ گدھوں پر

قرآن	توریت
باپ نے کہا میں تو ہرگز اُس کو تھارے ساتھ بھیجنے والا نہیں جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھے عہد نہ کرو کہ تم ضرور لیکر اسکو میرے پاس آؤ گے ہاں اگر تم سب بھڑ جاؤ (بتلاؤ آفت ہو جاؤ) تو وہ بات ہے جب اُنھوں نے یہ عہد کر لیا تو باپ نے کہا ہم جو کہہ رہے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے۔ اور کہنے لگا میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے سب نہ جانا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ کے حکم کو تم سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اُسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ مصر میں اُس طرح جیسے باپ نے کہا تھا داخل ہوئے تو اللہ کے سامنے یہ تدبیر کچھ کام نہ آئی وہ تو یعقوب	غلہ لا کر روانہ ہوئے اور جب ایک نے بورا کھول کر اُگلے کو سراسے میں چارہ دینا چاہا تو اُسے اپنا روپیہ نظر آ یا کیونکہ وہ بورسے کے منہ میں تھا اور اُس نے بھائیوں سے کہا میرے دام تو میرے بورسے میں موجود ہیں اور ان کے دل ڈوب گئے اور وہ ڈر گئے اور ہر ایک بھائی کہنے لگا خدا نے ہمارے ساتھ یہ کیا کیا اور وہ یعقوب کے پاس کنعان میں آئے اور سرگزشت سناٹی اور یعقوب کہنے لگا تم نے مجھے میرے بیٹوں سے جدا کیا نہ بوسے ہے نہ شمعوں اور بنیامین کو لیجاؤ گے یہ سب میرے خلاف ہے اور ردین کہنے لگا ابا میرے دو لڑکوں کو مار ڈالنا اگر میں اسکو واپس نہ لاؤں اور تیرے سپرد نہ کروں اور یعقوب کہنے لگا میرا بیٹا تمہارے ساتھ نہیں جائیگا کیونکہ اُسکا بھائی مرجیکا اور وہ اکیلا ہے اگر اسپر جہاں تم لیے جاتے ہو کوئی آفت آئے تو اس غم میں میرے سفید بالوں کو قبر میں پہونچا دو گے اور قحط کا ملک میں زور ہوا اور ایسا ہوا کہ جب وہ غلہ جو مصر سے لائے تھے کھا چکے تب باپ نے ان سے کہا ہمارے لیے اب اور غلہ لاؤ اور یہودا کہنے لگا اُس شخص نے صاف کہہ دیا تھا کہ جب تک اپنے بھائی کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے اگر بھائی کو ہمارے ساتھ کر دے

توریت	مستراح
تو ہم غلہ لائیں کیونکہ وہ شخص کہہ چکا ہے کہ بغیر اپنے بھائی کے لائے ہوئے تم مجھ سے مل نہیں سکتے اور اسرائیل کہنے لگا تم نے میرے ساتھ کیسی بُرائی کی کہ اُس سے کہہ دیا کہ ایک بھائی اور بھی ہے اور وہ بوئے اس شخص نے ہمارے عزیزوں کا حال پوچھا اور کہنے لگا کیا تمہارا باپ زندہ ہے کیا کوئی اور بھائی بھی ہے اور ہم نے اُسکے عنوان کلام کے مطابق جواب دیا مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ بھائی کو بلا بھیجے گا اور یہودہ باپ سے کہنے لگا لڑکے کو میرے ساتھ کر دو تاکہ ہم جائیں اور زندہ رہ سکیں اور ہم سب اور تو اور بال بچے موت سے بچ جائیں میں ضامن ہوتا ہوں میرے ہاتھوں اُسے لینا اگر میں اُسے تیرے پاس لاؤں تو سارا الزام مجھ پر ہے کیونکہ ہم یہاں ٹھہرے رہے نہیں تو اب تک دو مرتبہ جو آئے ہوتے اور اسرائیل اُنکے باپ نے کہا اگر ایسا ہے تو اپنے برتنوں میں اس شخص کے لیے میوہ بھر لو کچھ خوشبو اور شہ بھی بھالو مگر آخری اور بادام بھی اور دونا روپیہ۔ وہ روپیہ بھی جو تمہارے بوردن میں داپس ملا اسے بھی لیجا و شاید غلطی ہوئی ہو بھائی کو بھی لیجا و اور روانہ ہو اور غلطی کا یہ شخص کو تم پر مہربان کرے کہ وہ تمہارے دوسرے بھائی کو	کے دل کی ایک آرزو تھی جو پوری کرنی اور بے شک یعقوب کو جو ہم نے سکھایا تھا وہ اُسکو جانتا تھا لیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے اور جب وہ یوسف پاس پہنچے تو اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس اتارا اور کہا میں تیرا (سگا) بھائی ہوں پس تو غم نہ کر جو یہ کرتے رہے۔ پھر جب یوسف نے اُن کا سامان معر تیار کر دیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا قافلے والو! تم بیشک جو رہو ان لوگوں نے پکارنے والوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا کیوں کیا چیز تمہاری گم ہے وہ بوئے ہم کو بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لے کر آئے اُسکو اکیلے وٹا بھر غلہ لے گا اور میں اُسکا ضامن ہوں یوسف کے بھائی کہنے لگے تم تو

ترجمہ قرآن	ترجمہ تورات
جان چکے ہو ہم اس لیے نہیں آئے ہیں کہ ملک میں فساد مچائیں اور نہ ہم چور ہیں۔ وہ کہنے لگے بھلا اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا ہے وہ بولے اُس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان سے نکلے وہی شخص اُس کے بدلے دیا جائے (غلام ہو جائے) ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں بچہ اپنے بھائی کی خرابی سے پہلے دوسروں کی خرابیاں دیکھنا شروع کیں پھر وہ پیالہ اپنے بھائی کی خرابی سے نکلوا یا ہم نے اس طرح یوسف کو تدبیر بتائی وہ بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے اپنے بھائی کو رکھ نہیں سکتا تھا مگر یہ کہ اللہ چاہتا ہے جس کو چاہتے ہیں اُس کو بلند درجہ دیتے ہیں اور ہر ایک ذی علم سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔ وہ کہنے لگے اس نے چوری کی	اور بنیامین کو بھیج دے ورنہ اگر بیٹوں کی جدائی ہے تو خیر اور انھوں نے تحائف اور دو ناروپیہ اور بنیامین کو ہمراہ لیا اور مصر پہنچ کر یوسف کے سامنے حاضر ہوے اور یوسف نے بنیامین کو دیکھا اور اپنے کارندہ سے کہا اُنہیں گھر میں لاؤ اور ذبیحہ تیار رکھو یہ سب میرے ساتھ دو پہر کو کھانا کھائیں گے اور وہ مختار کے پاس آئے وہ ان سے دروازے پر بلا وہ بولے جناب جب پہلے غلہ خریدنے آئے تو ایسا ہوا کہ جب سراسر میں ہم نے بورسے کھولے تو ہم سبکی پوری رستم بورسے میں نکلی اب ہم اُسے واپس لائے اور دوسری رقم بھی خرید غلہ کے واسطے ہم لائے ہم نہیں جانتے کہ کس نے ہمارا روپیہ بورسے میں رکھ دیا اور وہ کہنے لگا تم پر سلامتی ہو ڈرو نہیں تمھارے خدا اور تمھارے باپ کے خدا نے تمھارے برون میں خزانہ دیا۔ تمھارا روپیہ مجھے پہنچا اور وہ شمعوں کو نکال لایا اور سب کو یوسف کے گھر لایا پاؤں دھونیکو پانی دیا اور گدھوں کو چارہ۔ اور انھوں نے تحائف تیار کیے کیونکہ انھوں نے اُسنا تھا کہ وہ پہر کو ساتھ کھانا ہو گا اور یوسف گھر میں آیا وہ تحائف لائے اور عظیم کوز میں پر بھکے اُسے خیر و عافیت پوچھی اور کہا تمھارا بوڑھا باپ جب کا تم نے ذکر کیا اچھا ہے اور ابھی زندہ ہے اور وہ بولے تیرے خادم ہمارے باپ کی صحت اچھی ہے اور وہ زندہ ہے اور انھوں نے

قرآن	توریت
تو کیا اس کے بھائی (یوسف) نے بھی پہلے چوری کی تھی یوسف نے اس کو سنکر اپنے دل میں بات رکھی اور اپنے ظاہر نہونے دیا یہ قول کہ تم تو اپنی جگہ بدتر ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ بھائی کہنے لگے اے عزیز اس کا ایک بوڑھا باپ ہے تو اس کے عوض ہم میں سے کسی کو رکھ لے ہم تجھے احسان کرنے والا باتے ہیں یوسف نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم کسی کو (ناحق) بچہ کرکھیں مگر جس کے پاس ہماری چیز نکلی ایسا کریں تو ہم ظالم ٹھہریں پھر جب اسکی راہی سے ناامیدی ہوئی تو بڑا بھائی کہنے لگا تم نہیں جانتے	سر جھکا کر تعظیم کی اور اس نے سر اٹھا کر اپنے ماں کے بیٹے بنیامین کو دیکھا اور کہا یہ تھا راجھو ٹا بھائی ہے جس کا نوکر کرتے تھے اور پھر کہنے لگا بیٹا تم پر خدا کی رحمت ہو اور یوسف جلدی اٹھا کیونکہ بھائی کو دیکھکر اسکا دل اُٹھ آیا اور وہ چلا کہ کہاں آنسو گراؤں اور وہ اپنے کمرے میں گیا اور رونے لگا اور پھر منہ دھو کر باہر آیا اور خود کو سنبھال کر کہنے لگا کھانا لاؤ اور وہ سب الگ الگ بیٹھے اور مصری بھی الگ بیٹھے کیونکہ یہودی اور مصری ساتھ کھانا نہیں کھاتے کیونکہ مصریوں کو چھوت کا خیال ہے اور یوسف نے مختار سے کہا ان کے بورے غذا سے بھر دو جب قدر لیا کریں اور سب کا روپیہ بوروں میں رکھ دو اور میرا جاندی کا پیالہ چھوٹے بھائی کے بورے میں مع اس کے روپیہ کے اور اس نے یوسف کے حکم کی تعمیل کی اور نور کے ترے کے وہ اپنے گھر سے لیکر روانہ ہوئے اور وہ شہر سے دور نہیں گئے تھے کہ یوسف نے مختار سے کہا ان کے پیچھے جاؤ اور جب وہ ملین تو کہنا کہ تم نے نیکی کا بدلہ بدی کیوں دیا کیا یہ وہ پیالہ نہیں ہے جس میں میرا مالک پانی پیتا ہے اور احکام نجوم دیکھتا ہے تم نے یہ بُرا کیا اور وہ پیچھے چلا اور اُس نے یہ کہہ کر اور وہ بولے حضور ایسا کیوں فرماتے ہیں ہم خادموں سے یہ بہت بعید ہے کہ ایسا فعل کریں دیکھیے وہ روپیہ جو ہمارے

توریت	قرآن
بورون میں ملا ہم پھر کنگان سے واپس لائے ہم کیونکہ تیرے مالک کے بیان سے چاندی یا سونا چرائے جائیں گے جس کے پاس نکلے اُس کو مار ڈالو اور ہم سب غلام بن جائیں گے اور اُس نے کہا اچھا یہی سہی جس کے پاس نکلتے وہ غلام بنایا جا اور باقی چھوڑ دیے جائیں اور ہر ایک جلدی جلدی اپنا پورا اُتارنے لگا اور اُس نے تلاش شروع کی بڑے سے ابتدا کر کے چھوٹے تک اور بنیامین کے بوسے میں پیالہ نکلا تب اُنھوں نے اپنے کپڑے بھاڑ ڈالے اور گدھوں پر لا کر شہر آئے اور یہودہ اور بھائی یوسف کے گھر آئے کیونکہ وہ اب تک وہاں تھا اور وہ سجدے میں گر پڑے اور یوسف نے کہا تم نے یہ کیا کیا کیا تم نہیں جانتے تھے کہ مجھ پر اس شخص چڑھی بات جان لے گا اور یہودہ کہنے لگا حضور ہم کیا کریں کیا بولیں کیونکہ صفائی کریں خدا نے تیرے خادموں کا گناہ ظاہر کر دیا ہم حضور کے غلام ہیں وہ بھی جس کے پاس پیالہ نکلا اور ہم بھی۔ وہ کہنے لگا مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ بجز اُس کے جس کے پاس پیالہ نکلا اُس کو غلام بنادوں باقی تم سب سلامتی کے ساتھ باپ کے پاس جاؤ۔ تب یہودہ قریب آ کر کہنے لگا اے خداوند! اپنے خادم کو ایک بات کان میں کہنے دیجیے اور خفا نہو جیے کیونکہ آپ تو بچائے فرعون کے ہیں حضور نے خادم سے پوچھا تھا کہ تمہارے باپ اور کوئی بھائی ہیں اور ہم نے	کہ تمہارے باپ نے تم سے قسم دیکر کہا اقرار کیا تھا اور پہلے تم یوسف کے باب میں ایک تصور کر چکے ہو تو میں جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا اللہ کوئی اور تدبیر نکالے یہاں سے ہل نہیں سکتا اور اللہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تم باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور کوہا با تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہنسنے تو اس پر وہی گواہی دی جو ہم نے یقین کیا اور ہم کو غیب کی کیا خبر تھی اور اس بستی والوں سے پوچھ لے جہاں ہم تھے اور اس قافلہ والوں سے جمیں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ اُس نے کہا بلکہ تمہارے دولن نے ایک بات بنائی ہے پس صبر بہتر ہے امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لانے کا بیشک

قرآن	توریت
وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بھرمخہ پھیر کر کہنے لگا ہاے یوسف اور غم سے اسکی آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ درہ سے بھرا تھا۔ وہ کہنے لگے بخدا تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے یہاں تک کہ تو گھل گھل کر تباہ ہو جائے یا فنا ہو جائے۔ اسنے کہا میں تو شکایت غم و درد اللہ ہی سے کرتا ہوں اور میں اللہ سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف کی خبر لگاؤ اور اسکے بھائی کی بھی اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہو بیشک اسکی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب وہ یوسف کے پاس لے آئے کہنے لگے اے عزیز اے میرا اور ہمارے گھر والوں پر مصیبت پڑی بڑی ہے اور ہم تھوڑی سی پونجی	کہا ایک بوڑھا باپ ہے اور ایک بوڑھا بے کی اولاد چھوٹا لڑکا جسکا بھائی مر گیا ہے اور مان کا دہی ایک لڑکا ہے اور باپ اُسے بہت چاہتا ہے اور آپ نے ہم خادموں سے کہا اُس بھائی کو لاؤ کہ میں دیکھوں اور ہم نے کہا خداوند وہ باپ سے جدا ہو گا تو باپ اسکی یاد میں مرجائے گا اور آپ نے خادموں سے کہا جب تک اُس کو نہ لاؤ گے مجھ سے مل نہیں سکتے اور ایسا ہوا کہ ہم نے باپ سے جا کر یہی کہا اور باپ نے کہا جاؤ اور غذا خرید لاؤ اور ہم نے کہا اگر بھائی ساتھ نہ ہو گا تو ہم نہیں جا سکتے اور اُس شخص کی صورت دیکھ نہیں سکتے اور آپ کے خادم ہمارے باپ نے کہا تم جانتے ہو کہ میری بیوی کے دو بیٹے ہوئے ایک مجھ سے جدا ہو گیا اور میں نے کہا بیشک وہ بارہ بارہ ہو گیا اور جب سے پھر وہ مجھ سے نہ ملا اب اگر اسکو بھی لے گئے اور کوئی مصیبت اسپر پڑی تو اس غم میں تم میرے سفید بالوں کو قبر میں پھونچا دو گے اسلئے اگر میں آپکے خادم اپنے باپ کے پاس گیا اور لڑکا ساتھ نہو گا چونکہ اُس کی زندگی اس سے دالبتہ ہے اس لیے اسکو ساتھ نہ دیکھ کر وہ مرجائے گا اور ہم خادموں کے باعث باپ کے سفید بال اس غم میں قبر میں پھونچا دیں گے۔ کیونکہ آپ کا خادم ضامن ہے اور باپ سے کہہ کر آیا ہے کہ اگر لڑکا ساتھ نہ آئے تو سارا الزام

توریت

میرے سر ہے۔ اسلئے لڑکے کے عوض براہ کرم مجھے غلام بنالیجئے اور بھائیوں کے ساتھ لڑکے کو جانے دیجئے کیونکہ باپ کے پاس میں کیسے جاؤں جبکہ لڑکا ساتھ نہیں کہیں ایسا نہ کہ میری باپ پر آفت آجائے تب یوسف ان سب کے سامنے ضبط نہ کر سکا اور اسے چلا کر کہا میرے پاس سے سب ہٹ جائیں اور جب سب ہٹ گئے تو یوسف نے خود کو بھائیوں پر ظاہر کیا اور رونے میں اسکی آواز بلند ہوئی مصریوں نے سنی اور فرعون کے گھر تک پہنچی۔ اور یوسف بھائیوں سے کہنے لگا میں یوسف ہوں کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے اور بھائی چُپ ہیں کہ اُسکے سامنے کیا کہیں اور یوسف بھائیوں سے کہنے لگا میں التجا کرتا ہوں تم میرے قریب آؤ اور وہ قریب آئے اور وہ کہنے لگا میں وہ یوسف ہوں جسے تم نے مصر میں بیچا اس لیے اب غم نہ کرو اور نہ غصہ ہو کہ تم نے مجھے یہاں بیچ ڈالا کیونکہ خدا نے مجھے جان بچانے کے واسطے یہاں تم سے پہلے بھیجا یا دو برس سے قحط پڑا ہوا ہے اور ابھی پانچ برس اور باقی ہیں کہ نہ ٹھیکتی ہوگی نہ فصل کٹے گی اور خدا نے تم سے پہلے مجھے یہاں بھیجا کہ تم زمین پر باقی رہو اور ایک بڑے نجات کے ذریعہ سے تم کو زندہ رکھے اس لیے تم نے مجھے یہاں نہیں بھیجا بلکہ خدا نے اور اُس نے مجھے گویا فرعون کا باپ بنایا اور اسکے سارے گھر کا مالک اور سارے ملک مصر کا حاکم۔ جلدی کرو اور باپ کے پاس جاؤ اور کو تیرا بیٹا یوسف یوں کہتا ہے خدا نے مجھے مصر کا حاکم کیا اب یہاں آؤ اور دیر نہ کرو۔

قرآن

لیکر آئے ہیں تو ہم کویری
 اب غلہ دلوادے اور ہم کو
 خیرات دے اللہ خیرات کرنے
 والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔
 اُسے کہا تعین معلوم ہے کہ
 تم نے یوسف اور اسکے بھائی
 کے ساتھ نادانی میں کیا کیا
 وہ کہنے لگے کیا تو ہی یوسف ہے
 یوسف نے کہا ہاں میں ہی یوسف
 ہوں اور میرا بھائی اللہ نے ہم پر
 احسان کیا جو پہنچا گری اور ہم پر
 کرے تو بیشک اللہ نیکوں کا اجر
 ضائع نہیں کرتا وہ بوسے بخدا اللہ
 نے تجھ کو ہم پر بزرگی دی اور ہم
 خطا وار تھے یوسف نے کہا آج تم پر
 (الذکر) نہیں ہے اللہ تو بخشنے والا دربار
 ہے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرا
 کرتہ لیجاؤ اور اسکو باپ کے منہ پر
 ڈالو وہ مینا ہو کر آگیا اور اپنے
 سب گھروالوں کو میرے پاس لے آؤ۔

توریت میں تمہد یہاں نہایت موثر اور دلچسپ ہے۔ حضرت یوسف کا بھائیوں کو
 غمخیزی کے الزام کے بیچ میں لا کر اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو بلوانا۔ بھائیوں کا اس نئی
 مصیبت کو اپنے سابقہ اعمال کی منزل جھکڑنے کا ہونا حضرت یوسف کا انھیں پریشان دیکھ کر پوشیدہ
 آنسو بہانا۔ بھائیوں کا وہیں آکر باپ سے صورت واقعہ بیان کرنا اور پوچھی کا خرجیون میں موجود
 پاکر ڈر جانا۔ حضرت یعقوب کا پہلے صاف انکار کرنا لیکن پھر قحط کی سختی سے مجبور ہو کر بنیامین کو
 تحفہ تحائف کے ساتھ انکے ہمراہ کر دینا اور پھر خدا سے دعا کرنا بھائیوں کا مصر پہنچنا حضرت یوسف
 کا باپ کی خیریت پوچھنا پھر بنیامین کو دیکھ کر فطرت سے بے قرار ہو کر اٹھ جانا اور اپنے خاص
 کمرے میں دل کی بھراں نکالنا پھر منہ دھو کر باہر آنا اور دعوت کرنا پھر حسن ترکیب سے پیالہ
 کے معاملہ میں بھائیوں کو مجبور و عاجز کر دینا اور بنیامین کو اپنے پاس رکھ لینا لیکن یہ وہ
 کاموثر تقریر سے آپ کو متباب کر دینا اور آپ کا غیر دن کو ہٹا کر چیخ کر رونا اور خود کو نطاس
 کر دینا بھائیوں کا مبہوت ہو جانا لیکن آپ کا تسلی و تسفی دینا پھر باپ کو مع پورے قبیلہ کے
 بلوانا بھیجا غرض کہ یہ تمام امور نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ میں ادا ہوئے ہیں قرآن نے بھی اس
 مضمون کو لیا لیکن دیکھو کہ محض جذبات براہِ نکتہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم النفس کے
 دقائق کی رعایت ملحوظ رکھی ہے اور پلاٹ کو اپنے حسن اسلوب سے گہرا کر دیا ہے۔ اس کی
 تفصیل پر غور کرو:-

حضرت یوسف اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو بلوانا چاہتے ہیں اسکے لیے توریت میں بھائی
 غمخیزی کے بیچ میں لائے جاتے ہیں پھر پوچھی بھی خرجیون میں چھپائی جاتی ہے تاکہ ڈر کر
 وہیں آئیں اب قرآن میں دیکھو حضرت یوسف نرمی سے پیش آنے ہیں تاکہ بھائی بھڑک
 نہ جائیں پھر پوچھی بھی خرجیون میں رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں کہ بڑا سختی و اتنا ہے اور اس لیے
 خوش ہو کر دوبارہ آئیں اور بھائی کو ساتھ لائیں۔ بیشک خوف و بیم کے مقابلہ میں امید ورجا
 کو استعمال کرنا علم النفس کا دقیق نکتہ ہے۔

توریت میں بنیامین کو بھائیوں کے ساتھ دیکھ کر حضرت یوسف فرطِ محبت سے چین ہو کر پوشیدہ آنسو بہاتے ہیں لیکن پھر جب پیالہ انکی خرابی میں چھپا دیتے ہیں تو چونکہ خود کو بنیامین پر ظاہر نہیں کیا تھا اور وہ اس کا ردائی سے ناداقت ہے اسلئے بھائیوں کے ساتھ وہ بیچارہ بھی غلامی کی نئی مصیبت میں پھنس جانیسے پریشان ہے۔ اب دیکھو قرآن میں حضرت یعقوب کے ارشاد کے مطابق بھائی الگ الگ دروازوں سے داخل ہوتے ہیں حضرت یوسف بنیامین کو اپنے پاس اتارتے ہیں اور خود کو اس پر ظاہر کر کے تسلی دیتے ہیں اس طرح پیالہ کی چوری کے معاملہ میں جب سب بھائی حیران و پریشان ہیں تو بنیامین مطمئن ہے اور خواہ مخواہ اور بھائیوں کے ساتھ تردد کی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

پیالہ کے قصہ کے بعد توریت میں حضرت یوسف یہودہ کی تقریر سن کر میناب ہو جاتے ہیں اور خود کو ظاہر کر دیتے ہیں قرآن نے اس کا پلاٹ اور گہرا کر دیا۔ یہودہ اپنی کوشش میں ناکام رہ کر خود ٹھہر جاتا ہے اور بھائیوں کو باپ کے پاس بنیامین کی چوری اور گرفتاری کا حال کہنے بھیجتا ہے حضرت یعقوب یہ سن کر تڑپ جاتے ہیں اور اگرچہ انکو اسکا یقین نہیں آتا لیکن یوسف کا غم تازہ ہو جانے سے فرط الم میں منہ پھیر کر بتایا کہ فراتے ہیں یا اسغیٰ علیٰ یوسف بیٹے یہ حالت دیکھ کر تسلی دیتے ہیں کہ کب تک یہ غم رہیگا اپنے آپکو کیوں ہلاک کرتے ہو۔ آپ فوراً منہل کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اپنے خدا سے درددل کرتا ہوں اس طور سے قرآن نے اس باریک نکتہ کو سمجھانا کہ دروغ میں تڑپ جانا ناقضائے بشریت ہے اور مقام تسلیم کا منافی نہیں ہے ہاں خدا کے سوا غیر کے سامنے دیکھنا اور اپنی کرنا زیا نہیں۔ اب اس کے بعد باوجودیکہ غم و الم کی انتہا ہو چکی حضرت یعقوب رحمت الہی کے اس نچتہ عقیدہ کے جوش میں جو بنی اسرائیل کی تاریخ میں ایک حیرت انگیز جذبہ ہے اور جس نے حوادث اور مصائب میں ان کے بزرگوں کو ہمیشہ سنبھالا فرماتے ہیں لانا یسومن روحہ اللہ آپکو فہین ہو جاتا ہے کہ خداوند یہودہ ان کے ساتھ اس قدر سختی نہ کرے گا ضرور یوسف زندہ ہیں اسلئے یوسف اور بنیامین کے واسطے

بیٹوں کو پھر بھیجے ہیں بھائی جب مصر پہنچتے ہیں تو ایسے پُر درد الفاظ میں حضرت یوسف سے خطاب کرتے ہیں کہ آپ بیتاب ہو کر خود کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ توریت میں بنیامن کو بیٹوں کے ہمراہ مصر بھیجتے وقت حضرت یعقوب کی زبان سے یہ فقرہ نکل جاتا ہے کہ ”خدا سے قدیر اس شخص کے سامنے نہرجم کرے کہ تمہارے دوسرے بھائی (یوسف کو) اور بنیامن کو واپس بھیجے“ حالانکہ قصہ کی ابتدا میں خون آلود قیصر کھیکر خود حضرت یعقوب نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا اس لیے توریت کا یہ فقرہ کچھ معنی سا ہو گیا ہے کیونکہ یوسف کے زندہ باقی رہنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے بخلاف اس کے قرآن نے قصہ کی ابتدا میں بتا دیا تھا کہ یعقوب نے بیٹوں کی بات کا یقین نہیں کیا کہ یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا بلکہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہے اگرچہ غائب ہے اس طور سے قرینہ قائم ہو گیا جو اس موقع پر کام آیا۔

حضرت یوسف بنیامن کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں توریت میں یہاں بنیامن کی خرجی میں چھپا دیا جاتا ہے لیکن اسکے بعد پونجی بھی خرچوں میں چھپا دجاتی ہے اول مرتبہ جب پونجی بھائیوں نے خرچوں میں دیکھی تو ڈر گئے تھے اور حضرت یعقوب کی ہدایت کے موافق واپس کرنے آئے تھے اب دوبارہ پھر یہاں کے ساتھ پونجی خرچوں سے نکلی تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ساتھ فریب کیا گیا جس نے پونجی چھپا دی اسی نے یہاں بھی چھپا یا اب دیکھو قرآن میں صرف یہاں بنیامن کی خرجی میں چھپا یا جاتا ہے پونجی دوبارہ خرچوں میں نہیں چھپاتے تاکہ کسی عذر کی گنجائش باقی نہ رہے۔

توریت	تسراں
ولیشلمات احيو وديكو ويا مرالمم الترجزو بلدرك وיעلومعصرير ويا وارص كنغن اليعقب	ولما فضلت العيد قال ابوهم اني لا جد ربح يوسف لولا ان تفندون۔

قرآن	توریت
قالوات لله انك لفي ضللك القدير فلما ان جاء البشير القه على وجهه فارتد بصيرل قال المراقل لكوني اعلم من الله ما لا تعلمون - قالوا يا بان استغفر لنا ذنوبنا انكنا اخطئين - قال سوف	ايهم ويحبذ لولا مسعود يوسف حتى وكي هو امثل بكل ارض مصر يم وينفج لبوكي لا هابيم لهم ويد برواليوات كل دبري يوسف اشرد برالهم ويوات هعجلوت اشر شلم يوشف لثان اتو تخي روس يعقب ايهم وبامر لشرال اب عود يوسف بني حي الك دارا نو بطرم اموت -
استغفر لكم رب ان هو العفو الرحيم - فلما دخلوا على يوسف اوى اليه ابويه وقال دخلوا مصر ان شاء الله امين - و رفع ابويه على العرش وخروا له سجدا وقال يا بت هذا تاويل رؤياي من قبل قد جعلها ربي حقا وقد احسن بي اذا خرجني من السجن وجاء بك من البدو من بعد ان نزع الشيطان بيني وبين اخوتي ان ساري لطيف لما يشاء انه هو العليم	ويسع لشرال وكل اشرو وبيا باره شبع ويزبح زجيم لاهي اسيو يعق وبيا مر لاهيم لشرال بيات هليله وبيا مر يعقب يعقب وبيا مر هنني وبيا مر انكي هال الهي ابيك اليترا مروه مصريه كے يجو كجدول اشيك شم انكي ارد عك مصريه وركي اعك جمعه يوسف يشيت يد والعينك ويقم يعقب مبار شبع ويشا وبني لشرال ات يعقب ايهم وات طفرم وات نشيم هعجلوت اشر شلم فرعه لثان اتو ويقم وات مقنيهم وات ركوشم اشرد كشو بارص كنعن وبيا مصريه يعقب وكل زرعو اتو بنيو وبني نبو اتو بنيتو وبنيتو بنيو وكل زرعو هبيا اتو مصريه -
الحكيم - رب قد اتيتني من الملك وعلمتني من تاويل	وات يهوده شلم لفنيو ل يوسف لهورت لفنيو جشيه وبيا وارصه جشون وبيا سر يوسف مركبتو

قرآن	توریت
الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرة - توفی فی مسلما والحقنی بالصلحین -	ويعجل لقرات ليشرا ل ابو جثنه دیر الیو یوفل عل صوار یو دینک عل صوار یو عود ویا مر لیشرا ل الیوسف امونہ هفعم احری راوتی ات فنیک کی عودک حی -
ترجمہ	ترجمہ
اور جب قافلہ مصر سے نکلا تو اُس کے باپ نے کہا میں خوشبو پر یوسف کی سوتھ رہا ہوں اگر تم یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں - وہ بولے بخدا تو اپنی اُسی بُرائی دھن میں ہے - پھر جب خوشخبری دینے والا پہونچا تو کڑتا اس کے منہ پر ڈال دیا تو جس طرح پہلے دیکھتا تھا دیکھنے لگا - کہنے لگا کیون میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے وہ کہنے لگے اے باپ ہمارے گناہ بخشو بیشک ہم گنہگار تھے - اُس نے کہا ہاں میں تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے - پھر جب یوسف سے ملے	پس بنیامن اور اسکے بھائی روانہ ہوئے اور یوسف نے اُسے کہا راستہ میں ایک دوسرے پر خفا نہ ہونا اور وہ مصر سے روانہ ہو کر کرعنان پہونچے اور اپنے باپ یعقوب سے ملے اور کہنے لگے یوسف اب تک زندہ ہے اور اسے ملک مصر کا حاکم ہے اور یعقوب کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ اُسکو یقین نہ آیا اور انھوں نے یوسف کی سب باتیں بیان کیں جو اُس نے کہی تھیں اور جب اُس نے وہ گاڈیان دیکھیں جو یوسف نے لانے کے واسطے بھیجی تھیں تو اُن کے باپ یعقوب کا دل بلغ بلغ ہو گیا اور اسرائیل کہنے لگا بس کافی ہے میرا بیٹا یوسف ابھی زندہ ہے میں جاؤں گا اور اُسے دیکھوں گا قبل اسکے کہ مجھے موت آئے - اور اسرائیل سامان لیکر سفر کو نکلا اور شریع پہونچا اور اپنے باپ اسحق کے خدا کے نام پر قربانی کی اور خدا نے شب کو رویا میں اُس سے کلام کیا اور کہا یعقوب! اولیعقوب! اور اسے جواب دیا البیک اور خدا کہنے لگا میں خدا ہوں

توریت	توریت
تو اُسے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہنے لگا خدا چاہے تو اب مصر میں بے شکستہ نکل جو اور یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب اُسکے لیے سب سے مین جھک کر رہے اور اُس نے کہا اے باپ جو خواب میں نے پہلے دیکھا تھا اُسکی یہ تعبیر ہے اللہ نے اسکو سچ کر دکھایا اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا اور تم کو سب کو گائون سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا یا۔ بے شک میرا پروردگار وہی جاننے والا ہے حکمت والا خداوند اتنے مجھے ملک میں سے دیا اور تعبیر خواب بھی سکھائی اسے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو میرا والی ہے دنیا اور آخرت میں۔ مجھ کو اپنا تابع اور رکھ کر دنیا سے اٹھالے اور نیک بندوں سے مجھے ملا دے۔	تیرے باپ کا خدا مصر جاتے ہوئے کچھ خوف نہ کر کیونکہ میں تجھ سے ایک بڑی قوم نکالوں گا میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور میں تجھے پھر واپس لاؤں گا اور یوسف تیری آنکھوں پر ہاتھ رکھے گا۔ اور یعقوب پر شیع سے اٹھا اور بنی اسرائیل کو لے چلا یعقوب ان کا باپ اُن کے بچے اور بیویاں ان کا ڈیون میں جو فرعون نے لینے بھیجے تھیں مع اُس ملل کے جو کنعان سے لائے اور اُطرح یعقوب اور اُسکی ساری اولاد مصر پہنچی جہاں اُسکے لڑکے۔ پوتے۔ بیٹیاں۔ نواسیان۔ اور پورا قبیلہ مصر پہنچا اور اُسے یہود کو یوسف کے پاس آگے بھیجا کہ اُسکا رخ سبزین جشن کی طرف کر دے اور وہ جشن پہنچے اور یوسف گاڈی پر سوار ہو کر اپنے باپ اسرائیل کے جشن میں پیشوائی کو آیا اور سامنے آکر گلے ملکر رونے لگا کچھ دیر تک۔ اور اسرائیل یوسف سے کہنے لگا اب مجھے مر جانے دے میں نے تیری صورت دیکھ لی تو اب تاک زہرہ ہے۔
توریت میں حضرت یوسف کا پیغام سن کر حضرت یعقوب خوش خوش روانہ ہوتے ہیں اور سارے قبیلہ والوں کو جن کے نام فردا فردا توریت نے گنوائے ہیں اور جن کو ہم نے	

بخمال طوالت متن و ترجمہ سے خارج کر دیا ساتھ لے جاتے ہیں راہ میں خداوند ہوا وہ بشارت دیتا ہے کہ یعقوب میں تیرے ساتھ مصر چلتا ہوں اور تجھے پھر واپس لاؤں گا۔ لیکن حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہ واپس نہ آ سکے ہاں ان کی نعش واپس آئی جیسا کہ اسی کتاب پیدائش کے باب ۵۰ میں لکھا ہے۔ بہر حال حضرت یعقوب سب کو لیکر مصر پہنچتے ہیں حضرت یوسف پیشوائی کو آتے ہیں پھر باپ بیٹوں کی ملاقات اور گلے ملکر رونا موثر طور پر بیان کیا ہے۔ اب قرآن میں دیکھو حضرت یعقوب کا دل اندر سے آنے والی خوشی کی بشارت دیتا ہے قاصد یوسف آتا ہے اور گڑا منہ پر ڈالتا ہے کہ جن آنکھوں نے خون آلود قمیص دیکھ کر اشک کا دریا بہایا تھا وہ اب پیرا ہن یوسفی دیکھ کر فرط سرور میں کھل جائیں۔ بیٹے اپنی خطا پر نادم ہو کر آپ سے سفارش چاہتے ہیں آپ وعدہ کر کے سب کو ساتھ لے کر خوش خوش روانہ جوتے ہیں حضرت یوسف خیر مقدم ادا کرتے ہیں پھر والدین کو تخت پر بٹھاتے ہیں اور سب سجدہ تحیت و شکر میں گر پڑتے ہیں اس طور سے والدین کا فرق مراتب قائم کر کے حضرت یوسف اپنے خواب کے سچ ثابت ہونے پر اظہار مسرت کر کے شکر خدا سجا لاتے ہیں اور دعا پر جسکے الفاظ نہایت موثر ہیں اور مقام شکر اور قرب الہی کی سچی تصویر میں ختم کرتے ہیں۔

اسی نیز نگین اور مصائب کے بعد پھڑپھڑے ہوؤں کا خیر و خوبی کے ساتھ پھر ملتا اس داستان سرور کو حقیقت میں بیان ختم کر دیتا ہے لیکن تورات میں اسکے بعد چار باب اور بڑھائے ہیں حضرت یوسف باپ اور بھائیوں کو فرعون سے ملاتے ہیں اور سرزمین خوشن میں قیام کرتے ہیں ارضی دلو اتے ہیں پھر قحط سے مصریوں کی پریشانی کا تذکرہ ہے پھر حضرت یعقوب مرض الموت میں مبتلا ہوتے ہیں حضرت یوسف اپنے بیٹوں کو برکت حاصل کرنے لاتے ہیں پھر حضرت یعقوب اپنے سب بیٹوں کو جمع کرنے میں اور ایک لمبی چوڑی نظم میں ان سب کے واسطے پیشین گوئی کرتے ہیں اور وفات پاتے ہیں حضرت یوسف

نفش مبارک کو حنوط کر کے وطن لا کر دفن کرتے ہیں اور مصر واپس جاتے ہیں اب بھائی پھر اندیشہ کرتے ہیں کہ کہین یوسف بدلہ نہیں لیکن آپ اُنکو تسلی اور شفی دیتے ہیں اور پھر بھائیوں کے سامنے وفات پاتے ہیں۔ قرآن مجید نے قصہ کو دعائے یوسف پر ختم کر کے پھر تعلیم و تلقین شروع کی اور سورہ کا خاتمہ یوں کیا:-

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب ما کان حدیث یفتی و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء وھدٰی ورحمۃ لقوم یومنون	بیشک اسکے قصوں میں ارباب دانش کیلئے عبرت تھی یہ بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ تصدیق ہے اس چیز کی جو اُن کے پاس ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ایمان لانے والی قوم کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔
---	--

بیشک قرآن کا قصہ یوسف محض بنائی ہوئی داستان نہیں ہے بلکہ صدق قصہ تو یہ ہے اور اسکے ساتھ ہدایت اور رحمت ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جو توحیت کے بیان میں اب مختوش پائی جاتی ہے۔

موازنہ ختم ہو چکا ارباب نظر غور کریں اور پھر خود ہی انصاف کریں کہ نولدکی کا اعتراض مسقدر واقعات کے خلاف اور بیجا تعصب پر مبنی ہے۔

نولدکی نے اسکے بعد اور اعتراض بھی کیے ہیں مگر وہ محض عامیاناہ ہیں۔ ہم نے کلام مجید کے متعلق جعفر اس کتاب میں لکھا ہے اسکے مطالعہ کے بعد وہ اعتراض خود بخود رفع ہو جاتے ہیں ہاں ایک اعتراض ایسا ہے جسکو ہم بیان بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے لیکن اس میں غیر زبانوں کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ نولدکی نے علم السنہ کے اصول سے بیان بالکل چشم پوشی کی ہے۔ مکہ اُس زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا اور کعبہ کی زیارت کو لوگ دور دور سے آتے تھے اور فریش ممالک غیر میں تجارت کرنے جاتے تھے اسنے اُنکی زبان بھی

نولدکی کے
بقیہ اعتراض
کے جواب

الفاظ کا لین دین کرتی تھی اور ہاں لک غیر کے الفاظ معرب ہو کر بے تکلف استعمال ہوتے تھے اور اس طرح جزر زبان ہو جاتے تھے کہ فصحا اور شعرا ان کو استعمال کرتے تھے۔ زندہ زبانوں کی نشو و نما اور ترقی کا راز یہی ہے عبرانی اور سریانی کے برخلاف عربی اُس زمانہ میں بھی زندہ زبان تھی (اور اب بھی ہے) اسی لیے قرآن میں جو زبان قریش میں نازل ہوا ایسے الفاظ کا موجود ہونا اُس کے دعویٰ کا منافی نہیں ہے خصوصاً جب زبان اناں قریش نے اُس زمانہ میں یہ اعتراض نہیں کیا حالانکہ قرآن کو اساطیر الاولین سحر، کذب و افتراء سب کچھ کہا نیکن یہ کبھی نہ کہا کہ اسکا دعویٰ عربی نہیں“ غلط ہے اب اگر فولد کی ایسا کہتا ہے تو اس سے خود اسکا عربی دانی کا دعویٰ محض لاف و گرائے رہ جاتا ہے۔

فولد کی نے اس ضمن میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اکثر جگہ ان الفاظ غیر زبان کے معنی قرآن میں اصل کے خلاف غلط مذکور ہیں مثلاً علیون کے معنی عبرانی میں برتر اور اعلیٰ کے ہیں اور توریت میں خدا کا نام لیکن قرآن کے سورہ مطفین میں بمعنی آسمانی کتاب کے ہیں۔

فولد کی کی یہ غلط فہمی ہے قرآن مجید میں یہ لفظ یون واقع ہوا ہے ان کتب الابرار لعی علیون وما ادرک ما علیون کتب مرقوم وشہداء المقربون علیون علیون کی دوسری شکل ہے اسکا مادہ علو جسکے معنی دی ہیں جو عبرانی میں ہیں توریت میں اسکا استعمال یون ہوا ہے وہو کھن لال علیون (اور وہ خدا تعالیٰ کا کاہن تھا) ترجمہ توریت پیدائش ۱۲ میں علیون بمعنی خدا تعالیٰ لکھے ہیں جسکا عربی مترادف العلی ہے۔ دیکھو علیون یہاں ال کی صفت ہے۔ یہود میں خدا کا اسم ذات یہوہ تھا جیسے عربی میں آشد اور عام لفظ خدا کے واسطے ال اور بصورت جمع الوہیم۔ اہم صفت میں الشدای بمعنی قدیر دقا در استعمال ہوتا تھا اور علیون بمعنی برتر اور اعلیٰ ہے

قرآن مجید میں ج طرح وما ادرک ما سبحان کتب مرقوم فرمایا ہے اسکے مقابلہ میں علیون و

علیوں کو کتب مرقوم کہا ہے جس کے معنی بروایت ابن عباس "جنت" و بروایت کعب و قتادہ
قائمہ جانب راست عرش" و بروایت ضحاک "سدرۃ المنتہیٰ غرضکہ سب میں لفظی معنی کی مناسبت
کا لحاظ ہے۔ (تفسیر ابن جریر)

الغرض یورپ نے باوجودیکہ آج کل علمی ترقیوں کی نشہ نشین پر ہے لیکن قرآن مجید کے
متعلق اپنی روش دہی رکھی ہے پہلے اگر جہالت تھی تو اب دانستہ انکار و حجود۔ بائبل اگرچہ
اسکے محققین کے نزدیک محرف ہے لیکن پھر بھی اسکی حمایت کی جاتی ہے قرآن مجید اگرچہ
صحف سادی کا "ہمین" یعنی امین ہے اور خود بھی محفوظ ہے لیکن پھر بھی ہر کس و ناکس اسکی
مخالفت پر تلا میٹھا ہے یُرِیدُونَ لِیُطْفِقُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتَعَمِّدٌ رِو
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

قرآن مجید
محفوظ و
امین ہے

خیر اگر مخالفین قرآن بمصادیق کل حزب بالذہم فرحون اپنے اپنے صحف سے وابستہ
ہیں تو استعرا اور ٹھنڈے دل سے سن لین پھر اختیار ہے۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکموا لا نعبد الا الله ولا نذکرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اباً با من دون الله فان تولوا فقولوا الشھد و ابانا مسلمون۔	کہہ دے اسے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تھمارے درمیان کی یہ کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور نیکو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ایک ایک کو آپس میں رب نہ ٹھہرائیں پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو شاہد رہو کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔
---	---

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ
محمدؐ والہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دستِ بخشش

فہرستان کتابوں کی حراج اس کتاب کی تالیف میں مدلی گئی

تفاسیر کبیر - کثافت - ابن جریر الطبری - خازن - سراج النیر - ابن کثیر - مجمع البیان الطبری
صافی - اتقان - تنویر الکبیر - بیضاوی - مدارک - معالم - روح المعانی - میزان الاعتدال - ذہبی -
صحیح بخاری - صحیح مسلم - فتح الباری - تقریب التہذیب - ابن خزم کتاب الفضل - فتح البلدان - بلاذری
ابن خلکان - الفہرست ابن ندیم - کشف الظنون - شرح نخبہ الفکر - سراج القاری - آثار عجیبہ
خطبات احمدیہ - علم الکلام -

انگریزی کتابیں بدین تفصیل بخط انگریزی

Wellhausen. — History of Israel and Judah.

Jewish Encyclopaedia. —

Chagigah. Talmud. — Tr. by Rev. A. Streane.

Apocrypha. — Tr. by Charles Oxford Press, 1913.

Variorum Reference Bible. —

Thomson. — History of English Bible

Encyclopaedia of Religion and Ethics.

„ Britannic a.

„ Biblica.

„ Islam.

Josephus. — Antiquities.

Helps to the Study of Bible. — Oxford Press.

S. Edwards. — Old Testament.

Westcott. — Historic Faith.

„ — Introduction to the History of Gospels.

Harnack. — What is Christianity ?

- Eusibius.**—Ecclesiastical History, Tr. by Rev. C. Cruse.
- Mosheims.**— Do. do.
- Berkitt.**—Early Eastern Christianity.
- „ —History of Bible.
- Graetz.**—History of Jews.
- B. Cowper.**—The Apocryphal Gospels.
- Weinel and Widgery.**—Jesus in the 19th century and after.
- P. Vivian.**—The Churches and Modern thought.
- E. Clodd.**—Jesus of Nazareth.
- Driver.**—Introduction to the Bible.
- O. Taylor.**—Sayings of the Jewish Fathers.
- Kantzsosch.**—Literature of the Old Testament.
- Lightfoot.**—Apostolic Fathers.
- Von Soden.**—The Books of the New Testament.
- Noldeke.**—Sketches from Eastern History.
- Steindorff.**—Religion of the Ancient Egyptians.
- H. Hirschfeld.**—New Researches into the Composition and Exegesis of the Quran.
- E. Sell.**—The Historical Development of the Quran.
- Muir.**—The Quran.
- Sale.**— Do.
- Margoliouth.**—Life of Mohammed.
- Tylor.**—Anthropology.

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعد
لی گئی تھی، مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یہ دیرانہ لیا جائے گا۔
